تاریخ یہود

یعنی

"ضمیمۂ سلسلۂ تاریخ ارض مقدس" کا حصہ اولین جس میں بنی اسرائیل کی
تاریخ ابتدائے آغاز سے انجام تک لکھی گئی ہے اور یہ گویا خود ایک مستقل تاریخ ہے

مصنفہ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز و مشہور مورخ و ناولسٹ

باہتمام

خاکسار حکیم محمد سراج الحق منیجر و پرنٹر و پبلشر

سنہ ۱۹۲۵ء میں

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان میں طبع ہوا

طبع سوم ... جلد
قیمت فی جلد ...

پہلی کتاب

تاریخ یہود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

باب اول

بنی اسرائیل کا دور اولین

حضرت ابراہیم کا دار الہجرت۔ آپ کا سفر مصر۔ ارض فلسطین۔ اسکی تاریخی وقعت بیت المقدس۔ اس کا خط۔ اسکا دینی تقدس۔ اس کی خوفناک خونریزیان۔ اس کی عبرتناک تصویر۔ حضرت خلیل اللہ کی بے نفسی۔ آپ کی اولاد۔ آپ کی وفات۔ بنی اسرائیل مصر مین۔ ان کی توحید و حق پرستی۔ حضرت موسیٰ کی ولادت بنی اسرائیل کی آزادی۔ اب اُن کی کیا شان تھی۔ ان کی تعداد و قوت۔ تابوت سکینہ۔ جناب موسیٰ کی وفات۔ ارض مقدس مین بنی اسرائیل کا ورود۔ ان کی سلطنت کا آغاز۔

حضرت ابراہیم کا دار الہجرۃ شہر عرفہ کا وہ مشہور موحد جسے کواکب کے طلوع [illegible]

خداشناسی کا سبق ملا تھا جب اُس نے "یَا نَارُ کُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيْم" کا مزہ اُٹھا کے وطن کو خیرباد کہی۔ اور جملہ متعلقین اہل و عیال اور بھیڑ بکریوں کو ساتھ لے کے مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا۔ تو تقدیر نے چند ہی روز کی دشت نوردی کے بعد ایک ایسے پُرفضا اور دلکش مرغزار میں پہونچا یا جو خدا کی ایک بڑی نعمت اور مویشیوں کے لیے ایک لازوال دولت نظر آتا تھا مقدس غریب الوطن نے یہین پر کمر کھول دی اور ایک چھوٹا سا معبد الٰہی بنا کے خدا کی عبادت مین مشغول ہوگیا۔ یہ جناب ابراہیم[ع] خلیل اللہ تھے جنھون نے اس وادی مین ٹھہرنے کا ارادہ کرتے ہی اپنے بھتیجے حضرت لوط[ع] کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور ایک بلند ٹیلہ پر جہان سے ساری وادی ایک مخملین فرش کیطرح پاؤن کے نیچے سے حد نظر تک پھیلی چلی گئی تھی۔ چڑھ گئے۔ اور یہین کھڑے کھڑے اور باتون ہی باتون مین اس وادی کو اپنے اور حضرت لوط[ع] کے درمیان تقسیم کر لیا۔ بس اتنی ہی بے تکلفانہ تقسیم کے بعد دونون پیمبر اپنے اپنے قطعہ مین جا کے سکونت پذیر ہو گئے چند روز بعد قحط کی مجبوریون سے حضرت خلیل[ع] کو سفر کے لیے پھر کمر باندھنی پڑی

آپ کا سفر مصر

اب آپ نے سرزمین مصر[عه] کی راہ لی۔ جو اس وقت قحط زدگان شام و عرب کا مامن بنی ہوئی تھی۔ مگر اس آسمانی بلا کے دور ہوتے ہی پھر اپنے اُس نئے دار الہجرۃ مین واپس آگئے اور آخر تک یہین رہ کے پیوند زمین ہوئے۔

عه حضرت خلیل کا اصلی وطن قدیم کلدیا مین شہر بابل کے قریب کسی جگہ تھا۔ بعض محققین کا دعویٰ ہے کہ آپ وَرقہ اور مغیر شہرون سے ہجرت کیے گئے تھے جن کے کھنڈر آج بھی نظر آتے ہین۔ مگر زیادہ تر قابل وثوق یہ ہے کہ وادی فرات کی بلندی مین حرفہ نام شہر جو آج تک موجود ہے۔ وہی آپ کا وطن تھا۔ حرفہ ارض فلسطین سے شمال و مشرق جانب ۴۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے (گارج تاریخ ارض فلسطین) عه یہ مختلف فیہ ہے کہ جناب ابراہیم[ع] مصر مین کب تشریف لے گئے تھے مسلمان مورخین بالاتفاق لکھتے ہین کہ آپ مصر مین ہوتے ہوئے شام مین آئے۔ لیکن توریۃ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے ارض مقدس مین پہونچ چکے تھے۔ مگر قحط کی مجبوری مصر لے گئی۔ قرآن پاک اس بارے مین ساکت ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہین کہ توریۃ کا لحاظ نہ کیا جائے۔ اور خاصۃً جبکہ جغرافیہ اور قیاس سے بھی توریۃ ہی کی تائید ہوتی ہے۔

ارض فلسطین یہ چھوٹا سا خطۂ زمین جسے اب فلسطین کہتے ہین ملک شام کے وسیع و زرخیز میدانون اور بحیرۂ روم کے مشرقی سواحل کے درمیان مین واقع ہے جس کا طول ۱۸۰ میل اور عرض شمال مین صرف ۲۳ میل اور جنوب مین پھیل کے ۸۰ میل تک پہونچ گیا ہے۔ اس رقبہ کے اندر کل ۶۰۴۰ میل مربع زمین ہے۔ کوہستان کے دو متوازی سلسلون نے اس کی سطح مین نشیب و فراز پیدا کیے ہین۔ اور دریاے یردن کی عمیق وادی اس کو شاداب کرتی رہتی ہے۔ انھین ناہموار پہاڑیون پر دریاے یردن کے ایک جانب سرسبز جنگل کا ایک لا انتہا سلسلہ نظر آتا ہے جو حوران کے میدانون تک چلا گیا ہے۔ اور دوسری طرف خاکستری رنگ کی بھدی چٹانین اپنے سلسلہ کو عرب کے ناپیدا کنار ریگزارون تک کھینچ لے گئی ہین مغرب کی طرف سواحل بحیرۂ روم کے زرخیز میدان ہین اور شمال مین آستدریلان کا سرسبز و شاداب قطعہ جو کوہ لبنان کے دامن مین پھیلا ہوا ہے۔

اس کی تاریخی وقعت اس مختصر خطہ کے چھوٹے ہونے کے ساتھ اس کی تاریخی اور مذہبی وقعت پہ نظر ڈالی جاے تو حیرت معلوم ہوتی ہے۔ اور شاید یہی حیرت ہے جس نے اکثر یورپین مورخین کو جو ہر ملک و شہر کا مقابلہ اپنے موجودہ تمدن و تہذیب سے کیا کرتے ہین اس کی موجودہ حالت اور محدود رقبہ پہ متحیر کر دیا۔ مگر نہین اس کی عظمت و وقعت کو زمین کی وسعت اور بوسیدہ کھنڈرون مین نہین بلکہ مذہبی کتابون اور تاریخ کے اوراق مین دیکھنا چاہیے۔ اس تنگ اور محدود خطہ

بیت المقدس مین ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر اُسے چھوٹا نہ کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر مذہب کی مودبانہ نظر اور اخبار و روایت کی عینک سے دیکھیے تو شاید اُس سے بڑا یا دوسرے الفاظ مین یون کہا جاے کہ اس سے زیادہ باعظمت شہر سارے کرۂ زمین پہ نہ ملے گا۔ بیت المقدس کی عظمت اتنی نہین کہ زمانہ اُسے

کبھی مٹا سکے۔

اس کا خطہ جس قطعہ زمین پر یہ چھوٹا اور مقدس شہر آباد ہے وہ اگرچہ اپنی پیداوار کے اعتبار سے دیگر زرخیز خطہ ہائے زمین پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا مگر کچھ ایسے محفوظ موقع پہ واقع ہوا ہے کہ جن انبیائے سلف نے دنیا میں توحید کا بیج بویا انہیں کا یہ گہوارہ انتخاب دیکھ کے ان کے فوجی اور تمدنی کمال پہ حیرت معلوم ہوتی ہے اس کی قلعہ بندی کے سامان گویا قدرت نے پیدا کر رکھے ہیں۔ ایک مختصر کوہستانی سلسلہ ہے جس کی چوٹیوں پہ خود قدرت نے ایک قلعہ بنا رکھا ہے۔ اس لیے کہ تین طرف تو برابر عمیق وادیاں چلی گئی ہیں جو ۴۰۰ سے ۵۰۰ فٹ تک گہری اور گویا قعر زمین دھنستی چلی گئی ہیں۔ چوتھی جانب ایک بلند چٹان ایک قوی ہیکل دیو کی طرح کھڑی پہرہ دے رہی ہے۔ اور حملہ آوروں کے روکنے کو ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اسی پہاڑوں کی گود اور اسی قدرتی قلعہ بندی میں یہ مبارک شہر آباد ہے۔ اور ایسے عمدہ موقع پہ واقع ہونے ہی کی وجہ سے شہر بیت المقدس گرد کی زمینوں سے اتنا بلند ہے کہ معلوم ہوتا ہے گویا بلندی سے اپنے تمام توابع کی نگرانی و نگہبانی کر رہا ہے۔

اس کا دینی تقدس یہی مختصر اور پاک خطہ وہ ارض مقدس ہے جو بنی اسرائیل کی زمین موعودہ تھی۔ جس کے قریب ہی کبھی جناب ابراہیم نے توحید کی پہلی بنیاد ڈالی تھی جہاں جناب داؤد نے ایک ہیکل (عبادت خانے) کا نقشہ بنایا۔ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت سلیمان نے باپ کی وصیت کے مطابق نہایت عالیشان مسجد الٰہی تعمیر کر کے کھڑا کر دیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے ہمارے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج کو آسمان پہ تشریف لے گئے۔ اور جہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مقدس ہیکل سلیمانی کی تجدید کی۔ الغرض اس

محدود زمین کے اندر کچھ ایسے ایسے خدا شناسی کے جذبات اور خدا پرستی کے قدیم تبرکات ودیعت رکھے گئے ہین کہ آج تک خدائے لایزال کی عبادت کا بڑا بھاری مرجع اور مذہبی خوش اعتقادیون اور کششون کا اعلیٰ مرکز بنی ہوئی ہے۔ اور ہمیشہ کے لیے بیت المقدس کے مبارک نام سے نامزد ہوگئی ہزارہا انبیا و رسل اسی خاک سے اُٹھے اور یہین پیوند زمین ہوئے۔ جن کے مزار آج بھی مرجع عالم ہین۔ اور جن کے سامنے یہود عیسائی اور مسلمان سب ہی کے سر جھکتے ہین۔ مگر سچ کہا ہے "اسے روشنی طبع تو بر من بلا شدی"

اس کی خوفناک خونریزیان اسی عقیدت و محبت نے یہ عجیب خوفناک نتیجہ پیدا کیا کہ یہ شہر ابتدا سے انتہا تک ہمیشہ بڑی بڑی معرکہ آرائیون اور سخت سخت خونریزیون کا دنگل بنا رہا۔ جناب مسیحؑ نے تو یہ مین کہا کہ "مین امن نہین تلوار لے کے آیا ہون"، مگر اس شہر کا پہلے ہی سے یہ عالم ہے کہ شاید شاذ و نادر ہی کوئی ایسا زمانہ گذرا ہوگا جبکہ اس کی سواد مین تلوار نہ چل رہی ہو۔ حقیقت مین یہ کم حیرت انگیز کشش نہ تھی جس کے جذبات نے صدیون یہ حالت برقرار رکھی کہ ممالک دور دراز سے قومون کی قومین اس جوش مین بھری اور کھنچی چلی آتی تھین کہ اس کی دیوارون کے نیچے جوہر شجاعت دکھا کے جان دین۔ جو تلوار قدیم سے قدیم زمانے مین چلنا شروع ہوئی تھی آج تک اطمینان کے ساتھ نہین معلوم کر کی یا نہین بت پرست اور خدا پرست لڑے۔ یہود و نصاریٰ مین خون کے پیاسے ہوے مسلمانون اور مسیحیون مین قتل و خون کا بازار گرم ہوا۔ الغرض سب لوگ اپنی اپنی باری لڑ بھڑ کے فنا ہو گئے۔ اور یہ شہر آج بھی اسی طرح تقدس اور برکت کا جامہ پہنے کھڑا ہے۔ مذہبون اور ملتون ملکون اور مملکتون نے اس کے در و دیوار پر بہادر سپاہیون جانبازون کی قربانیان چڑھائین۔ اس کے گلی کوچون مین خون کی ندیان

بہائیں سب مٹ گئے اور تباہ ہو گئے مگر اس کا تقدس اسی داب و حکمت سے آج بھی زیادہ بلکہ پہلے سے زیادہ قربانیاں لینے کو طیار ہے۔ ایک انگریزی مورخ[۵] نے اس کی عبرت ناک تصویر کتنے موثر اور سچے الفاظ میں دکھائی ہے۔ وہ کہتا ہے "اس میں

ان کی عبرتناک تصویر | نہ کوئی پتھر ہے جو انسان کے خون سے نہ رنگا گیا ہو۔ نہ کوئی جگہ ہے جہاں آدمیوں میں دست بدست لڑائی نہ ہوئی ہو۔ کوئی ایسی پرانی دیوار نہ ملے گی جس کے ادھر سے ناشاد عورتوں کے چیخنے کی آواز نہ بلند ہوئی ہو۔ یہود۔ بت پرست۔ نصاریٰ۔ مسلمان سب ہی کو بتدریج و ترتیب فتح حکومت اور شکست سے سابقہ پڑا۔ بیرون شہر کے قبرستان کو کھود کے گڑی ہڈیاں اکھڑی جائیں تو بتانا دشوار ہو گا کہ کون یہودی کی ہے کون بت پرست کی کون عیسائی کی ہے اور کون مسلمان کی۔

حضرت خلیل اللہ کی بے نفسی | اگرچہ سب باتیں بعد کی ہیں جس وقت جناب ابراہیم نے یہاں اپنا سادہ عبادت کدہ بنایا ہے اس وقت تک اس زمین کے دامن میں خون کے دھبے نہیں لگے تھے۔ خود آپ یہاں ایک فاتح کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک بے نفس اور بے لوث عابد و زاہد کی شان سے آکے آباد ہوئے تھے۔ اگرچہ گرد و پیش مختلف بت پرست قومیں آباد تھیں۔ مگر نہ آپ ہی نے کسی سے کچھ تعلق رکھا اور نہ کوئی اور آپ کا مزاحم ہوا۔

آپ کی اولاد | حضرت ابراہیم کے دو بیٹے ہوئے۔ اسحٰق جو خاص بنت عم اور وطنی بی بی سے تھے وہ تو مقدس باپ کے دامن عافیت میں رہے۔ مگر اسمٰعیل کو جو مصر کی ایک ایسی شریف خاتون کے بطن سے تھے جسے تقدیر لونڈی بنا کے ابراہیمؑ کے

---

[۵] جروسلیم دی سٹی آف ہیروڈ اینڈ سلادین، (یعنی یروشلیم یعنی ہیروڈ اور صلاح الدین کا شہر) مصنفہ والٹر بزانٹ اور پامر۔

پاس لائی تھی - باپ کے جوار مین رہنا نہ نصیب ہوا - ایک چھوٹے سے خاندانی جھگڑے نے ابراہیم کے دونون بیٹون کو ایسا جدا کیا کہ پھر کبھی نہ ملے اور ملے بھی تو اس طرح کہ خدا دشمن کو نہ ملاے - حضرت خلیل اللہ کی بنت عم سارہ کو یہ کسی طرح نہ گوارا ہوا کہ ہاجرہ اولاد والی بن کے انھین کی چھت کے نیچے رہین جن کی نارضامندی کے ساتھ خدا کی بھی کچھ ایسی ہی مرضی ہوئی - القصہ حضرت خلیل اللہ نے ہاجرہ اور اسمٰعیل دونون ماں بیٹون کا ہاتھ پکڑا اور عرب کے لق و دق ریگزار کی ایک وادی مین جہان اب مکہ معظمہ آباد ہے چھوڑ کے واپس چلے گئے چند روز بعد آئے کہ دیکھین لخت جگر کے ساتھ زمانے نے کیا سلوک کیا - اور اس بے آب و گیاہ دشت کی جگہ ایک بستی آباد دیکھ کے خوش ہوے - یہان بیٹے کے ساتھ مل کر ایک خانۂ خدا تعمیر کیا - اس کے اور نسل اسمٰعیل کے لیے خیر و برکت کی دعا مانگی - اور اپنے ان جان دار اور بیجان دونون یادگارون کو خدا کے سپرد کر کے ارض یہودا کو واپس گئے - ابراہیمؑ کی اس امانت کو خدا نے اچھی طرح رکھا - اور راستے درجہ بدرجہ پہونچایا کہ زمانہ آج تک متحیر ہے - اور سچ پوچھیے تو اسی کا بیان ہماری اس تاریخ کا اصل موضوع ہے -

آپ کی وفات | بہر تقدیر حضرت خلیل اللہ شام و عرب دونون ملکون مین شرافت اور خدا پرستی کا تخم بو کے واصل بحق ہوے - اور آپ کی اولاد جس پہ خدا نے پہلے ہی سے برکت کا ہاتھ رکھ دیا تھا - دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگی -

بنی اسرائیل مصر مین | تیسری ہی پشت تھی کہ بھائیون کا باہمی حسد ایک عجیب شان سے سارے خاندان کو مصر لے گیا - جہان کی ابتدا تو یہ تھی کہ جناب یوسف دولت فراعنہ کے سیاہ و سفید کے مالک تھے - اور خاتمہ یہ کہ ابراہیم کی اولاد جو اب آپ کے پوتے یعقوبؑ کے لقب اسرائیل کی طرف منسوب ہو کے بنی اسرائیل کے نام سے

مشہور تھی مغرور قبطیوں اور ظالم فراعنہ کے دست ستم میں اسیر تھی توراۃ ہی نہیں - اہرام مصری اور ممفس کے کھنڈروں کے در و دیوار تک بتا رہے ہیں اور ہمیشہ بتائیں گے کہ تمام بنی اسرائیل ایک ذلیل سے ذلیل غلامی میں مبتلا تھے - مجرموں سے زیادہ مار کھاتے - اور جانوروں سے زیادہ بوجھ ڈھوتے - لڑکیاں لونڈیاں بنتیں - اور لڑکے غلام - اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ لڑکے قتل ہونے لگے تاکہ ان کی قوت و تعداد نہ بڑھنے پائے - سبب

ان کی توحید و حق پرستی

کچھ تھا مگر جناب ابراہیم نے خدا پرستی کا کچھ ایسا نقش دل پر بٹھا دیا تھا کہ توحید کو نہ چھوڑتے - نہ کبھی مصری بتوں کے آگے سجدہ کیا - اور نہ کبھی فراعنہ کے دعوائے الوہیت کو تسلیم کیا -

حضرت موسیٰ کی ولادت

اُن کی یہ حق پسندی و راستبازی خدا کو ایسی پسند آئی کہ اسی مظلوم قوم میں جناب موسیٰ پیدا ہوئے - ماں نے قبطیوں کے خوف سے گھبرا کے آغوش دریا کے سپرد کیا - مگر تقدیر ناخدائی کر رہی تھی معصوم بچہ کی چھوٹی کشتی کو بہا کے شاہی محل کی طرف لے گئی - فرعون کی بیٹی یا بی بی نے نکلوا کے کلیجے سے لگا لیا - اور چونکہ لاولد تھی شاہزادہ بنا کے پالا -

اس طرح جناب موسیٰ خود فرعون کے محل اور باغ میں کھیل کود کے بڑے ہوئے اور بڑے ہوتے ہی اس کا غرور توڑنے اور اُسے خدا کے بندہ بنانے کی کوشش کرنے لگے - مگر اس میں تو کیا کامیابی ہوتی - ہاں اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ بنی اسرائیل کو

ع۵ مسلمان مورخ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو فرعون کی بی بی آسیہ نے نکلوایا - دو ایک حدیثوں سے اس بیان کی تصدیق بھی ہوتی ہے - مگر توراۃ میں لکھا ہے کہ جس عورت نے آپ کو دریا سے نکلوایا وہ فرعون کی بیٹی تھی اور اسی بنا پر تمام محققین یہود و نصاریٰ اسی آخری بیان کی تصدیق کرتے ہیں - قرآن پاک میں ہے "فالتقطہ آل فرعون" یعنی فرعون کی آل نے آپ کو نکالا اور یہ متبادر معنی ایسے ہیں جو توراۃ سے بالکل مطابق ہیں - ہمارے خیال میں مناسب ہوگا کہ قرآن کے بدلے حدیثوں ہی کی تاویل کیجائے جن کو ثقہ و قطعی مانا جاتا ہے -

بنی اسرائیل کی آزادی

اُن کی خداپرستی وشرافت یاد دلا کے ابھارا- اور اُن مین آزادی وحکمرانی کا ذوق وشوق پیدا کیا- آخر ہر اسرائیلی شخص کے دل مین اس جوش کی آگ لگا دی کہ ناخداشناس اور ظالم ومغرور فرعون کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اُتار کے پھینکدے- لیکن مغلوب اور کمزور قوم کو زبردست حاکم کے پنجۂ ستم سے کسی طرح نجات نہ ملتی- اور حضرت موسیٰ کی ہر کوشش بیکار ثابت ہوتی تھی-

آخر بڑی بڑی کوششون اور غیب کی بے انتہا تائیدون کے بعد ۲۱۳۶ برس قبل ولادت سرورکائنات حضرت موسیٰ نے اپنی پوری قوم کو قبطیون کی غلامی سے چھڑا لیا- اور شکستہ حال قافلہ کے قافلہ سالار بن کے مشرق کی طرف چل کھڑے ہوئے- خدا نے اسی زمین مین پہونچانے کا وعدہ کیا جہان ابراہیم نے پہلا عبادتکدہ بنایا تھا- اس سرزمین کو اس عہد مین ارض اریحا کہتے تھے جس پر کنعانیون کا قبضہ تھا- یہ لوگ بنی اسرائیل کو بہت ہی زبردست نظر آئے- اور اُن کا ظلم وستم اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن مین قوم جبارین کے نام سے یاد کیے گئے ہین- بنی اسرائیل نے ان کے مقابلہ مین جانے سے خوف کیا- اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم ایسی احسان فراموش اور ناسپاس تھی کہ اتنی بڑی عنایت الٰہی کے بعد بھی نافرمانیان کین- نتیجہ یہ ہوا کہ مدتون دشت ودر مین ٹکراتے پھرے اور زمین موعود نہ ملی-[ع۵]

اب ان کی کیا شان تھی

لیکن اس ناکامی مین بھی جناب موسیٰ کی معجزنما کارروائیون نے بنی اسرائیل کو ایک عجیب مضبوط اور خداشناس قوم بنا دیا- حضرت کلیم اللہ ہی کی برکت تھی جس نے اس غلامی سے نکال کر ان کے دلون مین یہ اثر پیدا کیا کہ وہ اپنے

ع۵ ابن اثیر-

آپ کو خدا کے منتخب بندے خدا کی رحمتوں کے خاص مورد۔ اور ساری دنیا کے مقابل مین انسان کامل اور مہذب تصور کرنے لگے۔ اب وہ فراعنہ کی شان و شوکت اور دیگر بادشاہون کے دبدبے اور سطوت کو اپنی نظر مین ذلیل و ہیچ سمجھتے تھے یہودیون کی قوم اب وہ اگلی ضعیف و ذلیل اور مظلوم و مقہور قوم نہین۔ بلکہ ایک جنگجو اور سپہ گر قوم تھی۔ خدا کے حکم سے لڑنا یعنی جہاد انھون نے اپنے اوپر فرض سمجھا۔ اور بت پرست قومون کے مقابلہ مین صف آرا ہو گئے۔ اسرائیل کے معنی ہی اُن کی زبان مین یہ تھے کہ "خدا لڑتا ہے"[1] پوری قوم بنی اسرائیل نے اب حضرت موسٰی کی برکت اور آپ کی تعلیمات سے ایک باضابطہ اور جرار لشکر کی شان پیدا کر لی تھی۔ فوجی ضوابط و قوانین پوری طرح برتے جاتے۔ ہر جماعت آگے پیچھے اپنے اپنے سردار کے ساتھ اور اپنے جھنڈے کے نیچے کوچ کرتی۔ اور ہر گروہ کے لیے ٹھہرنے اور خیمہ زن ہونے کی جو جگہ قرار دی جاتی وہین قیام کرتا۔

ان کی تعداد اور قوت حضرت یعقوب کے بارہ بیٹون کے لحاظ سے پوری قوم بارہ سبطون یا بارہ گروہون پر تقسیم تھی جن مین سب کے آگے بنی یہودا کے ۷۴۶۰۰ جوان مرد ہراول تھے۔ ان کے پیچھے ایک طرف بنی یشجر کے ۵۴۴۰۰ اور دوسری طرف بنی زبالون کے ۵۷۴۰۰ بہادر رہتے۔ ان کے پیچھے بنی لاوی کا پہلا حصہ تھا اسی سبط مین خود حضرت موسٰی و ہارون تھے۔ یہ لوگ سپاہی نہین قرار دیے گئے تھے بلکہ ان کے سر پہ مقتدائی کا تاج تھا۔ ان کے بعد بنی روئیل تھے جو تورات مین بنی روبن کے نام سے یاد کیے گئے ہین۔ اُن کا ۴۶۵۰۰ کا اور بنی شمعون کا ۵۹۳۰۰ کا اور بنی جاد کا ۴۵۶۵۰ کا گروہ تھا۔ ان کے پیچھے بنی لاوی کا دوسرا حصہ ہوتا تابوت سکینہ اور تمام مقدس ظروف و اشیا اور مذہبی [illegible] انھین کے سپرد تھے جن کو حضرت ہارون کی

---

[1] انسائکلوپیڈیا برٹانیکا۔

اولاد کے سوا کوئی ہاتھ نہ لگا سکتا۔ ان تبرکات کو یہ لوگ کندھون پر لے کے چلتے تھے۔ بنی لادی کے تمام مردون کی تعداد ۲۲۰۰۰ تھی۔ ان کے پیچھے افرائیم بن یوسف کی نسل تھی جن لوگون کا شمار ۴۰۵۰۰ تھا پھر ۳۲۲۰۰ کی تعداد مین منسا بن یوسف کی اولاد پھر نسل بن یامین کا ۳۵۴۰۰ کا گروہ تھا۔ یہ سب لوگ مغربی جناح یا بازو پر تھے اور موخر حصہ فوج مین ۶۲۷۰۰ بنی دان ۴۱۵۰۰ بنی اشر اور ۵۳۴۰۰ بنی نفتالی تھے۔ غرض بنی اسرائیل کے کل جنگ جو آدمیون کی تعداد ۶۰۳۵۵۰ بتائی گئی ہے۔ بچون اور عورتون کا شمار ان کے علاوہ تھا۔ عہ

تابوت سکینہ | تابوت سکینہ جس کو بنی اسرائیل نے ہمیشہ اپنے دین و ایمان کا مرکز سمجھا اصل مین اُس جھنڈے کا نام تھا جو پہلے پہل حضرت موسیٰ کے عہد مین جہاد کے لیے بنایا گیا تھا۔ اور جب اس خیال کی پوری تقویت ہو گئی کہ وہ یہودا (خدا) کی موجودگی کا ثبوت ہے تو ایک صندوق مین محفوظ کر کے رکھا گیا۔ چندروز بعد اس مین توراۃ کی دو ایک لوحین۔ حضرت موسیٰ کے عصا کی قسم سے چند اور تبرکات بڑھا دیے گیے۔ جو حضرت موسیٰ و ہارون کی یادگار رہے۔ لوحین موتی اور یاقوت اور زبرجد کی تھین اور کہتے ہین اس مین وہ تشت بھی تھا جس مین قلوب انبیا دھوے گئے تھے جس چیز کو وہ لوگ خاص سکینہ کے مبارک لفظ سے تعبیر کرتے۔ ایک بلی کا سر تھا۔ اور اس کی عظمت یہان تک مانی جاتی تھی کہ بنی اسرائیل آیندہ لڑائیون مین ہمیشہ تابوت سکینہ کو اپنے آگے آگے میدان جنگ مین لے جاتے۔

جناب موسیٰ کی وفات | آخر چالیس سال کی بادیہ گردی کے بعد جناب موسیٰ کو ارض موعود کی ایک جھلک نظر آئی تھی کہ فرشتۂ اجل نے آ کے پیام مرگ دیا۔ اور آپ نے داعی اجل

عہ توراۃ مقدس سفر اعداد۔ اس تعداد مین آخر زمانہ کے مورخین کو اس لیے تامل ہے کہ اتنی بڑی قوم کا ارض فلسطین مین سمانا بھی مشکل تھا۔
عہ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔ عہ ابن اثیر۔

کو لیبیا گئی۔

ارض مقدس مین بنی اسرائیل کا ورود

آپ کے بعد ہی بنی اسرائیل ارض مقدس مین پہونچے۔ وہ قدیم معبد جہان ابراہیم و اسحقؑ نے ذات وحدہ لاشریک کے سامنے سجدے کیے تھے اس کا تو کہین نام و نشان تک نہ تھا۔ قادسیہ کے کنوئین پہ جہان جناب موسیٰ نے چادر تانی تھی وہی جگہ مرکز عبادت قرار پاگئی۔ بنی اسرائیل کے آنے مین اب وہ شان ابراہیمی نہ تھی۔ نہ وہ سادگی تھی نہ وہ بے تعلقی۔ بلکہ ... ن مرد کا ایک بڑا بھاری گروہ تھا جس نے ایک لشکر جرار کی طرح پہونچتے ہی تمام ملک پہ قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ قوم عاد اور کنعانی لوگ جو قریب بلکہ اسی سرزمین مین آباد و حکمران تھے ان سے لڑائیان ہونے لگین۔

ان کی سلطنت کا آغاز

آخر کار بنی اسرائیل کی ایک چھوٹی سی مگر زبردست اور نہایت ہی باضابطہ سلطنت شام کے اس چھوٹے سے ٹکڑے مین قائم ہو گئی۔ بنی اسرائیل مصر سے آ کے پہلے تو صرف مغربی حصۂ ملک پہ قابض و متصرف رہے۔ مگر جناب موسیٰؑ کے بعد جب کہ یوشع قوم کی مقتدائی کر رہے تھے کنعانیون سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور اسی میدان مین فتح و نصرت کے جھنڈے اڑا کے بنی اسرائیل ارض موعود اور خاص زمین موعود پہ حکمران و متصرف ہو گئے

باب دوم

قاضیون کا دور اور ایک بادشاہ کا انتخاب

قاضیون کا عہد۔ اس عہد کے انقلابات۔ اسرائیلیون کی قومی ترقی۔ ان کی توحید پہ بت پرستی کا اثر۔ اس کی سزا۔ حضرت اشموئیل کی ولادت۔ اسرائیلی مقتداؤن کی سیاہ کاری

عــه انسائکلوپیڈیا۔

فلسطین و بنی اسرائیل مین لڑائی۔ اسرائیلیون کی شکست۔ تابوت سکینہ
بھی چھن گیا۔ اس کا واپس ملنا۔ حضرت اشموئیل کی اصلاح۔ آپ کی تبلیغ اور اہل
فلسطین کی شکست۔ اسرائیلیون کا امپیریلزم (شاہی حکومت کی آرزو) بادشاہ کا انتخاب

قاضیون کا عہد | بنی اسرائیل مین جناب موسیٰؑ کے بعد دیگر اقوام و ملل کی طرح شاہی کا سلسلہ نہین جاری ہوا بلکہ صرف ایک قاضی قوم مین سے منتخب کرلیا جاتا جو حکمرانی کرتا۔ اسکے فیصلے مذہبی وقعت رکھتے۔ اور اسکی نافرمانی گناہ تصور کی جاتی۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم سے قدیم زمانے مین بنی اسرائیل نے قومی اور جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ یہودیون کا یہ عہد قاضیون کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ ساری حکومت اور سارا قومی نظام قاضیون کے ہاتھ مین رہتا تھا۔ یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ یہ زمانہ بالکل امن وامان کا تھا۔ خاص وطنی لوگ یعنی کنعانی ہر روز ایک نیا ہنگامہ برپا کرتے تھے۔ اور صدیون کی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی کے بعد بنی اسرائیل اُن کی قوت توڑ سکے۔ اولاد یعقوب کا یہ عہد بہادری اور قوم کی شخصی زور آزمائیون کا زمانہ تھا۔ یہ بالکل ویسا ہی زمانہ تھا جیسے کہ بت پرست قومون مین عموماً دیوتاؤن کا زمانہ ہوا کرتا ہے۔ ان دونون اُن مین کبھی انتہا درجہ کی بدکاری نظر آتی ہے اور کبھی انسانی قوت سے مافوق نبرد آزمائی اور زور آوری۔ سمسون کی طاقت کے افسانون کے سامنے دراصل بت پرستون کے دیوتاؤن کی بھی وقعت نہین باقی رہتی ہے۔ عربی مورخین[۹۵] کے نزدیک اس تمام زمانہ مین جو قاضیون کا زمانہ کہلاتا ہے صرف قاضیون ہی کی حکومت نہین رہی بلکہ تین حالتین گذرتی رہتی تھین کبھی قاضی رہتے

اس عہد کے انقلابات | کبھی کوئی اسرائیلی بادشاہ ہوجاتا اور کبھی بت پرست قومون کی حکومت ہوتی۔ اور بعض حالات کے دیکھنے سے یہ بیان صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال حضرت یوشع کی وفات کے بعد سے ۴۶۰ برس تک اسی قسم کا زمانہ گذرا[۹۶]

۹۵۔ تاریخ یہود مصنفہ مل مین۔ ۹۶۔ ابن اثیر

اسی قاضیوں کے زمانے سے آہستہ آہستہ ملک میں تغیرات پیدا کرنا شروع کر دیے۔ بنی اسرائیل کی اس ساخت نے اُن کو اس درجہ کامیاب

اسرائیلیوں کی قومی ترقی

کیا کہ اُس سرزمین کی رہنے والی بہت سی قومیں مٹ مٹ کے اُن میں کھپنا شروع ہو گئیں۔ روز بروز وہ قومیں زائل اور کم ہوتی رہیں اور بنی اسرائیل کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ساؤل اور جناب داؤد کے عہد میں اُن کا شمار تیس لاکھ کے قریب پہونچ گیا تھا۔ الغرض کنعانی اور اُن کے ساتھ دوسری مغلوب و مفتوح قومیں رعایا بننے کے بعد بنی اسرائیل میں داخل ہوتی گئیں۔

ان کی توحید پر بت پرستی کا اثر

اس قومی امتزاج کا یہ نتیجہ ہوا کہ جس طرح ان کے خون میں بت پرستوں کا خون ملا۔ اسی طرح اُن کے خالص اور موحدانہ عقائد میں بھی بت پرستوں کے عقائد مل گئے۔ کنعان والوں کا قدیم بت بعل جو زراعت اور زمین کی پیداوار کا دیوتا سمجھا جاتا تھا اس کی پرستش بنی اسرائیل میں بھی شروع ہو گئی۔ بلکہ اس عقیدۂ کفر کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ یہوا یعنی خداوند جل و علا کے نام کا ایک دیوتا قرار دیا گیا۔ اور اس کے مقابل میں بعل ایک دیوی سمجھی جانے لگی۔ حضرت الیاس[ع] جو اس عہد کے پیغمبر تھے منع کرتے رہے مگر بنی اسرائیل نے ایک نہ سنی۔ انھوں نے جس طرح منّ و سلویٰ پر پیاز اور مسور کو ترجیح دی تھی اسی طرح اب ایک مجرد اور غیر مرئی خدا کے مقابلہ میں انھیں لکڑی اور پتھر کی مورتیں زیادہ پسند آئیں جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اُن پر سخت عذاب الٰہی نازل ہوا۔

اسارت کی سزا [?]

اس عذاب الٰہی کا ظہور یوں ہوا کہ اسی زمانہ میں ایک اور قوم

ع۱ ابن اثیر

اُن کے مقابلہ کو اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ لوگ فلسطین؁ کہلاتے تھے۔ اور ارض یہودا کے مغرب جانب سواحل بحیرۂ روم پر آباد تھے۔ اور اسی قوم کے سبب سے اِس سرزمین کا نام بھی ارض فلسطین ہو گیا۔ قوم فلسطین کی قوت ایسی نہ تھی کہ بنی اسرائیل اس کو بلا تکلف توڑ دیتے۔ ساری دنیا کی تجارت انھین کے ہاتھ مین تھی۔ بحری قوت کے وہ موجد تھے اور تجارت سے اپنی حکومت کو مضبوط کرتے جاتے تھے۔

بنی اسرائیل کو انھون نے شکستون پر شکستین دین۔ اور آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ حضرت موسیٰ کے بنائے ہوئے قدیم ہیکل کو جو قادسیہ کے نواح مین پڑا تھا کھود ڈالا۔ وہ نیا معبد بھی منہدم کر ڈالا جسے اسرائیلیون نے کنعانیون کو تباہ کرکے خاص ارض یہودا مین قائم کیا تھا۔ اور روز بروز اس کوشش مین زیادہ کامیاب ہونے لگے کہ بنی اسرائیل کو اپنا تابع اور غلام بنا لین۔

عین اس زمانے مین جبکہ مشہور و معجز نما قوت دکھانے والا اسرائیلی پہلوان سمسون مر گیا تھا اور قوم فلسطین کے ہاتھون بنی اسرائیل کو روز ایک نئی ذلت نصیب ہوتی ایک نیا قومی پہلوان زمانے کے نشیب و فراز سے سبق لے کے اپنے تئین انتقام کے لیے تیار کر رہا تھا۔ بنی لاوی کی ایک عورت جس کا نام حنہ تھا اپنی

حضرت اشموئیل کی ولادت

لاولدی اور اپنے بانجھ ہونے پہ خدا کی درگاہ مین روئی۔ اور دعا مانگی کہ اگر میری یہ نا امیدی رفع ہو جائے تو پہلی اولاد کو خدا کی خدمت کے لیے مخصوص کر دون گی۔ یہ دعا قبول ہوئی۔ اور اسے خدا نے اشموئیل نام ایک فرزند عطا کیا جو اس عہد کے سب سے بڑے مقتدا ہوئے تھے اور خلعت پیمبری سے سرفراز ہوئے۔ اشموئیل ہاتھ پاؤن سنبھالتے ہی ایلی کی خدمت مین دینداری کی تعلیم پانے لگے۔ ایلی ان دنون تابوت سکینہ اور دیگر مقدس تبرکات شہر شیلوہ مین کہ جو بنی افرائیم کے علاقہ مین واقع تھا۔

؁ عجیب ہے کہ عربی مورخین ان لوگون کو بھی کنعانی بتاتے ہین۔ اور یہودی و نصرانی تاریخین ان کو فلسطین کہتی ہین۔ موجودہ توراۃ اسی کی موید ہے۔

مذکورہ بالا مقتدائے یہود بہت ہی سن رسیدہ تھا۔ اور چونکہ آنکھوں سے معذور ہو گیا تھا اس لیے عبادت کرانے کی خدمت کو اس کے بیٹے سرانجام دیتے تھے۔

اسرائیلی مقتداؤن کی سیکاری

جو نہایت ہی بدکردار اور گنہگار تھے۔ گناہون پر اُن کی جرأت آخر یہان تک بڑھی کہ جو عورتین عبادت و زیارت کو آتین اُن کی دامن عفت کو چاک کرتے اور اُن کو بے عصمت کر ڈالتے۔ بنی اسرائیل کی قوم مین یہ خاص بات تھی کہ خدا اُن کے گناہون اور جرائم کے نتیجے انھین دنیا ہی مین دکھاؤ کرتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ دنیا ہی مین ہر بدی کا بدلہ مل جانے کے قائل بھی تھے۔ الغرض ایلی کے بیٹون کے اس شرمناک گناہ نے خدا کے غضب کو حرکت دیدی۔ اشموئیل جو ایلی کے رشید شاگردون مین تھے ایک دن تابوت سکینہ کے قریب غنودگی کے عالم مین تھا کہ خدا نے تین دفعہ پکار کے اُنھین حکم دیا کہ "ایلی کو اس تباہی سے آگاہ کر دے جو اس کے خاندان پر آنے والی ہے"

فلسطین و بنی اسرائیل مین لڑائی

اس واقعہ کے ساتھ ہی قوم فلسطین سے از سر نو لڑائی چھڑ گئی یہ پتا نہین لگتا کہ چھیڑ کس کی طرف سے ہوئی۔ بنی اسرائیل اس زمانہ مین فلسطین کے تابع فرمان تھے۔ خواہ یہ ہوا ہو کہ اُنھون نے آزادی حاصل کرنے اور اپنے کھوے ہوے علاقون کے واپس لینے کا قصد کیا ہو۔ یا سمسون کے مرنے کی خبر سنتے ہی فلسطین نے اپنی قلمرو کے وسیع کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ بہر حال جو ہو نتیجہ یہ ہوا کہ دونون قومون کے سپاہی ارض یہودا کے شمالی

اسرائیلیون کی شکست

شہر افیق مین مقابلہ کو آمادہ ہو گئے۔ بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ اور بنی اسرائیل نے فاش شکست کھائی شکست کے بعد انھون نے ارادہ کیا کہ تابوت سکینہ کو لا کے فوج کے درمیان مین رکھین۔ اور امید تھی کہ اس کی برکت سے یقیناً فتح حاصل ہو گی۔ مقام شیلوہ مین لوگون کو بھیج کے اُس مقدس و

متبرک چیز کو منگوایا۔ اور پھر لڑائی کے لیے صفیں درست کیں۔ اولاد یعقوب نے اگرچہ اب کی دفعہ بہت جی توڑ کے لڑی مگر قسمت نے پھر دشمنی کی بہت ہی بری طرح سے پسپا ہوئے۔ تیس ہزار اسرائیلی غیر مختون بت پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جن میں ایلی کے گنہگار بیٹے بھی تھے اور سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ

تابوت سکینہ بھی چھن گیا

مقدس تابوت سکینہ بھی کافروں کے قبضہ میں ہو گیا اس امر نے بنی اسرائیل کی ہمتیں پست کر دیں۔ خدا کے غضب سے بے انتہا خائف ہوئے۔ اور ایسا قومی صدمہ ہوا کہ ہر قسم کے رنج و الم بھول گئے۔ بوڑھا ایلی یہ خبر سنتے ہی گر کے مر گیا۔ اور ہر دل میں انتہا سے زیادہ دہشت پیدا ہو گئی۔

اس کا واپس ملنا

ایسی حالت میں ناگہاں خبر آئی کہ فلسطین نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ تابوت سکینہ کو واپس کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بڑے بڑے نقصان اٹھانے سے وہ لوگ ڈر گئے۔ اور اسرائیلوں کے ان دینی و قومی تبرکات کو ہدیۃً ان کے پاس بھیج دیا۔ اس مذہبی بے عزتی کے دور ہو جانے سے اگرچہ ان کو گونہ اطمینان ہو گیا تھا۔ مگر اس کے بعد بھی بیس سال تک وہ فلسطین کے تابع فرمان اور اپنے فتحیاب پڑوسیوں کے غلام رہے۔

حضرت اشموئیل کی اصلاح

اشموئیل کا اب جوانی کا زمانہ تھا۔ ایلی کے بعد وہی بنی اسرائیل کے قاضی مقرر ہو گئے تھے اُنھوں نے اتفاق کو ترقی دی۔ بت پرستی کو حتی الامکان اپنی قوم سے مٹایا۔ اور ایسے ایسے کام کیے کہ واقعی قاضی ہی نہیں رہے۔ بلکہ اپنی قوم میں پیغمبر تسلیم کر لیے گئے۔

آپ کی تبلیغ اور اہل فلسطین کی شکست

حضرت اشموئیل نے اب لوگوں کو توحید کا پابند بنا کے ایک جگہ جمع کیا جس کی خبر سنتے ہی فلسطین لوگ پھر چڑھ [illegible]

اب خدا بھی اسرائیل کے حال پہ مہربان تھا۔ دشمنون کو شکست ہوئی۔ اور ایسے پریشان ہوے کہ تمام علاقہ یہود خالی کر دینے اور ہمیشہ کے لیے مساوی حقوق کے ساتھ خاموش رہنے کا وعدہ کرکے واپس گئے۔

اسرائیلیون کا امپیریلزم (شاہی حکومت کی آرزو)

اس کامیابی نے اشموئیل کو بنی اسرائیل مین اور زیادہ ہردلعزیز بنا دیا اور آپ کو یہان تک کامیابی ہوئی کہ نسل یعقوب کے جنوبی اسباط کو بھی آپ نے متفق کر لیا جو منتشر اور ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔ اسی طرح حضرت اشموئیل اپنی قومی عزت بڑھانے کے دیگر تدابیر بھی کر رہے تھے کہ یکایک بنی اسرائیل کو اپنی قوم مین شاہی شان و شوکت پیدا کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ انھون نے پڑوس کی قومون کو دیکھا کہ ہر ایک مین کوئی بادشاہ ہے۔ اور اس کی حکومت خوش انتظامی کو روز افزون ترقی دلاتی ہے۔ جس سے ان کی وقعت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ لہذا آرزومند ہوے کہ اُن کی قوم مین بھی بادشاہی کی آن بان پیدا ہو۔

بنی اسرائیل کی قوم بھی عجیب قوم تھی کتب تواریخ کی تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم عہد مین جب تک کہ خدا اس قوم پہ مہربان تھا ہمیشہ گر گر کے اٹھی اور بگڑ کے سنبھلی ہے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اب قومی نظام قائم رکھنے کے لیے قاضیون کا سلسلہ کافی نہین ہو سکتا۔ اور ایک قومی سلطنت اور پولیٹیکل قوت کی ضرورت ہے تو انھین خود ہی اس کا خیال آیا۔ اور پھر ان کی مرضی کے موافق خدا نے بھی کچھ ایسا سامان فراہم کر دیا کہ وہ پرانا انتظام بدل گیا۔ اور ایک مضبوط سلطنت قائم ہو گئی۔

فلسطین لوگون سے مغلوب ہونے کا پہلے تو یہ نتیجہ ہوا کہ بنی اسرائیل کو اپنے

گناہ اور اپنی نافرمانیاں یاد آئیں۔ حضرت اشموئیل کی کوشش نے دلوں میں
ایک رقت پیدا کی جس نے خدا پرستی کے جذبات کو ابھار کے اصلی مذہب اور
حقیقی توحید کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور جب ان باتوں میں کامیابی ہو گئی تو بادشاہ کے
بادشاہ کا انتخاب منتخب کرنے کا مسئلہ پیش ہوا۔ یہ ایک نہایت ہی مشکل معاملہ تھا
بنی اسرائیل کے سب سبط اور قبائل اپنے اوپر نازاں تھے۔ اور ممکن نہ تھا کہ
ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے۔ اگر ذرا بھی کسی کی طرفداری کی جاتی
تو عمدہ انتظام قائم ہونے کی جگہ اور زیادہ قتل و خون کا بازار گرم ہو جاتا
اس دشواری کو اللہ جل شانہ نے یوں مٹایا کہ حضرت اشموئیل نے محض الہامی ہدایت
کے مطابق بلا رو و رعایت اور بغیر اس کے کہ کسی اپنے عزیز یا دوست کا نام لیں ایک
خاص شخص کو منتخب کر لیا جو ایک توانا و تندرست قوی ہیکل اور تنومند شخص
تھا۔ یہ انتخاب اس طریقہ سے عمل میں آیا کہ حضرت اشموئیل کی دعا پر خدا نے
ایک عصا اور ایک اندر سے خالی کیا ہوا سینگ جس میں تیل بھرا ہوا تھا مرحمت
کیا اور بتایا کہ جس شخص کا قد اس عصا کے برابر ہو اسی کو بادشاہ منتخب کرنا اور
یہ تیل تمہیں بتا دے گا کہ کون بادشاہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جیسے ہی
وہ شخص ملے اس کے سر میں یہ تیل لگا دینا۔ اس ہدایت کے مطابق موعودہ بادشاہ
کی جستجو ہو رہی تھی کہ نسل بنیامین کا ایک شخص جو دہقانی یا سقائی کا پیشہ کرتا تھا
اپنے گم شدہ گدھے کو ڈھونڈھتا ہوا حضرت اشموئیل کی خدمت میں حاضر ہوا۔
اور کہا "یا نبی اللہ دعا کیجیے کہ میرا گدھا مل جائے"۔ بنی اسرائیل کی تاریخ واقعی
عجیب عجیب کرشمہ ہائے قدرت کا نمونہ ہے حضرت موسیٰ کو آگ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
پیمبری مل گئی تھی۔ اس بنیامینی شخص کو گدھا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سلطنت مل گئی حضرت
اشموئیل کے سامنے وہ آ کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ وہ تیل سینگ میں سے ابلنے

لگا۔ فوراً عصا لاکے اس سے اس کا جسم ناپا تو سر مو فرق نہ تھا۔ ایسا کیا تھا فوراً تیل اس کے سر پہ لگایا گیا۔ اور وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بن گیا۔

باب سوم

سلطنت بنی اسرائیل تا وفات حضرت داؤدؑ

طالوت۔ ایمونیون سے لڑائی۔ اسرائیلی سلطنت کا نشوونما۔ اہل فلسطین سے چھیڑ چھاڑ۔ طالوت کا گناہ۔ اہل فلسطین پہ فتح۔ اہل فلسطین کا دوسرا حملہ۔ حضرت داؤد۔ آپ کی ابتدا۔ آپ کا فلاخن۔ فلسطینی پہلوان کا مارا جانا۔ طالوت کا حضرت داؤد سے حسد۔ آپ کا عروج اور شاہزادی کے ساتھ شادی۔ آپ کے ساتھ طالوت کی دشمنیان۔ علانیہ دشمنی۔ آپ کی غریب الوطنی اور صحرانوردی۔ سالے کی رفاقت۔ طالوت اور اس کے خاندان کا خاتمہ۔ حضرت داؤد کا عہد۔ بے مانگے سلطنت۔ ایک رقیب اور اس کا خاتمہ۔ زبردست قومی سلطنت۔ بیت المقدس دار السلطنت قرار پایا۔ اس سلطنت کا عروج۔ ایک روحانی مرکز اور بیت اللہ بنانے کی آرزو۔ اس آرزو کو اپنے ساتھ قبر میں لے جانا۔ مگر اسکے لیے بہت سامان جمع کر گئے۔

طالوت | یہ بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ طالوت تھے جنکو سریانی زبان میں ساؤل کہتے ہیں اور یہی نام انگریزی میں مشہور ہے۔ انتخاب کے بعد ثابت ہوا کہ وہ قبیلہ بنیامین کے معزز و محترم لوگوں میں اور اپنے گروہ کے ایک سردار کے بیٹے ہیں۔ طالوت کو بادشاہ ہوتے ہی جو پہلی مہم پیش آئی یہ تھی کہ یردن کی ایک اور قوم نے جو لوگ ایمونی کہلاتے ایمونیون سے لڑائی | تھے حملہ کیا۔ ایمونیون کے بادشاہ نحاش نے شہر جابیز کا محاصرہ کر لیا اور محصورین کو حکم دیا کہ اپنی آنکھیں نکال ڈالیں جس ظالمانہ فعل کو اس نے علامت اطاعت قرار دیا تھا۔ جابیز والون نے نئے بادشاہ طالوت سے مدد مانگی۔ طالوت

فوراً ایک بیل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ہندوستانی غدر کی ٹکیہ کی طرح
تمام اسرائیلی قبائل میں بھیجے جس سے سب کو اس امر پر آمادہ کرنا مقصود تھا
کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں اسطرح بنی اسرائیل کا ایک عظیم الشان لشکر تیار ہوا
جس کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس قومی جوش نے عمونیوں
کو فاش شکست دی۔ اس فتح کے بعد طالوت نے بڑے انتظامات شروع
کر دیے۔ قوم سے چن کے ایک بڑا اور باقاعدہ لشکر تیار کیا۔ صرف
ارض یہودا کا وہ حصہ جو ابھی تک اہل فلسطین کے تصرف سے بچا ہوا تھا اس
چھوٹی سلطنت کا آغوش تربیت قرار پایا۔ اور دشمنوں کے روکنے کا بندوبست
کیا جانے لگا۔

اسرائیلی سلطنت کا نشوونما | چند روز کی حکومت نے قومی اقبال کے بہت اچھے نمونے پیش
کیے جن میں سب سے زیادہ امید دلانے والی یہ چیز تھی کہ طالوت کا بیٹا یوناتان
ایک بہت بڑا مرد میدان ثابت ہوا۔ اور اس نے ہر طرف فتحیابی و اقبال مندی کے
ساتھ حملے شروع کر دیے۔ اتفاقاً اس نے اپنی سلطنت کے پوری طرح مضبوط
ہونے کے قبل ہی فلسطینوں کے شہر جبعہ پر حملہ کر دیا۔ اس چھیڑ کے ہوتے ہی
اہل فلسطین سے چھیڑ چھاڑ | فلسطین لوگ تین ہزار رتھوں اور چھ ہزار سواروں کا
لشکر لے کے چڑھ آئے۔ بنی اسرائیل گھبرا گھبرا کے ہر طرف بھاگے۔ اور چند ہی
جانباز تھے جنھوں نے طالوت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کے اہل فلسطین کا
سامنا کیا۔

طالوت کا گناہ | طالوت نے اس موقع پر شریعت موسوی کے خلاف ارادہ کیا
کہ خود ہی مقتدائے دین بھی بن جائے۔ اور حضرت اشموئیل کی مرضی کے خلاف آپ
ہی جا کے خدا کے سامنے قربانی پیش کر دی۔ یہ ایک بڑا گناہ تھا۔ اور اس

حق کا چھننا تھا جسے خدا نے بنی لاوی کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ سموئیل نے برہم ہو کے پیشین گوئی کی کہ اس جرم کے پاداش میں سلطنت طالوت کے خاندان سے نکل کے کسی اور خاندان میں چلی جائے گی۔

اہل فلسطین پر فتح ادھر تو یہ ہوا اُدھر اہل فلسطین سارے ملک یہودا میں پھیل گئے۔ تمام اسلحہ اور سارے لوہاروں کو اُنھوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور طالوت کے پاس صرف چھ سو آدمی رہ گئے۔ جن کے ہتھیار بھی ناقص تھے مگر خدا مہربان تھا۔ طالوت اور اُسکے بیٹے کی شجاعت سے دشمنوں کو سخت شکست ہوئی۔ اور اُن کے بہت سے لوگ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے قتل ہوئے

اہل فلسطین کا دوسرا حملہ چند روز بعد اہل فلسطین نے پھر حملہ کیا۔ اور اب ان کے ساتھ ایک زبردست گروہ عمالقہ کا بھی تھا۔ ان کے مقابلہ میں طالوت کو بڑی دشواری پیش آئی۔ علی الخصوص ان کے ایک زبردست پہلوان نے بنی اسرائیل کو تنہا سے زیادہ پریشان کر رکھا تھا۔ وہ میدان میں کھڑا مقابل کو طلب کر رہا تھا۔ اور یہاں کسی کو قدم بڑھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ طالوت نے اپنی بیٹی دینے اور دولتمند بنا دینے کا بھی وعدہ کر دیا۔ مگر کسی کو مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوتا تھا چالیس دن تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے وہ پہلوان روز میدان میں آ کے مقابل طلب کرتا۔ اور بنی اسرائیل ڈر ڈر کے ایک دوسرے کی صورت دیکھتے۔ بغلیں جھانکتے۔ اور بھاگنے کا ارادہ کرتے۔

حضرت داؤد چالیس دن کے بعد ایک روز جبکہ وہ پہلوان خود زرہ پہنے اور اپنا بھاری نیزہ ہاتھ میں لیے میدان میں غیظ سے بدل رہا تھا۔ ایک خوبصورت نو عمر لڑکا پتھروں کی جھولی بغل میں لٹکائے اور ایک گوپھن ہاتھ میں لیے اسکے مقابلے کو نکلا۔ جس کی صورت دیکھتے ہی دونوں طرف کے لوگ

متحیر ہو گئے۔ اور سب نے اسے تحقیر و اہانت کی نگاہوں سے
دیکھا۔ مگر لڑکے نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ میدان میں برابر
بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور آخر اُس کی گوپھن کے ایک ہی پتھر نے
اُس دیوتن پہلوان کو خاک پر گرا دیا۔ یہ حضرت داؤد تھے جن
کے فلاخن نے اس نازک موقع پر بنی اسرائیل کی جانیں بچا لیں۔

آپ کی ابتدا

حضرت داؤد کی حقیقت یہ ہے کہ بیت اللحم نام ایک
چھوٹے سے گاؤں میں یسّی نام ایک غریب اسرائیلی رہتا
تھا۔ خدا نے اُسے آٹھ بیٹے دیے تھے جن میں سے تین بادشاہ
طالوت کے ساتھ میدان جنگ میں پڑے ہوئے تھے سب
سے چھوٹے بھائی حضرت داؤد اپنے گمنام قصبہ میں باپ کی
بھیڑیاں چرانے کے ساتھ ساتھ فلاخن بازی اور سنگ اندازی
کی مشق کیا کرتے۔ باپ نے ایک دن کچھ روٹیاں وغیرہ دے کے
انھیں میدان جنگ میں بھیجا۔ اور کہا "جاؤ یہ روٹیاں اپنے بھائیوں
کو دے آؤ"

آپ کا فلاخن

داؤد بچپن کی شان سے کھیلتے کودتے عرصۂ کارزار میں
پہونچے۔ باپ کا ہدیہ بھائیوں کو دیا۔ اور میدان جنگ کا تماشا دیکھنے لگے
یہاں فلسطین پہلوان کو لاف زنی کرتے اور اپنی قوم والوں کو ترسان
و لرزاں دیکھا تو نہ رہا گیا۔ کسی سے اصل ماجرا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ اس پہلوان نے سارے اسرائیلیوں کو عاجز کر رکھا ہے
اس پر آپ نے جھنجھلا کے کہا "اس غیر مختون فلسطین کا اتنا حوصلہ
ہو گیا کہ خدا کے منتخب لوگوں کو میدان جنگ میں بلاتا ہے!"

لوگوں نے کہا "مگر کس کا ایسا تن و توش ہے کہ اس کا سامنا کرے؟ بادشاہ نے اپنی بیٹی دینے تک کا وعدہ کر لیا لیکن اس پر بھی کسی کو قدم بڑھانے کی جرأت نہیں ہوتی"۔ حضرت داؤدؑ کو سپاہیوں سے باتیں کرتے دیکھ کے بڑا بھائی قریب آیا۔ اور جھڑک کے کہنے لگا "جاؤ اپنی بھیڑیاں چراؤ۔ یہاں کھیلنے اور تماشا دیکھنے سے کیا حاصل؟" مگر داؤدؑ گھر جانے کے بدلے بادشاہ طالوت کے سامنے گئے۔ اور کہا "میں اس فلسطینی کے مقابلہ پہ جاتا ہوں" طالوت نے صورت دیکھی اور کہا "تم ابھی بچے ہو" داؤدؑ نے بے پروائی سے جواب دیا "بچہ ہوں تو کیا ہوا؟ اس سے بخوبی لڑ لوں گا۔ میرے گلہ پہ شیر اور ریچھ نے حملہ کیا تو میں نے انھیں تو مار ہی لیا۔ اس کی کیا ہستی ہے؟"

یہ جواب سن کے طالوت نے جناب داؤدؑ کی درخواست قبول کی۔ آپ کو اپنا خود اور اپنی زرہ پہنائی۔ اپنے ہتھیار دیے۔ اور لڑائی پہ بھیجا۔ مگر ان ہتھیاروں کو آپ نے وہیں ڈال دیا۔ اور ایک جریب اور جھولی میں کچھ پتھر اور اپنا فلاخن لے کے مقابلہ کو نکلے۔

فلسطینی پہلوان کا مارا جانا

ایک لڑکے کو مقابلے پہ آتے دیکھ کے وہ پہلوان بھی چکر میں آ گیا۔ اور تعجب سے پوچھنے لگا "یہ جریب ہاتھ میں لے کے میرے مقابلہ کو آئے ہو؟" حضرت داؤدؑ نے جواب میں کچھ کلمات رجز کہے۔ خدائے عزوجل و علا پہ اپنا بھروسا ظاہر کیا۔ اور لڑائی کو تیار ہو گئے۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف جھپٹے۔ مگر ملنے نہیں پائے تھے کہ داؤدؑ کا فلاخن زور سے گھوما۔ ایک پتھر زور سے سنسناتا ہوا ہوا میں چلا۔ اور ایسا بیٹھا کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ فلسطینی پہلوان زمین پہ مردہ پڑا ہے۔ نوجوان ہمت والے نے

بڑھ کے اُسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا۔ اور پلٹ کے طالوت کے سامنے آئے۔ طالوت نے حیرت سے پوچھا "تم کس کے بیٹے ہو؟" جواب دیا "آپ کے غلام یسّی بیت لحمی کا!"

حضرت داؤد کی اس بہادری کو دیکھ کے طالوت کا بیٹا یوناتان آپ کا دوست ہو گیا۔ اس نے اپنے کپڑے اور اپنے اسلحہ آپ کو دے دیئے۔ اور کسی طرح آپ سے جدا ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ اور جب اسرائیلیہ عورتین گاتی

طالوت کو حضرت داؤد کو حسد

ناچتی مبارک باد دینے کو آئین تو اُنہون نے طالوت سے زیادہ تعریف حضرت داؤد کی کی، اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ طالوت کے دل مین حضرت داؤد کا حسد پیدا ہوا۔ اور وہ آپ کی جان لینے کے درپے ہو گیا۔ مگر طالوت جس قدر آپ کا دشمن تھا اسی قدر اُس کا بیٹا یوناتان آپ کا دوست ہمدرد اور طرفدار ثابت ہوا۔ اور اسی کی ہمدردی و دوستی نے آپ کی جان بچائی۔

آپ کا عُروج اور شاہزادی کے ساتھ شادی

ابتداءً حضرت داؤد کے معجز نما لحن نے بادشاہ کی آتش حسد پر بہت کچھ پانی ڈالا۔ لیکن اُس پر بھی بادشاہ کے دل کا جوش مخالفت غالب آیا۔ اس نے دو دفعہ جان لینے کی کوشش کی اور دونون دفعہ آپ کو تائید ایزدی نے بچا لیا۔ لیکن اس دلی عداوت کے ساتھ ظاہرداری اور عام لوگون کے خوش کرنے کے لیے وہ فوجی عہدون پر آپ کو برابر ترقی دیتا جاتا تھا۔ چند روز بعد آپ سے وعدہ کیا گیا کہ اگر ایک سو فلسطینون کے ختنون کی کھال کاٹ لاؤ گے تو شاہزادی مِرب تمہارے عقد نکاح مین دی جائے گی۔ آپ نے اس شرط کو پورا کیا اور اگرچہ خود مِرب بھی آپ کی دلدادہ تھی مگر پیمان شکن بادشاہ نے اب بھی بے وفائی کی۔ اور مِرب کی شادی ایک اور شخص کے ساتھ ہو گئی۔ مگر قوم کی عام ناراضی کو

دیکھ کے طالوت سے سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ اپنی دوسری بیٹی میکل کا ہاتھ آپ کے ہاتھ مین دیدیا۔

اپنے ساتھ طالوت کی دشمنیان

اب داماد بنانے کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کا دشمن تھا۔ لیکن یوناتان ہر موقع پر آڑے آتا اور آپ کا بال بیکا نہ ہونے پاتا اس زمانے مین بادشاہ کی طرف سے آپ کی جان پر جو حملے ہوئے اُن مین سے پچھلے کا یہ قطعی نتیجہ ہونے والا تھا کہ رات کی تاریکی مین آپ میکل کے ساتھ بچھونے پر سوتے کے سوتے رہ جائین۔ اور ساؤل بادشاہ کا خنجر آپ کے سینے مین پیوست ہو جائے۔ مگر خدا مددگار تھا۔ میکل جسے باپ نے اپنی سازش مین شریک کیا تھا ایسے ہر دلعزیز شوہر کی موت کو گوارا نہ کر سکی۔ خود اس نے آپ کو خبر کر دی اور کہا جتنی جلدی ہو سکے بھاگو۔ وفا کیش بی بی کی عنایت سے آپ تو بھاگ کے شہر رامہ مین پہونچے۔ اور حضرت اشموئیل کے ساتھ خدا کی مناجاتین گانے لگے۔ اور یہان بستر خواب پر طالوت کے خنجر نے جس کے سینہ کو چاک کیا وہ ایک مصنوعی گڈا تھا جسے میکل نے آپ کی جگہ پر چادر اُڑھا کے لٹا دیا تھا۔

علانیہ دشمنی

اس دفعہ کی ناکامی نے طالوت کی خفیہ کارروائیون کو طشت از بام کر دیا۔ اور اب وہ علانیہ دشمن تھا۔ آپ کی گرفتاری کے لیے لوگ رامہ مین بھیجے گئے مگر اُنھون نے آپکو اس حال مین پایا کہ جناب اشموئیل کے ساتھ خدا کی مناجاتین گا رہے ہین معجز نما لحن داودی نے قاتلون پر ایسا اثر کیا کہ اپنا فرض بھول گئے اور آپ کے ساتھ وہ بھی تانین لگانے لگے۔ اسی طرح طالوت کے بھیجے ہوئے لوگون کو تین بار ہیبت حق نے مغلوب کیا۔ آخر خود طالوت دشمنی اور جان لینے کا پورا تہیہ کر کے رامہ مین آیا۔ مگر اس پر بھی وہی کیفیت گزری جو اس کے فرستادون پر گزری تھی۔

آپ کی غریب الوطنی و صحرا نوردی آخر جب حضرت داؤد نے دیکھا کہ طالوت کی طرف سے دشمنی کی کوششیں برابر جاری ہیں تو آپ نے یوناثان کو رخصت کر دیا جو اب تک آپ کا رفیق و انیس تھا۔ اور غیر آباد مقاموں جنگلوں اور بیابانوں میں پھرنے لگے۔ تھوڑے دنوں کی آوارہ گردی کے بعد ایک نہایت ہی غیر آباد اور وحشت انگیز غار میں پہونچے۔ جہاں چند اور آوارہ گرد آپ سے آملے۔ اُن کی جماعت کو مرتب کر کے آپ ایک فوجی افسر بن گئے۔ اور ایک خود مختار بدوی سردار کی شان سے یہاں سکونت اختیار کی۔ اِن دنوں غریب الوطنی اور خانہ بدوشی کی زندگی اور ہر گھڑی خوف و اندیشہ کی حالت میں رہنے کی بدولت آپ کو بڑی بڑی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اگرچہ طالوت کے آدمی ہر جگہ آپ کا سُراغ لگاتے پھرتے تھے مگر کوئی آپ پر دسترس نہ پاتا بلکہ کئی مرتبہ طالوت کو اُلٹے یہ نظر آیا کہ وہ خود آپ کے قبضہ میں ہے اور اگر آپ اس کے مار ڈالنے کا قصد کرتے تو وہ کسی طرح جان بر نہ ہو سکتا۔

سالے کی رفاقت یوناثان اس وقت تک آپ کا ہمدرد اور طرفدار تھا۔ اور آپ کی دوستی میں یہاں تک مستقل تھا کہ اگرچہ اصلی وارث سلطنت وہی تھا مگر تاج و تخت سے خود ہی دست بردار ہو کے کوشش کر رہا تھا کہ حضرت داؤد کو قوم بنی اسرائیل کا بادشاہ بنائے۔ اور آپ وزارت کی خدمت انجام دے۔ اس آوارہ گردی کے زمانہ میں بھی جناب داؤد نے فلسطیوں کے بعض گروہوں کو ایسی زکین دی تھیں کہ بادشاہ طالوت کو چھوڑ کے اکثر اسرائیلی آپ کے ہمدرد دوست بن گئے

طالوت اور اُسکے خاندان کا خاتمہ آخر طالوت اور حضرت داؤد کی مخالفت نے فلسطیوں کو پھر حملہ آوری کا موقع دیا۔ اور ایک بڑے لشکر کیساتھ وہ چڑھ آئے۔ شہر جلبوعا میں ایک سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ جہاں کے تاریخی میدان نے قوم بنی اسرائیل کے اکثر نامور وں کے ساتھ یوناثان اور طالوت کے تمام بیٹوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور خدا کی

اس مخصوص قوم کو ایسی فاش شکست ہوئی کہ ساری قوم تباہ ہونے کے قریب پہنچ گئی۔ ساؤل طالوت میدان سے بھاگ کے ایسا شکستہ دل تھا کہ اس ذلت کی زندگی کو نہ پسند کر سکا اور اپنے اسلحہ بردار کو حکم دیا کہ تلوار کے ایک وار سے میری زندگی کا چراغ بھی گل کر دے مگر وفادار خادم سے اس کی جرأت نہ ہوئی۔ تب اس نے اپنی تلوار پر آپ ہی گر کے سلسلۂ عمر منقطع کرنے کی کوشش کی لیکن اس طرح بھی جو زخم آیا کاری نہ تھا۔ اب طالوت نے ایک اور نوجوان خادم کو بلایا جو عمالقہ میں سے تھا۔ اور اس سے اپنے قتل کی فرمائش کی۔ اس نے اُس کی آرزو پوری کر دی۔ اس کے بعد اس اسلحہ بردار خادم سے بھی اپنے آقا کی موت نہ دیکھی گئی۔ خود بھی اپنا کام تمام کر کے مرحوم بادشاہ بنی اسرائیل کی لاش پر گرا اور دم توڑ دیا۔

نوجوان عملیقی یعنی طالوت کے قاتل نے اُس کا کچھ زیور اور اس کے ہاتھ کے کنگن اُتار لیے اور انہیں لے کے حضرت داؤد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے دوست یوناتان اور بادشاہ طالوت کی موت کی خبر سنی تو نہایت ہی افسوس کیا۔ پہلے تو آپ نے اس عملیقی نوجوان کو بادشاہ کے خون کے قصاص میں قتل کیا۔

حضرت داؤد کا عہد — پھر بادشاہ کا ایک نہایت ہی پُرسوز و گداز مرثیہ لکھا۔ جو آپ کی دیگر نظموں کی طرح ساری قوم میں مشہور ہو گیا۔ اور قومی ادبار پر شاکی قوم کو نوحہ خوان بنا کے آپ وادی یرون میں آئے۔ اور ساری قوم کی آرزو کے مطابق خالی شدہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے۔

یہ صرف حضرت داؤد کا پیمبرانہ اور معصومانہ کمال تھا کہ اول سے آخر تک

بے مانگ سلطنت — آپ کے قدم کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔ ابتدائے عہد میں آپ نے بادشاہ طالوت کی ہر مخالفانہ کوشش کو صبر و شکر سے ٹالا۔ اور کبھی انتقام کے درپے نہیں ہوئے۔ پھر اس کے بعد بھی آپ کی تخت نشینی و سلطنت کی تائید میں حقیقی کار روائیاں

ہوئین۔ وہ سب من جانب اللہ تھین۔ اور آپ نے کبھی کوشش نہ کی تھی
کہ کسی خداشناس اسرائیلی کا خون اپنی غرض کے لیے گرائین۔ طالوت کے تمام
بیٹے جو لائق اور تخت نشینی کے قابل تھے وہ سب دشمن کے ہاتھ سے میدان جنگ
مین مارے گئے۔ خود اُس نے خودکشی کرکے اپنی زندگانی کا خاتمہ کیا۔ اب اس کے
بعد اور اسوقت جب کہ آپ تخت نشین ہو چکے ہین طالوت کے ایک قریبی رشتہ دار
ایک رقیب اور اس کا خاتمہ اور بانہ بیر سردار ابنیر نے شمالی اقوام بنی اسرائیل کی تائید
سے مرحوم بادشاہ کے ایک نابالغ بیٹے اشبوشیث کو بادشاہ بنا لیا۔ مگر حضرت داؤد
نے اس کی اُنکی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔ سکوت و خاموشی کے ساتھ خدا کی
مشیت اور فیصلہ ربانی کے منتظر تھے کہ ناگہان خبر آئی کہ یوآب نام ایک سردار نے
جو حضرت داؤد کا طرفدار تھا ابنیر کو قتل کر ڈالا۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ یوآب
مذکور کے بھائی کو ابنیر نے کسی گذشتہ لڑائی مین بے خطا و قصور مار ڈالا تھا۔ اسی
خون کے انتقام مین کینہ پرور بھائی نے قاتل کی جان لی۔ اس خبر کو سن کے حضرت
داؤد نے بہت افسوس کیا۔ ابنیر کو بڑی دھوم دھام اور سخت نوحہ و بکا کے ساتھ
دفن کروایا۔ اور خود اس کے سوگوار و عزادار بنے۔ اشبوشیث بالکل بچہ تھا۔
ابنیر کے بعد وہ کیا کر سکتا۔ مگر چونکہ خدا کو طالوت کے خاندان کا ختم ہی کر دینا منظور
تھا اس لیے وہ معصوم بچہ بھی خاص اپنے دو طرفداروں رکاب اور بعناہ کے ہاتھوں
بے گناہ مارا گیا۔ جن کی غرض شاید یہی ہوئی کہ حضرت داؤد کو خوش کرکے آپ کی
حکمرانی کا راستہ کانٹوں اور ٹھوکروں سے صاف کریں۔ مگر ایسے نامردی کے ظالمانہ
وار اور ایسی جابرانہ خیرخواہی کا صلہ و انعام کسی دنیا پرست جبار کے دربار مین
چاہے کیسا ہی اعلیٰ درجے کا ہو۔ مگر ایک معصوم پیغمبر کے دربار مین اسکے سوا کیا ہو سکتا
تھا کہ اُن دونون مجرمون کے قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ یون ان ظالمون کو اُن کے

کردار کی سزا دے کے آپ بالاستقلال اور بلا شرکت بادشاہ ارضِ یہود ا ہو گئے

زبردست قومی سلطنت | بادشاہ ہوتے ہی آپ نے ایک زبردست قومی سلطنت کی نبیاڈال دی۔ بنی اسرائیل کی تمام قومین جو اس سے پیشتر منتشر اور ایک دوسرے کی دشمن تھین بہ خوشی خاطر اور اپنا فخر سمجھ کے آپ کی تابع فرمان ہو گئین اور بیان کیا جاتا ہو کہ آپ دو لاکھ کے قریب فوج میدان مین لا سکتے تھے۔ فلسطینون کو ہر طرف شکستین دین اور وہ سرحدی مقامات کو چھوڑ چھوڑ کے اپنے علاقون کے اندرونی بلاد کی طرف ہٹنے لگے۔

اپنی حکومت کے ابتدائی ساڑھے سات برس تک تو آپ کا مستقر سلطنت قدیم شہر حیرون[a] رہا۔ مگر اس کے بعد آپ نے ایک نئے دارالسلطنت کے آباد کرنے کا ارادہ کیا۔ آخر کنعانیون کا قدیم شہر جیوس بنی اسرائیل کا مرجع و ماویٰ قرار پایا

بیت المقدس دارالسلطنت قرار پایا | یہ شہر نہایت ہی محفوظ مقام مین واقع تھا۔ اور حضرت داؤد نے اس کو اپنا دارالسلطنت مقرر کرتے ہی یروشلیم کے مقدس نام سے نامزد کر دیا۔ شہر جیوس چاہے کتنے ہی پیشتر سے آباد ہو مگر تاریخ مین اس کا نام حضرت داؤد ہی کے عہد سے درج ہوا ہے۔ اور آپ ہی کی برکت تھی جس کی بدولت آج تک بیت المقدس کہلاتا ہو اور ایک عالم کا مرجع بنا ہوا ہے۔

اس سلطنت کا عروج | تابوت سکینہ بھی اس شہر یروشلیم مین لا کے ایک بلند ٹیلہ پر رکھا گیا جس سے اس شہر کو نہایت ہی مذہبی وقعت حاصل ہوئی۔ اور اس شہر کے مرکز سلطنت قرار پاتے ہی بنی اسرائیل کی ترقی و کامیابی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ حضرت داؤد نے پوری قوت اور کامل توجہ سے مقابلہ کر کے حملہ آور قومون کو مغلوب کیا۔ بنی اسرائیل کو فلسطینون کی محکومی سے آزاد کرایا۔ آپ کی اس قوت نے تمام

---

[a] جرون بیت المقدس کے جنوب مین مغرب کی طرف ذرا ہٹا ہوا ہے۔

فرمانروایان شام کے دل مین بنی اسرائیل کی ہیبت بٹھا دی۔ اور گرد و جوار کے کل درباروں نے اپنا فخر سمجھ کر اس پیرانہ دربار شاہی سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے۔

اب ابراہیمی و اسرائیلی ملت نے تخت و تاج کے زیور سے آراستہ ہوکے دنیا کو ایسی شائستگی و تہذیب کا نمونہ دکھایا جس سے اُس وقت تک نوع انسانی محروم رہی تھی۔

ایک روحانی مرکز اور بیت اللہ بنانے کی آرزو حضرت داؤد کی خدا پرستی نے قوم مین توحید کی ایک تازہ روح پھونک دی تھی۔ آپ کا ارادہ ہوا کہ نقش توحید کی مضبوطی اور اللہ جل شانہ کی عبادت کے لیے ایک عالیشان معبد قائم کرین۔ جو ساری قوم کا مرجع اور قدیم دینی تبرکات کا مرکز یا خزانۂ روحانیت قرار دیا جائے۔ لیکن اس تاجدار پیمبر کی یہ آرزو نہ پوری ہو سکی۔ اس لیے کہ اول تو حضرت داؤد کی حکومت کا زیادہ حصہ بت پرست قومون کے مغلوب کرنے ہی مین صرف

اس آرزو کو اپنے ساتھ قبر مین لیجانا ہو گیا دوسرے خود خداوند جل وعلا نے بشارت دی کہ یہ کام تمہارے لیے نہین بلکہ تمہارے بیٹے کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس حکم ربانی نے آپ کے ارادے کو قطعاً روک دیا۔ تاہم آپ نے خدا کی اجازت سے اپنی سلطنت کے گیارھوین سال ایک چھوٹے معبد آلہی کی بنیاد ڈال ہی دی۔ مگر جس عالیشان اور بارونق عمارت کا خاکہ آپ کی آرزو نے کھینچا تھا اس کو اپنے صاحبزادے حضرت سلیمان کے لیے چھوڑا۔ اور تعمیر کی وصیت کرکے غریق رحمت آلہی ہوے۔

حضرت داؤد نے انتقال سے پہلے ہی اس مقدس عمارت کے لئے بہت کچھ سامان

مگر اس کے لیے بہت سا سامان فراہم کر گئے فراہم کر لیا تھا۔ چنانچہ ۳ ہزار قنطار سونا اور ۷ ہزار قنطار چاندی خود شاہی خزانہ مین جمع تھا جس کو حضرت سلیمان کے سپرد کرکے اور عمارت کا نقشہ بنا کے چالیس سال کی حکمرانی کے بعد آپ نے سفر آخرت کیا اور ایک بڑی سلطنت جس کے حدود دریائے دجلہ سے بحر روم تک پھیلے ہوئے تھے جوان سال و اقبالمند فرزند حضرت سلیمان کے ہاتھ مین

باب چہارم

حضرت سلیمان کا عہد و بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ کی تعمیر

حضرت سلیمان کی سلطنت - بیت المقدس کی تعمیر، چندہ کا اہتمام - عمارت کا نقشہ، اُس کا ساز و سامان - طلاکاری - اس کا افتتاح، حرم الحرم میں کسی کو جانے کی جرأت نہ ہونے کا سبب - اس خانہ خدا کا اثر۔

حضرت سلیمان کی سلطنت حضرت سلیمان نے بیس سال کی عمر میں عنان سلطنت ہاتھ میں لیتے ہی پدر بزرگوار کی وصیت پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ اور تمام بنی اسرائیل سے خواہش کی کہ اس کار خیر کے لیے روپیہ فراہم کریں۔ ساری قوم اپنے خداشناس بادشاہ کا حکم بجا لانے کی طرف جوش و خروش سے متوجہ ہو گئی اور جو سونا چاندی پہلے سے موجود تھا اُس کے علاوہ پانچ ہزار قنطار سونا، دس ہزار قنطار چاندی، دس ہزار درہم، اٹھارہ ہزار قنطار پیتل، اور ایک لاکھ قنطار لوہا لا کے حاضر کر دیا۔ اس سامان کے علاوہ اکثر لوگوں نے جواہرات وغیرہ کی قسم سے اور بھی بہت سی قیمتی چیزیں پیش کیں۔ اور جب ان سب سامانوں کا ڈھیر لگ گیا تو تخت نشینی کے چوتھے سال آپ تعمیر کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمارت کی بنیاد ڈال دی۔

بیت المقدس کی تعمیر شہر یروشلیم میں کوہ موریا پر وہی جگہ جہاں بقول بعض راویان یہود کے حضرت ابراہیم اپنے لخت جگر کو قربانی کرنے کی غرض سے لے گئے تھے۔ اور

عہ تحقیق سے ثابت ہو گیا ہے کہ قربانی حضرت اسمٰعیل کی ہوئی تھی اور مکہ معظمہ کے قریب جبل عرفات میں ہوئی تھی مگر یہود و نصاریٰ نے اصلی واقعہ کو دبا کے حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے واقعہ کو مشتبہ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض صحابہ و تابعین اور چند مسلمان مصنفین بھی بخلاف حضرت اسماعیل کے جناب اسحٰق کو ذبیح بتلاتے ہیں جو محض دھوکا اور غلطی ہے۔

جہاں حضرت داؤد نے اپنا مختصر عبادت خانہ قائم کیا تھا۔ اس پاک عمارت کے لیے تجویز
ہوئی اور صور کے بادشاہ کو جہاں کے معمار مشہور تھے اور جس کے علاقہ میں کوہ لبنان
ہیکل کا اہتمام | کے دامن میں عمدہ لکڑیوں کا جنگل تھا لکھا گیا کہ اس مبارک کام
کے لیے عمدہ لکڑی سے مدد دے۔ اُس بادشاہ نے پورا وعدہ کیا اور کام شروع
ہو گیا۔ ستر ہزار آدمی باربرداری کے لیے اور اسی ہزار جنگلوں میں لکڑیاں کاٹنے
کی خدمت میں مقرر کیے گئے۔ جن کی فقط نگرانی پر تین ہزار چھ سو جوان مامور تھے
عمارت کا نقشہ | عمارت کی بنیادیں ڈالی گئی کہ ایک طولانی چوکور رقبہ میں جس کا
عرض حسب بیان توراۃ مقدس ۲۰ گز اور طول ۶۰ گز تھا آج کل حساب سے طول ۹۰ فٹ
اور عرض ۳۰ فٹ تھا دو مکان بنائے گئے۔ ایک تو وہ جو بہت ہی مقدس تھا
اور جو ہیکل الٰہی یا قبلہ قرار دیا گیا تھا۔ اور دوسرا وہ جو مکان قدس کہلاتا تھا
رو بقبلہ ایک ڈیوڑھی قائم کی گئی تھی اُس کے ستون نہایت ہی عمدہ اور شاندار
بنائے گئے۔ اُن کے دونوں جانب زاہدوں اور مقتداؤں کے لیے حجرے
بنے تھے۔ خاص ہیکل میں ایک نہایت ہی لطیف و نازک اور خوش نما و نظر فریب
ابریشمی پردہ تانا گیا جس پر دو فرشتوں کی بڑی بڑی تصویریں بنی تھیں۔
جو اس طرح ایک سرے سے دوسرے سرے تک اپنے پر پھیلائے کھڑے تھے۔ اُن کے
ہاتھ پانچ پانچ گز لمبے تھے۔ اور دونوں کے درمیان میں جو جگہ خالی تھی اُس
پر دونوں فرشتے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھے۔ اس پردے کے برابر
[illegible] | دونوں جانب دو ستون قائم تھے۔ جو ۳۵ گز بلند تھے۔ اور
ان کے سر پر دونوں میں پانچ پانچ گز کے لمبے دو تاج بنائے گئے تھے۔ ان
دونوں ستونوں میں سے کی زنجیریں لٹکتی تھیں جن میں ادھر سے ادھر تک
اناروں کی ایک لمبی قطار بنائی گئی تھی۔ باہر جو صحن تھا وہاں کے لیے ایک بڑی

قربان گاہ بڑے اہتمام سے تیار ہوئی۔ جو ۲۰ گز کے مربع مین اور ۱۰ گز بلند تھی
اسی کے قریب ایک برنجی مدوّر حوض تھا۔ اور اس کے بنانے مین ایسا کمال
دکھایا گیا تھا کہ اس عہد کی عجیب و غریب کاریگری کا ثبوت دیتا تھا۔ یہ پورا حوض
زنبق کے ایک شگفتہ پھول کی وضع مین تھا جس مین خوش نمائی کا پورا لحاظ رکھا
گیا تھا۔ اس کا دور ۳۰ گز کا تھا اور قطر ۱۰ گز کا۔ کنارون کا دل کلائی کی چوڑائی
سے زیادہ نہ تھا۔ اور بارہ بیل جو ایک مدور حلقہ مین قائم کئے گئے تھے۔ اس پورے
حوض کو جو ایک شگفتہ پھول کی وضع مین نظر آتا تھا اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے
تھے۔ اس حوض مین ۳۰۰۰ مشکیزے پانی آتا تھا۔ اور انبیا و رسل اور مقتدیان ملت
اسرائیلی کے سوا کسی کو اس حوض مین کچھ دھونے یا طہارت کرنے کی اجازت
نہ تھی۔ عام لوگون کی طہارت کے لیئے دس اور حوض تھے جن مین سے پانچ صحن
مین داہنی جانب اور پانچ بائین جانب واقع تھے۔ ان حوضون مین زیادہ تر وہ
چیزین دھوئی جاتی تھین جو قربان گاہ مین سلگانے اور دھونی کے لیے لائی جاتی تھین
دس سونے کے شمعدان تھے۔ اور یہ بھی اُسی طرح خاص ہیکل کے دہنے بائین
جانب پانچ پانچ کر کے تقسیم کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی جتنا سامان
اور جتنے آلات و ظروف تیار کئے گئے سب خالص سونے کے تھے۔

طلاکاری | سونا صرف انھین چیزون مین نہین صرف کیا گیا تھا بلکہ اس کے بے
انتہا مصارف تھے یہ پوری عمارت اگرچہ سنگ رخام سے تعمیر ہوئی تھی۔ اور چھت
مین بھی اگرچہ صنوبر کی لکڑی لگی تھی مگر تیاری کے بعد نیچے سے اوپر تک در و دیوار
چھت اور دروازون پر ہر جگہ سونا پھیرا گیا تھا۔ اس دولت مندی کا اظہار صرف
اندر ہی کی طرف نہین کیا گیا تھا۔ بلکہ عمارت کے بیرونی رُخ پر بھی یہی شان دکھائی
گئی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ عمارت اندر باہر ہر طرف سے بالکل ایک سونے کا

ڈلا معلوم ہوتی جس مین سوا سونے کے اور کوئی چیز دکھائی ہی نہ دیتی تھی۔ پھر اس سونے پر جا بجا قرینہ سے جواہرات لگائے گئے تھے۔ اور بعض جگہ نقاشی سے بھی کام لیا گیا تھا۔ اور جب یہ مقدس عمارت قائم ہولی تو اس کے گرد کئی دیوارین قائم کی گئین اور ہر دیوار کے اندر کا صحن بیرونی صحن سے مرتفع تھا۔

جب ایسے اہتمام سے اور اس دریا دلی کے ساتھ یہ مقدس خانۂ خدا بن کے اس کا افتتاح تیار ہو گیا تو اس کے افتتاح کی رسم عمل مین آئی۔ جس کے لیئے حضرت سلیمان کی خدا شناسی نے قومی جوش و خروش دکھانے مین کوئی دقیقہ نہین فروگذاشت کیا۔ تمام قبائل و اسباط بنی اسرائیل کے سردار اور معزز لوگ جمع کئے گئے۔ اور چونکہ عبادت کراتا اور مذہبی خدمات کا سرانجام دینا حضرت موسیٰ کے عہد سے خاص بنی لاوی کے ساتھ مخصوص ہو چکا تھا لہذا اس سبط کے قریب قریب تمام لوگ شہر یروشلیم مین حاضر ہوئے۔ ان مین سے چوبیس ہزار عام فرائض دینی کے انجام دینے کے لیے۔ چھ ہزار دینی گروہ کی سرداری کے واسطے۔ چار ہزار نگہبانی و حفاظت کے لیے۔ اور چار ہزار گانے بجانے اور خدا کی مناجاتون مین خوش گلوئی کے جوہر دکھانے کے واسطے مامور ہوئے لیکن رسم افتتاح کے موقع پر تمام بنی لاوی بلا استثناء و امتیاز اندرونی صحن مین برنجی قربان گاہ کو گھیر کے کھڑے ہوئے۔ جن مین کہتے ہین کہ ۱۲۰ تو قرنا بجانے والے تھے اور ما بقی لوگون مین سے کسی کے ہاتھ مین جھانجھین تھین۔ اور کسی کے پاس چنگ و بربط تھے۔ خود حضرت سلیمان ایک برنجی تخت پر جلوہ افروز تھے۔ اور بیرونی صحنون مین تمام قوم بنی اسرائیل کا مجمع تھا۔ جب یہ مجمع پورا ہو لیا۔ اور لوگ مذہبی ادب و خموشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو چکے تو چڑھاوے کی چیزین یعنی وہ چیزین جن کی خوشبو کے لیے دھونی دی جاتی ہے بے اندازہ

و بچھید مقدار مین لا کے قربان گاہ پر ڈھیر کر دی گئیں۔ یہ سامان بنی فراہم ہو لیا تو حلی اور سب سے اہم کام کے لیے ایک اشارہ کیا گیا جو پہلے ہی سے قرار پاچکا تھا۔ اشارے کے ساتھ ہی بنی لاوی کے پرجوش لوگ تابوت سکینہ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کے لے چلے کہ تعمیر خانۂ خدا مین لا کے رکھین۔ بڑی دھوم دھام بڑی شان و شوکت سے تابوت سکینہ جدید طلائی عمارت کی طرف آ رہا تھا۔ لوگ ساتھ ساتھ مناجاتین گاتے آتے تھے۔ اور زور و شور سے باجے بج رہے تھے۔ قدیم تبرکات اور انبیائے سلف کی یادگارون کا وہ مقدس خزانہ لا کے خاص مقام پر فرشتون کے پرون کے نیچے رکھ دیا گیا۔ جس کے رکھے جاتے ہی کل باجے والون نے ایک ساتھ اور نہایت ہی جوش و خروش سے باجے بجانا اور گانے والون نے عجیب محویت و از خود رفتگی کے ساتھ گانا شروع کیا۔ اس قومی جوش نے مقبولیت کا یہ فوری ثبوت دیا کہ آسمان سے ایک ابر اترا اور خاص خاص مقدس کمرے مین جہان تابوت سکینہ رکھا گیا تھا بھر گیا۔ اس ابر کی صورت دیکھتے ہی حضرت سلیمان سجدے مین گر پڑے۔ اور نہایت ہی رقت و حضور قلب سے دعائین مانگنے لگے۔ درحقیقت وہ عجیب دینی ذوق اور عبودیت کے جوش کا وقت تھا جب خدا کا جلال بیت المقدس کی عمارت مین نمایان تھا۔ جناب سلیمان سجدے مین پڑے تھے۔ اور گانے بجانے مین خاص قسم کا جوش صدق دلی نظر آ رہا تھا۔ اب اس ابر مین ایک سفیدی اور پھر اس سفیدی مین روشنی پیدا ہونی شروع ہوئی۔ وہ روشنی بڑھتے بڑھتے خوب جگمگا اُٹھی۔ آگ بن کے قربان گاہ پر اتری۔ اور خدا نے اسی آگ سے جس نے حضرت موسیٰ کو بیہوش کر کے گرا دیا تھا جناب سلیمان کی چڑھائی ہوئی چیزون کو روشن کر کے قبول کیا۔ یہ ایسا پرجلال اور عقیدت افزا منظر تھا کہ تمام مقتدایان قوم بیہوت ہو گئے۔ گویا کسی زبردست

ہاتھ نے سب کو زبردستی ڈھکیل کے سجدے مین گرا دیا۔ اور اس ورود نورِ ربانی
کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد سے پھر کسی شخص کو بارہ بیت کے اندر جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی

حرم الحرم مین کسی کو جانے کی جرأت نہ ہونے کا سبب

یہ معمول تھا کہ سال مین صرف ایک مرتبہ قوم کا سب سے بڑا مقتدا اس خاص کمرے مین جاتا جہان تابوت سکینہ
رکھا گیا تھا اور جو احرم الحرم یا مقام اقدس کہلاتا تھا۔ دوسرا کمرہ جو اس سے کم درجے کا
تھا اور مقام قدس کہلاتا اس کے اندر جانے کے مجاز بھی صرف مقتدایان بنی
اسرائیل تھے۔ باقی اور سب لوگون کے لئے اصل عبادت کی جگہ گرد کے صحن تھے
جہان تمام بنی اسرائیل رسوم دینی بجا لانے کے لیے آیا کرتے۔ اور وہین سب چڑھاوے
چڑھائے جاتے تھے۔ مذہبی رسوم کے لئے لکڑی کے کٹہرے سے ایک حصۂ صحن
مخصوص کر دیا گیا تھا اسی صحن مین دو حوض وغیرہ تھے۔ خاص رسم افتتاح مین
دو ہفتہ تک ساری قوم کا مجمع رہا۔ برابر خوشبودار چیزین سلگائی جاتین۔ لوگ
روزے رکھتے۔ عبادتین کرتے۔ اور اس مدت مین دو مرتبہ اتنی بڑی قربانیان
ہوئین کہ ہر دفعہ بائیس ہزار گائے بیل اور ایک لاکھ بیس ہزار بھیڑ بکریان ذبح
کی گئین جن کو تمام عقیدت مندون نے جوش دل اور صدق عقیدت سے پیش کیا تھا

اس خانۂ خدا کا اثر

چند اگلے عہدون اور داؤد و سلیمان کی دعاؤن نے بنی اسرائیل کو
تو پہلے ہی اس ہیکل الٰہی کا فریفتہ بنا رکھا تھا۔ مگر سونے کے پانی اور طلاکاری نے اس
کی رونق اور بڑھا دی اور اس قدر چمکا دیا کہ زیارت کرنے والون نے اس کے افسانے
دور دور پہنچائے۔ اور دور دور کی پست قومین جو ظاہری شان و شوکت
کی دیوانی ہو رہی تھین وہ بھی بنی اسرائیل کے خدا کو ہیبت و جبروت کی نگاہ سے
دیکھنے لگین۔ اور بیشک اس وادی یہود مین جب کسی نے دور سے کھڑے ہو کے اس
سونے کے ٹیلے پر آفتاب کی کرنین پڑتی دیکھی ہون گی۔ اور اس کی آنکھون مین

چکا چوند ھ پیدا ہوئی ہوگی اُس کے دل پر ممکن نہین کہ بنی اسرائیل کے مذہب کا رعب نہ پڑا ہو۔

بہر تقدیر یہی عمارت ہے جو توحید کی شان دکھانے کے لیے کعبہ کے بعد دنیا مین سب کے پہلے قائم ہوئی۔ اور یہی وہ گھر ہے جس کے لیے دنیا نے خون کے سیلاب بہا بہا دئے۔ اسی گھر نے بنی اسرائیل کے مذہب کو تمام باستی مذہبون سے افضل و اعلی ثابت کیا۔ اور اسی کی بدولت حضرت سلیمان کی دولت وحشمت اور شان وشوکت کا ہر شخص کو اعتراف کرنا پڑا۔ حضرت سلیمان کی سطوت وجبروت اور دولتمندی و عالی حوصلگی کے افسانے آج بھی کل ہر بچہ کی زبان پر نہیں ہین خود اُن کی زندگی مین بھی اس شاندار اور سنہری معبد الٰہی کا تذکرہ قرب وجوار کے ہر دربار مین ہونے لگا تھا۔ بنی اسرائیل کی ترقی اعلیٰ کمال کو پہونچ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ اسی کے بعد سے ان کا زوال شروع ہوگیا۔

باب پنجم

سلطنت بنی اسرائیل کی تقسیم اور شمالی سلطنت کا زوال

رحبعم بن سلیمان کا عہد اور بنی اسرائیل مین پھوٹ۔ یوربعم حاکم شومرون حکومت و نبوت مین مفارقت۔ بت پرستون سے قرابت۔ خود ان مین بت پرستی بنی اسمٰعیل عرب مین بت پرستی بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کا جواب بت خانہ شومرون۔ فراعنۂ مصر نینوا کی دولت اشوریا۔ مصر و نینوا کی رقابت و بنی اسرائیل یا جگندار اشوریا۔ اُن مین اور اشوریا والون مین بگاڑ ہونے کی بنا۔ اہل دمشق کے ساتھ شومرون والون کا حملہ اشوریا پر۔ انھین دونون کا حملہ بیت المقدس پر۔ اشوریا کا تسلط

شمال کی اسرائیلی سلطنت شومرون پر بنی اسرائیل کی پہلی اسیری اہل شومرون قبطیون کی حمایت مین۔ اُن پر سلمانصر کا حملہ بنی اسرائیل کی دوسری اسیری اور شمالی اسرائیلی سلطنت شومرون کا خاتمہ۔ بنی اسرائیل کے دس سبطون کا مفقود و معدوم ہو جانا۔

جناب سلیمان کے بعد بنی اسرائیل مین حسد و نفاق بڑھنا شروع ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ محدود قوم اور یہ چھوٹا سا حصۂ زمین بھی ایک بادشاہ کے قبضہ مین نہ رہ سکا۔ حضرت سلیمان کے عہد مین یہ اسرائیلی سلطنت شرقاً و غرباً صحرائے شام سے لے کے سواحل بحیرۂ روم تک اور شمالاً و جنوباً دمشق سے ذرا ہٹ کے کوہ ہیرمون سے صحرائے عرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سرزمین کو بنی اسرائیل کے بارہون سبطون نے آپس مین بانٹ لیا تھا۔ اور ہر ایک کی قلمرو ایک اسرائیلی کالونی (نو آبادی) بن گئی تھی۔ بحر لوط سے بحر روم تک سبط یہودا کا علاقہ تھا جس مین شہر بیت المقدس تھا۔ اور اس کے شمال مین وادی یردن کے مغربی کنارے پر سبط بنیامین آباد تھا۔

رحبعم بن سلیمان کا عہد اور آپ کے بیٹے ابیعم کے تخت نشین ہوتے ہی بنی اسرائیل کے بارہ بنی اسرائیل مین چھوٹا گروہون مین سے بھی دو گروہ یعنی سبط یہودا و سبط بنیامین تو آپ کے تابع فرمان رہے باقی دس گروہون نے مخالفت یا بغاوت کر دی تھی رحبعم کی بادشاہی کو ابھی صرف بیت المقدس والون نے تسلیم کیا تھا جہان فقط یہودا اور بنیامین کی نسل آباد تھی۔ باقی سبطون کے مطیع بنانے کے لیے مغربی شہر شکم مین جو سبط افرائیم کے علاقہ مین واقع تھا بنی اسرائیل کے تمام قبائل کی ایک کونسل منعقد ہوئی جس مین حضرت سلیمان کا ایک فتنہ انگیز عزیز یربعم دشمن

عہ عربی مورخین کا بیان ہے کہ یہ اختلاف رحبعم کی ۱۷ سالہ سلطنت کے بعد ان کے بیٹے ابیا کے عہد سے شروع ہوا۔ مگر سب کو اس مین اتفاق نہین علامہ ابن خلدون کا بھی مسلک ہے جو ہم نے لکھا۔

مخالف قبیلوں کا سردار اور وکیل بن کے شریک ہوا۔ تجربہ کار اور سن رسیدہ
مشیروں نے کوشش کی کہ سب لوگوں کو استمالت و دلجوئی کے ساتھ ایک متحدہ
قومی سلطنت کا طرفدار بنائیں مگر رحبعام نے اپنی ناتجربہ کاری سے مشتعل جذبات
کے جوش میں اپنے چند نوجوان مشیروں کی رائے پر عمل کیا اور عام مجمع میں چلا کے
کہا "میرے والد نے تمہاری گردنوں پر سلطنت کا جوا بھاری کر دیا تھا مگر میں اسے اور
بھاری کروں گا۔ میرے والد نے تمہیں کوڑوں سے پٹوایا تھا مگر میں تمہیں [illegible] خاردار
چابکوں سے پٹواؤں گا" بادشاہ کی زبان سے یہ جملے سنتے ہی رہی سہی [illegible] قبائل
میں برہمی پیدا ہوئی اور یربعام کو مخالفت کا موقع مل گیا۔

الغرض اس کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ رحبعام کو اپنی جان کے ساتھ اپنے شہروں [illegible]
میں واپس آنا پڑا اور اسرائیلی سلطنت کے دو حصے ہوگئے۔ [illegible]
کا جنوبی حصہ جس میں شہر یروشلم تھا وہ رحبعام کے قبضہ میں رہا اور شمالی
علاقہ میں جو اسرائیل کہلاتا تھا دوسری سلطنت قائم ہوئی [illegible]

یربعام حاکم شمرون

جس کا دارالسلطنت [illegible] شمرون [illegible]
کے جغرافیہ میں سامریہ کہلاتا ہے۔ شمرون [illegible] قبیلوں [illegible]
یربعام کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ یہ دونوں سلطنتیں ایک دوسرے کی رقیب [illegible]
اس قدر ترقی نہ کر سکیں [illegible]
حضرت داؤد کے خاندان [illegible]
[illegible]
[illegible] کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے [illegible]

حکومت دو حصوں میں منقسم

[illegible]
[illegible] حضرت داؤد [illegible]

بعد سے پیغمبری شاہی سے جدا ہونے لگی۔ افسوس اس جدید نظام کے قائم ہوتے ہی بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں دنیاوی لذتوں کا شوق پیدا ہونے لگا مذہبی خدمتیں صرف انبیا کا حصہ رہ گئیں جن کو سلطنت و حکمرانی سے کوئی علاقہ نہ تھا مگر بادشاہ دنیاوی لذتوں کا مزہ پاتے ہی کھل کھیلے جب وہ مقتدائی کے بار سے سبکدوش ہوئے تو انھوں نے دنیاوی عروج حاصل کرنے کے لیے بت پرست

بت پرستوں سے قرابت

قوموں سے قرابتیں پیدا کرنی شروع کیں۔ حضرت سلیمان کے بعد ہی کا زمانہ تھا کہ ان کے فرزند رحبعم اور اس کے رقیب یوربعم شاہ شومرون دونوں نے فخر و عزت سمجھ کے فراعنۂ مصر کے شاہی خاندان کی دامادی حاصل کی ان بیرونی تعلقات نے اُن کے خون کو کثیف اور گندہ کرنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ نورانی عقائد میں بھی زنگ لگنے لگا۔

خود ان میں بت پرستی

اب پھر بنی اسرائیل میں مختلف طریقوں سے بت پرستی شروع ہوئی جس کو اُن کے بادشاہوں کی بت پرست بیبیاں اور ترقی دلاتیں ابتداءً یہ جذبات شرک مغلوب اور دبے ہوئے تھے۔ مگر شمالی سلطنت میں یوربعم کے بعد جب چھٹا اسرائیلی شخص سنہ ۱۴۸۹ ق محمد (سنہ ۹۱۹ قبل مسیح) میں تخت نشین ہوا تو اس نے شہر سدون کی شہزادی جزبیل سے شادی کی جس نے شوہر پر غالب آکے بنی اسرائیل کے دسوں شمالی قبائل میں کنعانیوں کے قدیم دیوتا بعل (آفتاب) کی پرستش جاری کر دی چند روز بعد اس مورت کی ایک نقل بعض تاجرانہ قافلوں کے ذریعہ سے عرب میں پہنچی۔ اور صحرا نشین

بنی اسمعیل عرب میں بت پرستی

اولاد اسمعیل بھی حضرت ابراہیم کی بتائی ہوئی خالص توحید پر نہ قائم رہ سکی۔ عرب تو اس وقت سے بالکل خدا فراموش ہو گئے۔

عہ سیرۃ الحلبیہ و سیرۃ ابن ہشام۔

مگر بنی اسرائیل میں چونکہ پیمبروں کے پیدا ہونے کا سلسلہ جاری تھا ۔ لہذا جہاں خرابیاں پیدا ہوتیں وہاں وقتاً فوقتاً اصلاح بھی ہوتی رہتی ۔ شاید یہ اسی ہیکل ربانی ہی کی برکت تھی کہ بنی اسرائیل کی جنوبی سلطنت

بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کا جواب بت خانہ شومرون

میں اتنی خرابیاں نہیں پیدا ہوئیں جتنی کہ شمالی سلطنت میں پیدا ہو گئیں ۔ وہاں کے مستقر شومرون میں مذکورہ بالا شاہزادی جیزبیل نے یروشلیم کے ہیکل سلیمانی کے مقابلہ میں خاص بعل کے نام کا ایک بڑا بھاری مندر بنوا دیا یہی چیز تھی جس نے شمال کی اسرائیلی سلطنت کو بہت زیادہ خراب کیا ۔ اور آخر چند روز بعد تباہ و برباد کر کے ایسا فنا کیا کہ نام و نشان تک مٹ گیا ۔

جن دنوں بنی اسرائیل میں باضابطہ سلطنت قائم ہوئی ہو اور ملک و ملت ان کے سلاطین و انبیا کے درمیان میں بٹے ہوئے تھے مشرق میں ایک نئی

فراعنۂ مصر

قوت ترقی کر رہی تھی ۔ اس وقت تک دنیا میں صرف فراعنۂ مصر کی سلطنت تھی جو سب سے زیادہ باوقعت اور تمام دولتوں سے زبردست تصور کی جاتی تھی ۔ ان کے اولوالعزم تاجدار اٹھتے اور اپنے خیال کی ساری دنیا پر قابض ہو جاتے ۔ کمزور اور چھوٹی چھوٹی قوتوں کے قدم ٹکنے کا کبھی ان کو خیال بھی نہیں آتا تھا ۔ اس لیے کہ ان کے کوس لمن الملکی میں کسی کو رخنہ اندازی کی جرأت ہی نہ ہوتی ۔ مشرق کی طرف مصر والوں کا خیال بھی نہ گیا اور بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کے شمال و مشرق جانب ایک نئی سلطنت قائم ہو گئی ۔ یہ اشوریا

نینوا کی دولت اشوریا

یا اسیریا والوں کی سلطنت تھی جس کا دارالسلطنت قدیم شہر نینوا تھا جو موجودہ شہر موصل کے مقابل دجلہ کے کنارے واقع تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ اس عہد عتیق میں اس کی آبادی چھ لاکھ کے قریب تک پہنچ گئی تھی ۔ اور

اُس کے قصر وایوان اور باغ ساری آباد دنیا مین افسانہ بنے ہوئے تھے۔

مصر ونینوا کی رقابت | اشوریا والون کی قوت بڑھتے بڑھتے اس درجہ کو پہنچ گئی کہ انھین فراعنۂ مصر کی ہمسری ورقابت کا دعوی پیدا ہوا۔ اور دونون نے اپنی اپنی سرحد اور اپنے تعلقات کو ایک دوسرے کے قریب کرنا شروع کیا تاکہ بڑھ کے اپنے حریف کی قوت توڑ دین۔

بنی اسرائیل کی چھوٹی سلطنتین ان دونون زبردست دولتون کے درمیان مین واقع تھین جن کی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی تھی اور شہر یروشلیم جو مصر ونینوا کی سرحدون کے درمیان مین ایک قدرتی اور نہایت مضبوط قلعہ کی حیثیت رکھتا تھا اس کی نسبت دونون کا ارادہ ہوا کہ اُسے اپنے قبضہ مین کر کے اپنی سرحد کی حفاظت کرین۔ مگر یہ غنیمت تھا کہ بنی اسرائیل کی ناتوان اور خدا پرست قوم کو یہ دونون شہنشاہیان ایک بے خطر گروہ تصور کرتی تھین۔ ابتدا اور مدت دراز تک دونون کی یہ پالسی رہی کہ بجائے اس کے کہ بیت المقدس پر خود قبضہ کرین اس کا بنی اسرائیل ہی کے ہاتھ مین رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے کہ وہ بیچ مین دیے اور بلا منت حریف کو روکین گے فراعنہ بھی اسی کو بہتر سمجھے کہ ایک چھوٹی سلطنت ان کی مشرقی سرحد پر پہرہ دیتی رہے۔ اور اشوریا والون کا بھی بظاہر یہی خیال تھا۔ بہر تقدیر ان دونون شاہنشاہیون کے تعلقات نازک ہونے کے بعد بھی مدت تک بنی اسرائیل کی شمالی وجنوبی دونون سلطنتین قائم رہین۔ بعینہ جس طرح ان دنون دولت روس وبرطانیہ کی رقابت پر افغانستان ترقی کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے۔

بنی اسرائیل اور گذر اشوریا | لندن کے مشہور عجائب خانہ برٹش میوزیم مین قدیم

نینوا کا ایک کتابہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان کے تاجدار تغلت فلسر اول ہی کے عہد مین جو اشوریا والون کے بہت ابتدائی زمانے کا بادشاہ تھا بنی اسرائیل اُسے خراج ادا کرتے تھے۔ غالباً یہ کسی سرتابی کا نتیجہ ہوگا لیکن شہنشاہ اشوریا نے اُن کی حقارت و ذلت نہین گوارا کی تھی۔ وہ ان سے بہ لطف و مہربانی پیش آتا۔ اور امید تھی کہ چند روز بعد انھین آزادی بھی نصیب ہو جائے گی۔ مگر بنی اسرائیل ایسی قوم نہ تھی کہ کسی کے ساتھ سلامت روی سے اپنے تعلقات قائم رکھتی۔

اُنھون نے اپنے اُس اطمینان کو خود اپنے ہاتھون سے کھو دیا۔ اشوریا والے شاید اُن کو اُن کی حالت پر باقی رہنے دیتے لیکن اُنھون نے خود ہی اس نئی پرجوش قوم کو چھیڑ کے برہم کیا۔ سچ پوچھیے تو اشوریا والون کو پہلے بنی اسرائیل کا نام بھی نہین معلوم تھا۔ اور نہ ان کا ادھر بڑھنے کا ارادہ تھا۔ خود بنی اسرائیل کی شامت اعمال نے انھین بلایا۔

ان مین اور اشوریا والون مین بگاڑ ہونے کی بنا

جس کی بنا یہ ہوئی کہ یہودیون کی شمالی و جنوبی دونون سلطنتین ہمیشہ آپس مین لڑتی رہتی تھین اور اس باہمی حسد و رقابت نے پولٹیکل سازشون کا دروازہ بھی کھول رکھا تھا۔ دونون کی یہی خواہش رہتی کہ اپنے دوستون کی تعداد بڑھا کے حریف کو پسپا کرین۔ یہود کے علاوہ شمالی شام مین چھوٹی چھوٹی کئی اور سلطنتین بھی قائم تھین۔ اور چونکہ وہ شمال مین تھین اس لیے ان سب کے تعلقات زیادہ تر بنی اسرائیل کی شمالی سلطنت ہی سے رہتے۔ جنوبی یعنی یروشلم کی اسرائیلی سلطنت کو مدد مانگنے کے لیے دور دور نظر دوڑانا پڑتی۔ شام کے سب سے زیادہ شمالی اضلاع مین دمشق کی سلطنت تھی جو بت پرستون کے ہاتھ مین تھی۔ اور شومرون والے یہودی اس کے دوست تھے۔ دمشق والون

سے اشوریا والون کی سرحد بڑھ کے مل گئی تھی۔ اور نینوا کی عظمت کا سب سے زیادہ دباؤ دمشق پہ پڑنا شروع ہو گیا تھا۔

اہل دمشق کے ساتھ شومرون والون کا حملہ اشوریا پر

دمشق کے بت پرست بادشاہ نے گرد و جوار کے تمام حکمرانون کو ساتھ لے کے اشوریا والون پر ایک سخت حملہ کیا۔ اس موقع پہ بنی اسرائیل کے دل مین بھی شاید یہ خیال خام پیدا ہوا کہ سلاطین شام کی مجموعی قوت سے اہل اشوریا کا زور توڑ کے اپنا خراج موقوف کرا لین۔

اسی امید پر ۸۵۴ ق م کے دسویں مین شومرون کا یہودی بادشاہ منخویم دمشق کے بت پرستون کے ساتھ اشوریا کی قلمرو پہ جا کے حملہ آور ہوا۔ شام کی تمام فوجون نے یکایک شہر تفساح پر جو اشوریا کی مغربی قلمرو مین دریائے فرات کے کنارے آباد تھا تاخت کی۔ تفساح والے لڑائی کو تیار نہ تھے غنیم کی صورت دیکھتے ہی بدحواس ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل نے ساتھی حملہ آورون کی طرح انکو اس بے رحمی اور بہیمیت سے لوٹا مارا کہ شہنشاہ اشوریا انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔

ان دنون جبکہ بنی اسرائیل نے اپنی نا عاقبت اندیشی سے اتنی بڑی زبردست سلطنت کو خود ہی چھیڑ کر اپنا دشمن بنایا ہے۔ انکی قومی حالت نہایت ہی خراب تھی۔ باہمی نا اتفاقیون نے یہ کیفیت پیدا کر رکھی تھی کہ شمالی و جنوبی سلطنتون مین آئے دن لڑائی رہتی۔ اور شام کی ان چھوٹی چھوٹی سلطنتون کے جھگڑون مین اشوریا اور مصر کی عظیم الشان سلطنتین جو دنیا مین سب سے زبردست تصور کی جاتی تھین اپنے پولیٹیکل اغراض کے مطابق حصہ لیتین۔ اسیریا والون کو چونکہ خاص شمالی سلطنت سے دشمنی تھی لہذا ان کی اکثر یہ پالسی رہتی کہ جنوبی سلطنت بنی اسرائیل یعنی بیت المقدس والون کی طرفداری کرتے اور

مصر والے کبھی ادھر ہوتے اور کبھی ادھر ہوتے۔

اتفاقاً شہر تفساح پر حملہ کرنے کے بعد ہی یہ واقعہ پیش آیا کہ دمشق کے بادشاہ رصین اور شومرون کے بادشاہ پیکاہ نے باہم مل کے ارض یہودا یعنی جنوب کی

رصین و فقح کا حملہ بیت المقدس پر

اسرائیلی سلطنت پر حملہ کیا۔ جہاں ان دنوں آخاز نام ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ آخاز نے جب اپنے میں لڑنے اور مقابلہ کرنے کی قوت نہ دیکھی تو اشوریا والوں کا دامن پکڑا اور اپنے آپ کو شاہ نینوا کی ظل حمایت میں دیدیا۔

اشوریا کا حملہ شمالی اسرائیلی سلطنت شومرون پر

اشوریا کا بادشاہ تگلاتھ پلیسر موقع پاتے ہی اپنی فوجیں لے کے چل کھڑا ہوا اور شمالی دولت یہود میں قتل و غارت شروع کر دی۔ ان کے بڑے بڑے شہر تباہ کر دیے۔ اور آخر سنہ ۱۳۰۲ قبل ولادت محمدی میں خاص شہر شومرون کا محاصرہ کر لیا۔ شومرون کے پھاٹک بھی زبردستی کھول لیے۔ وہاں کے بادشاہ پیکاہ کا سر کاٹ کے اس کی جگہ ہوشیع نام ایک دوسرے اسرائیلی شخص کو بادشاہ مقرر کیا۔ اور اپنے ملک کو

بنی اسرائیل کی پہلی اسیری

واپس گیا اور بہت سے بنی اسرائیل کو بھی گرفتار کر کے اور لونڈی غلام بنا کے اپنے ساتھ لیتا گیا۔ اشوریا والوں کی یہ تاخت اگرچہ وادی یردن کے مشرق جانب صرف پہاڑی علاقہ اور شومرون تک محدود تھی۔ مگر اس سے یہودیوں کو بہت سخت نقصان پہونچا۔ نینوا کے سپاہیوں نے تفساح والوں کا بدلہ اس سختی سے لیا کہ جس حصہ ملک تک اُن کا قدم آیا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ اور وہاں کی زیادہ رعایا اسیر ہو کے نینوائیوں کی مملوک بن گئی۔ الغرض اس خدا ترس قوم کی پہلی اسیری اسی وقت سے شروع ہوئی اور اسی لیے یہ بنی اسرائیل کی پہلی گرفتاری سمجھی جاتی ہے۔ اور کہنا چاہیے کہ ایک

زمانے سے ارض یہود اپریت پرستون کے حملے شروع ہوئے۔

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو اس حملہ نے صرف صدمہ ہی نہین پہونچایا۔ بلکہ آئندہ کے لیے بھی بہت کچھ ڈرا دیا تھا۔ اب انھین اس کے سوا کسی بات مین مصر نہ نظر آیا کہ مشرق و مغرب کی دو زبردست قوتون مین سے ایک کو اپنا حامی و مددگار بنائین۔ مشرق کی جانب اسیریا یعنی نینوا والے تھے۔ مگر ان سے

اہل شومرون قبطیون کی حمایت مین

بگاڑ ہو چکا تھا۔ اور انھین کے دست ستم کی شکایت تھی لہذا وہ مجبور تھے کہ فراعنہ مصر کی مغربی شہنشاہی کے دامن مین پناہ ڈھونڈھین جن کی عظمت و قوت کے وہ ہمیشہ سے معترف تھے۔ جن سے اکثر قرابتین بھی ہو چکی تھین۔ اور بعض موقعون پر اُن سے مدد بھی ملی تھی۔ الغرض بنی اسرائیل کے نئے بادشاہ ہوشیع نے باوجودیکہ اسیریا کا مقرر کردہ اور باج گزار تھا۔ مصر کے قبطی دربار مین فریاد کی۔ اور سو فرعون مصر کے دامن مین چھپنا چاہا۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ اور مصر والے قابل اطمینان تعلقات قائم

شومرون کا خراج دو ہی دفعہ ادا ہونے پایا تھا کہ تگلاتھ پلیسر مر گیا اور اس کے مرنے کی خبر سنتے ہی ہوشیع کو تعلقات اطاعت کے قطع کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے خراج موقوف کر دیا۔ اور سارے شومرون مین اسیریا والون کے خلاف ایک جوش پیدا کر کے بغاوت کی آگ بھڑکا دی۔ جب یہ خبر نینوا مین پہونچی تو ہر شخص مین سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اور تگلاتھ پلیسر کا وارث

ان پر شلما نصر کا حملہ

شلما نصر رابع ایک بڑی فوج لے کے چل کھڑا ہوا۔ اب کی مرتبہ اہل اسیریا کا ارادہ تھا کہ بنی اسرائیل کی شمالی سلطنت کا بالکل خاتمہ کر دین۔ اور یہی ہوا۔ مصر والے بیٹھے تماشا ہی دیکھتے رہے۔ اور شلما نصر نے اسرائیل کو شکستون پر شکستین دیتا اور ساری رعایا کو قتل و غارت کر کے لونڈی غلام بناتا ہوا

شومرون پر آپہونچا۔ حضرت یعقوب کی اولاد نے بہت کچھ حرکت مذبوحی کی۔ اور اپنی قوت سے زیادہ روکا مگر اس کو کیا کرتے کہ خود ضعیف تھے۔ دشمن زبردست تھا

بنی اسرائیل کی دوسری اسیری اور شمالی اسرائیلی سلطنت شومرون کا خاتمہ

اور قسمت برسر خلاف تھی تاہم انھون نے اتنے دنون تک روکا کہ شلما نصر رابع ہی محاصرہ مین مرگیا۔ اور اس کے بیٹے سرگون نے سنہ ۱۲۹۲ قبل محمدؐ ہی مین چارو طرف سے یورش کرکے شومرون کی پھاٹک کھول لیے۔ اور غارتگرون نے شہر مین گھس کے قتل و غارت کا بازار گرم کردیا۔ سرگون نے شہر کو بالکل مسمار کردیا تمام شریف اور خوش حال اسرائیلی مع زن و فرزند گرفتار کرلیے۔ اور شومرون کے کھنڈرون مین خاص اسیریا کے چند بت پرستون کو آباد کرکے نینوا کی راہ لی۔ یہ بنی اسرائیل کی دوسری گرفتاری تھی یہی زمانہ ہے جبکہ یہود کی شمالی سلطنت جو بنی اسرائیل کے دس سبطون کے

بنی اسرائیل کی دس سبطون کا مفقود و معدوم ہوجانا

ہاتھ مین تھی فنا ہوگئی اہل اسیریا نے وہان کے سب یہودیون کو لے جاکے آرمینیہ اور دیگر دور و دراز مقامات مین آباد کردیا۔ ان دونون مذکورہ حملون مین جو بنی اسرائیل گرفتار ہوئے تھے۔ ایسی قید و غلامی مین مبتلا ہوئے اور دیگر مشرقی و شمالی اقوام مین اس قدر مل جل گئے کہ کہنا چاہئیے وہ یہودیون کی قوم ہی سے نکل گئے۔ اگرچہ بت پرستی نے اُن کے دلون مین پہلے ہی سے جگہ پکڑلی تھی۔ مگر پھر بھی کسی حد تک خدا شناس تھے۔ اب اس جلاوطنی نے ان مین نہ وہ خدا شناسی ہی باقی رکھی اور نہ وہ قومیت۔ بنی اسرائیل کے صدہا معزز و ممتاز خاندان اس آفت مین مبتلا ہوکے گئے اور ایسے گئے کہ پھر پتہ نہ لگا۔ انھین کا پتہ کوئی افغانیون کے

عہ عربی مورخین کی اختلاف پر تو یورپ والے بہت ہنستے ہین مگر نہین معلوم اس اختلاف کو دیکھ کے کیا کہین گے کہ جس شلما نصر نے شومرون کا خاتمہ کیا اس کو مسٹر گیج اپنی تاریخ فلسطین مین ثانی لکھتے ہین اور انسائکلوپیڈیا برٹانکا کا مصنف رابع لکھتا ہے۔

خط و خال سے لگتا ہے۔ اور کوئی بلوچون کی عادات و رسوم سے۔ بے شک اُن کی نسل آج بھی دنیا مین ہو گی۔ مگر نہ اُسے خبر ہے کہ باپ دادا نبی اسرائیل تھے۔ اور نہ موجودہ نبی اسرائیل جانتے ہین کہ وہ اُن کے بنی عم ہین۔

باب ششم

بیت المقدس کی تباہی اور یہود کی آخری اسیری

بیت المقدس کی اندیشہ ناک حالت۔ اُس پر سنحاریب کا حملہ۔ اشوریا والون کی تائید الٰہی۔ یعنیہ جیسے بیت اللہ کعبہ ابرہہ کے ہاتھ سے بچایا گیا۔ بت پرست قومون پر تائید الٰہی کا اثر۔ نبی اسرائیل اس تائید کے مستحق نہ تھے۔ پولٹیکل حالت بیت المقدس باج گذار مصر۔ بخت نصر فرمان روائے بابل۔ اس کا پہلا حملہ۔ اُس کا دوسرا قہار حملہ مصر والون کی ناکام کمک۔ بیت المقدس کا عبرتناک محاصرہ۔ اُس پر دھاوا اور قتل عام۔ مسجد اقصی یعنی ہیکل سلیمانی کا انہدام۔ دونون اسرائیلی سلطنتون کے فرمان رواؤن کی فہرست۔ نبی اسرائیل کی آخری اسیری۔ اُن کی مصر کی اور بابل کی غلامی کا فرق۔ مدت اسیری۔

بیت المقدس کی اندیشہ ناک حالت | اب صرف یہودیون کی جنوبی سلطنت باقی رہ گئی تھی جس کا مستقر شہر بیت المقدس تھا اور جس مین یہود کے فقط دو سبط یعنے حضرت یعقوب کے دو بیٹون یہودا و نبیامین کی نسل آباد تھی۔ اگرچہ انھین لوگون کے تعلقات نے شومرون کی سلطنت کو تباہ کیا تھا۔ مگر انجام مین جب انھین اپنی پولٹیکل کمزوری نظر آئی تو پریشان ہوئے اور اپنے کئے پر پچھتائے۔ لیکن اب معاملہ اختیار سے باہر تھا۔ اس لیے کہ اشیریا اور مصر کی سرحد بالکل قریب ہو گئی تھی۔

اور اُن کا شہر یروشلیم اپنی خوبی و مضبوطی کی وجہ سے دشمنون کو زیادہ کھٹکتا تھا

آخر اس اسرائیلی سلطنت مین بھی نحوست و ادبار کے آثار نظر آنے لگے۔

اس پر سنحاریب کا حملہ | اور نینوا کے لٹیرون کا سیلاب عظیم اُن کی طرف چلا۔ سنحاریب بادشاہ اشوریا بے حد و شمار فوجین لے کے روانہ ہوا۔ اس عالمگیر فوج کشی مین اسیریا والے صرف بنی اسرائیل ہی کے تباہ کرنے کو نہین چلے تھے۔ بلکہ اُن کا ارادہ تھا کہ درمیان کا میدان صاف کرتے ہوئے جا کے سلطنت مصر پر حملہ کرین اور فراعنہ کی قدیم شان و شوکت کو خاک مین ملا دین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس غرض کے پورے ہونے کے لیے اسرائیلی سلطنت کا تباہ ہونا لازمی تھا۔ خلاصہ یہ کہ سنحاریب کی فوجون کا طوفان ارض یہودا کے حدود مین داخل ہوا۔[۵۶]

یہودیون کی یہ حالت دنیا کو عبرت کا بہت ہی موثر سبق دیتی ہے کہ نینوا کی

اشوریا والون کی ہولناک آمد | ظالم صفت قوم ایک ٹڈی دل کی طرح بڑھتی چلی آتی ہے اور جن جن مقامات سے گزرتی ہے وہ فنا ہوتے جاتے ہین۔ اس عہد کا پادشاہ بنی اسرائیل صدقیا حیران و پریشان اور حواس باختہ ہے۔ حضرت حزقیا و اشعیا جو اس عہد کے خداشناس پیغمبر ہین دل ہی دل مین سہمے ہوئے ہین۔ کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اور خانہ خدا پر کیا گزرتی ہے۔ خبرون پر خبرین چلی آتی ہین کہ فلان مقام کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ فلان شہر مین بت پرستون نے آگ لگا دی۔ وہ موضع دشمنون کے قبضہ مین آگیا۔ اس شہر کے لوگ بلا استثنا و امتیاز قتل کر ڈالے گئے۔ اُس جگہ کے لوگ سب زن و مرد لونڈی غلام بن گئے۔ یہان کوئی انسان نہین باقی رہا۔ اور یہان کے مویشیون تک کو دشمن نے مار ڈالا۔ لوگ اطراف و جوانب سے بھاگ بھاگ کے بیت المقدس مین آتے ہین۔ اور حواس باختہ رعایا کو اور بدحواس کرتے ہین

۵۶ - ابن اثیر۔

خاص بیت المقدس والون کے دلون پر خوف طاری ہے۔ اور کوئی تدبیر نہین بن پڑتی۔ حقیقت مین اس حالت کا سین توراۃ نے نہایت ہی عمدگی سے دکھایا ہے۔ آخر خبر آئی کہ سنحاریب نے شہر لقیش کا محاصرہ کر لیا۔ جو ان دنون نہایت ہی مضبوط شہر تصور کیا جاتا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد لقیش کی تباہی و بربادی کی خبر کے ساتھ سنحاریب کی سفارت بھی آگئی کہ "کیا ارادہ ہے؟ لڑتے ہو یا اطاعت قبول کر وگے؟" یروشلیم والون پر یہ بہت ہی نازک وقت تھا۔ کسی کو کچھ جواب دیتے نہ بن پڑتی تھی۔ حزقیا و اشعیا نے بہت ہی متوکلانہ اور بے نفسی کی شان دکھائی۔ اپنی طرف سے نہ تو اطاعت ہی کا اظہار کیا۔ اور نہ مخالفت پر آمادگی ظاہر کی۔ بلکہ سارا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔

اب یروشلیم والے منتظر تھے کہ اہل اشوریا آتے ہون گے۔ اور چند ساعت مین گرفتاری و قتل کا بازار گرم ہوگا۔ مرد ایک سناٹے مین مایوس بیٹھے ہین بچے سہمے ہوے ہین۔ اور عورتین رو رو کے درگاہ الٰہی مین دعا کر رہی ہین۔ آخر ان مظلومون کی

تائید الٰہی دعا خدا نے سن لی۔ اور اللہ جل شانہ کا جلال اپنے مقدس معبد کے بچانے کی طرف متوجہ ہوا۔ سنحاریب کی فوج مین ناگہان ایک وبا پیدا ہوئی۔ اور اس تیزی سے بڑھی اور پھیلی کہ آناً فاناً مین اشوریا والون کے دو لاکھ آدمی مر گئے۔ سنحاریب گھبرا کے بھاگا۔ اور اس کے سپاہیون کو اپنی جان کے ایسے لالے پڑ گئے کہ انتہائی بدحواسی کے ساتھ گرتے پڑتے نینوا کی طرف بھاگے۔

بعینہ جیسے بیت اللہ کعبہ ابرہہ کے ہاتھ سے بچایا گیا بالکل اسی طرح خدا نے ابرہہ کے ہاتھ سے اپنے عرب کے اور سب سے قدیم معبد خانۂ کعبہ کو بچایا تھا۔ اور اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ بزرگوار عبد المطلب سے بھی ویسا ہی استقلال اور ویسی ہی للٰہیت ظاہر ہوئی تھی جیسی کہ یہان اس موقع پر حزقیا و اشعیا سے ظاہر

ہوئی۔ دونون جگہ نتیجہ بھی یکسان ظاہر ہوا۔ بیت المقدس سے قہر آلہی نے سنخاریب کو بھگایا [عـ۵] - اور خانۂ کعبہ سے ابرہہ کو۔

بت پرست قومون پر اس تائید آلہی کا اثر

اس تائید غیبی نے آس پاس کی قومون پر بڑا اثر کیا۔ ان کے فرمان روا ہدایا اور چڑھاوے کی چیزین لے کے حضرت حزقیاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اجازت چاہی کہ ان کو مقدس معبد آلہی مین چڑھائین۔ اور بنی اسرائیل کے خدا کو خوش کرین۔ تاکہ اس سے کبھی اُن کو بھی مدد مل جائے۔

بنی اسرائیل اس تائید کے مستحق نہ تھے

لیکن سچ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے اخلاق و عادات مین اب ایسی ایسی خرابیان پیدا ہو گئی تھین کہ وہ اس تائید غیبی کے مستحق ہی نہ تھے۔ اس بلائے عظیم سے نجات پاتے ہی وہ پھر گمراہیون مین مبتلا ہو گئے۔ انبیا کے پیدا ہونے کا سلسلہ ہی موقوف ہونے لگا۔ اس لیے کہ اُن کی نافرمانیون نے نبوت کو بیکار سا کر رکھا تھا۔ بت پرستی کا جوش رہ رہ کے پیدا ہوتا۔ اور خدا پرستی و توحید ساعت بہ ساعت فنا ہوتی جاتی۔

پولٹیکل حالت

دوسری طرف ملک کی پولٹیکل حالت اور زیادہ نازک ہو رہی تھی نینوا کے ساتھ مشرق مین اب ایک نئی قوت بابل والون کی بھی بڑھ رہی تھی۔ فراعنہ کے اور اُن کے تعلقات پیشتر سے بھی زیادہ نازک تھے۔ اور یروشلم کی حالت ساعت

عـ۵ سنخاریب کے ظلم سے خدا نے جس طرح بیت المقدس کو بچایا اس کا قصہ عرب مورخون نے کچھ اور ہی لکھا ہے جو شاید یہودیون کی مذہبی تاریخون سے لیا گیا ہو۔ اُن کا بیان ہے کہ خداوند جل و علا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے ایک ایسی ہیبتناک اور سینہ شگاف چیخ ماری کہ سب لوگ مر گئے۔ سوا چھ آدمیون کے جن مین ایک خود سنخاریب اور پانچ اس کے منشی تھے کوئی نہ بچا۔ یہ لوگ اپنی جان لے کے بھاگے۔ مگر بنی اسرائیل نے گرفتار کر لیا اور یروشلم مین لائے ان کے ساتھ ہیکل سلیمانی کے گرد طواف کیا۔ اور چند روز بعد خدا کے حکم سے ان کو چھوڑ دیا۔ دیکھو ابن اثیر مگر ابن خلدون نے وہی لکھا ہے جو حال کے مورخین لکھ رہے ہین کہ سنخاریب کی فوج مین طاعون پھیلا اور وہ خوف کھا کے بھاگ گیا۔

بہ ساعت زیادہ خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ بنی اسرائیل نے اپنی سلامتی اسی مین سمجھی تھی۔ کہ دونون کے اختلاف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرین کبھی مصر والون کا ساتھ دے کے اشوریا والون سے لڑتے۔ کبھی اشوریا والون کی جانب داری مین فراعنہ کی فوجون سے مقابلہ کرتے۔ اور دونون صورتون مین

بیت المقدس باج گزار مصر

درحصل انھین کے ملک کو نقصان اٹھانا پڑتا۔ اس لیے کہ دونون کی سرحد پر تھے۔ آخر یہ نوبت پہونچی کہ فرعون مصر نے حملہ کر کے اسرائیلی بادشاہ بیت المقدس کو معزول کر دیا۔ اور اس کے ایک عزیز یہویاقیم کو اپنی طرف سے وہان کا بادشاہ مقرر کیا۔ اور اس کے ذمہ خراج بھی واجب الادا کیا۔ یہویاقیم کے بعد جب اس کا بیٹا یویاحین تخت پر بیٹھا تو یہ حالت تھی کہ ایک طرف تو اشوریا والے اپنا سخت دباؤ ڈالتے تھے۔ اور دوسری طرف مصر والے دھمکیان دے رہے تھے[عہ]۔

بہرحال شومرون کی تباہی کے بعد ارض یہودا کی کمزور اور زوال پذیر سلطنت کو اس کشمکش مین اتنا زمانہ گزرا کہ سات اور اسرائیلی بادشاہون نے حضرت سلیمان کے تخت پر بیٹھنے کی عزت حاصل کر لی۔ ان سات تخت نشینون کے عہد مین دنیا نے یہ رنگ بدلا کہ اشوریا والون کی قوت دب گئی۔ اور اہل کلدانیہ یعنی شہر بابل کے فرمان روا اتنے بڑھے کہ وادی نیل تک ان کی حکومت پھیل گئی مگر یہ غنیمت تھا کہ ابتدائی حملون مین ان کی فوجین اوپر ہی اوپر نکل جانے والی آندھیون کی طرح ارض یہودا کو بچا کے گزر گئیں۔ اور بنی اسرائیل کو کسی قسم کا نقصان نہین پہونچا۔

بخت نصر فرمان روائے بابل

آخر کلدانیون مین بخت نصر کا اقبال چمکا۔ اس نے اشوریا والون کے ساتھ نینوا کو بھی تباہ کر کے شہر بابل کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ جو

عہ ابن اثیر۔

دریائے فرات و دجلہ کے ملنے کے موقع پر آباد تھا۔ اب سلطنت اشوریا کی قائم مقام یہی سلطنت تھی۔ اور یہی لوگ تھے جو آخری شاہان ارض یہودا یویاقیم و یویاحین کو دبا رہے تھے ع۵۔

بخت نصر نے حکمران ہوتے ہی ملک شام سے مصر والوں کا اثر بالکل مٹا دیا اور دیگر شامی اقوام کی طرح ارض یہودا والوں یعنی بیت المقدس کے تاجداروں کو بھی اپنا خراج گزار رہنا چاہا تین ہی سال اس حالت کو گزرنے پائے تھے۔ کہ بنی اسرائیل بابل والوں سے اطاعت کا زبانی وعدہ کرتے مگر دربار مصر کے خوف سے خراج ادا کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے کہ ناگہان یہ ہمہ تن غضب آلود

| اس کا پہلا حملہ |

تاجدار بابل سنہ ۱۱۶۷ ق محمد (سنہ ۵۹۷ قبل مسیح) میں اپنی فوجیں لیے ہوئے آپہونچا۔ اور آتے ہی بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ بنی اسرائیل کا بادشاہ یویاحین تاب مقاومت نہ لا سکا حاضر ہو کے اظہار اطاعت کیا۔ اور شہر کے پھاٹک کھول دیئے عہ۔

بخت ب۵ نصر نے بیت المقدس کا تمام سونے چاندی کا اسباب لوٹ لیا۔ قدیم بادشاہ کے ساتھ دس ہزار شریف و وضیع اسرائیلی گرفتار کر کے اپنے ساتھ لیے اور نقو نیا نام ایک نئے اسرائیلی شخص کو جو یویاحین کا چچا زاد بھائی تھا اور صدقیا کے لقب سے مشہور تھا بادشاہ مقرر کر کے واپس گیا۔

ع۵ ابن اثیر۔ عہ۵ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔

س۵۔ بخت نصر کی نسبت انگریزی مورخوں کی تحقیق سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مستقل بادشاہ تھا اور یہی بیان ابن خلدون کا ہے۔ مگر قدیم عربی مورخوں کا بیان ہے کہ وہ کوئی مستقل فرمان روا نہ تھا بلکہ شاہنشاہ ایران بہمن بن گشتاسپ بن لہراسپ کی طرف سے بابل و اشوریا کا عامل یا گورنر تھا۔ بہمن نے اپنے ایلچی بنی اسرائیل کے پاس بھیجے تھے جن کو انہوں نے بے حمیتی سے قتل کر ڈالا۔ اسی پر برہم ہو کے بہمن نے بخت نصر کو اپنے مغربی علاقوں کا گورنر مقرر کر کے حکم دیا کہ یروشلم کو مسمار کر ڈالے۔

اسرائیلی اگر عبرت حاصل کرنا چاہتے تو یہی واقعہ کافی تھا۔ مگر بنی اسرائیل کی قسمت مین پوری تباہی تھی۔ وہ کسی طرح متنبہ نہ ہوئے۔ چار ہی سال مین اُنھین پھر دعویٰ آزادی پیدا ہوگیا۔ فرعون مصر نے از سر نو مدد اور اعانت کا وعدہ کیا۔ اور صدقیا

اُس کا دوسرا قہار حملہ

نے علانیہ بخت نصر کی مخالفت شروع کردی۔ بنی اسرائیل کی طرف سے بغاوت کا ظاہر ہونا تھا کہ بخت نصر کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی انتہا سے زیادہ برہم ہوا اور بڑے غیظ و غضب کے ساتھ فوجین لے کے پھر روانہ ہوا۔

جس مصیبت کا انتظار سنخاریب کے زمانہ مین حزقیا اور اشعیا کر رہے تھے اب اس کے انتظار کرنے والے آرمیا اور دانیال تھے۔ اُسی قدیم عہد کی طرح اب بھی برابر خبرین آرہی تھین کہ بخت نصر کی فوجین فلان مقام تک پہونچین۔ فلان شہر کو کلدانیون نے تباہ کر ڈالا۔ حضرت ارمیا جو عام تباہی اور خانۂ خدا کی بے حرمتی کی پیشین گوئی کر چکے تھے آفت کو سر پر دیکھ کے ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ شہر یروشلیم کو چھوڑ کے صحرا مین چلے گئے۔ اور ایک مجنونانہ وضع سے انھون نے دشت و در مین پھرنا اور وحشی جانورون مین رہنا شروع کردیا۔ آپ کے جانے کے بعد ہی ۱۱۵۵ق م ۵۸۸ قبل مسیح مین بخت نصر نے آکے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا دہشت زدہ اہل شہر نے پھاٹک بند کرلیے۔ گویا باہر کی آمد و رفت مطلقاً موقوف ہوگئی بنی اسرائیل مین نہ لڑنے کی طاقت تھی اور نہ اہل بابل سے مقابلہ کا حوصلہ کر سکتے تھے۔ لیکن یہ بھی نہ ہوسکا کہ شہر کے دروازے کھول کے مصیبت کو خود ہی اپنے سر پر بلالین۔

یقیناً بہت لوگ منتظر ہون گے کہ پہلے کی طرح اب بھی کسی قسم کی تائید غیبی ضرور ہوگی۔ مگر اب بنی اسرائیل اس کے مستحق نہ تھے۔ حضرت ارمیا سمجھا سمجھا کے پوری طرح اتمام حجت کر چکے تھے۔ اور جب قوم نے نہ مانا تو انھون نے عاجز آکے نحوست

مصر والون کی ناکام کمک

و اد بار کی پیشین گوئی نہایت ہی زور و شور کے ساتھ کر دی لیکن جب بنی اسرائیل کو فرعون مصر کی فوجین مغرب کی طرف سے کمک پہ آتی نظر آئین تو ذرا ڈھارس بندھی اس لیے کہ انھین لوگون کے بھروسے پر انھون نے بخت نصر سے وعدہ خلافی اور بدعہدی کی تھی۔ مصری فوج نے آکے پہلے تو کلدانیون کو یہان تک دبایا کہ وہ بیت المقدس کا محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل بہت خوش تھے۔ کہ ظالم حملہ آورون اور وحشی لٹیرون کو اپنی سرکشی و دست برد کی سزا ملا چاہتی ہی۔ مگر جب دیکھا کہ بابل کے پرجوش سپاہیون نے فرعون کی فوج کو شکست دیدی اور مصری بدحواس بھاگے تو گھبرائے۔ اور جب بخت نصر نے پھر محاصرہ کر لیا اُنکی حسرت و یاس کی کوئی انتہا نہ تھی[۵]۔

بیت المقدس کا عبرت ناک محاصرہ

یہ اٹھارہ مہینہ کا محاصرہ بھی دنیا کی تاریخ مین یادگار رہے۔ اور ہمیشہ کے لیے عبرت انگیز یادگار رہیگا۔ شہر مین قحط پڑ گیا۔ یہ معمولی باتین تھین کہ بچے بھون بھون کے کھائے گئے۔ اور انسانی ذلت و تباہی کی ایسی ایسی صورتین نظر آئین جن کا اظہار غیر ممکن ہے۔ اس محاصرے نے بنی اسرائیل کو ایسے بعید از قیاس اور از خود رفتگی کے کامون پر مجبور کیا جن مین شاید کبھی کوئی قوم نہ مبتلا ہوئی ہوگی[۶]۔

اس پر دھاوا اور قتل عام

آخر شہر کے پھاٹک توڑ ڈالے گئے۔۔ اور بنی اسرائیل کے بچون اور عورتون تک کے معصومانہ خون سے خاص خانۂ خدا کی زمین رنگی گئی۔ بخت نصر کی نسبت خود بعض سرداران بنی اسرائیل کا بیان ہو۔ کہ وہ بالطبع ظالم نہ تھا

مسجد اقصٰی یعنی ہیکل سلیمانی کا انہدام

مگر اس مرتبہ کچھ ایسا برہم ہو کے آیا تھا۔ کہ پوری قوم بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند گرفتار کر لیا۔ خانۂ خدا کی تمام چیزین لوٹ لین حضرت

---

۵ انسائکلوپیڈیا۔ ۶ تاریخ ۔

سلیمان کی بنائی ہوئی مقدس عمارت کو کھود کے زمین کے برابر کر دیا۔ سارا شہر منہدم کر ڈالا۔ گرد کی فصیل گرا دی۔ ہر جگہ آگ لگا دی۔ ہر چیز جلا کے خاک سیاہ کر ڈالی۔ اور اس ظلم و ستم کی یادگار میں جو منہدم اور جلے جھلسے کھنڈر اور خاک کے ڈھیر باقی رہ گئے تھے ان پر رونے کے لئے محض ان چند لوگوں کو چھوڑ دیا جو بالکل ادنی اور ذلیل قسم کے تھے۔

رحبعام کے عہد سے بیت المقدس کے منہدم ہونے تک ۳۹۲ سال کا زمانہ گزرا اس مدت میں بنی اسرائیل کی شمالی وجنوبی دونوں سلطنتوں میں جو لوگ تخت نشین ہوئے۔ اُن کے نام اور ان کے زمانے کا حال مندرجہ ذیل نقشہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

دونون اسرائیلی سلطنتون کے فرمانرواؤن کی فہرست

شاہان ارض یہودا (سلطنت جنوبی)		سنین جلوس		شاہان شومرون (سلطنت شمالی)	
اسمائے ملوک	مدت سلطنت	قبل محمدؐ	قبل مسیح	اسمائے ملوک	مدت سلطنت
رحبعم	۱۷ سال	سنہ ۱۵۴۹	سنہ ۹۷۹	یربعم	۲۲ سال
ابیاہ	۳ سال	سنہ ۱۵۳۲	سنہ ۹۶۲		
اسا	۴۱ سال	سنہ ۱۵۲۹	سنہ ۹۵۹		
		سنہ ۱۵۲۷	سنہ ۹۵۷	نداب	۲ سال
		سنہ ۱۵۲۵	سنہ ۹۵۵	بعشا	۲۴ سال
		سنہ ۱۵۰۲	سنہ ۹۳۲	ایلہ	۲ سال
		سنہ ۱۵۰۰	سنہ ۹۳۰	زمری عمری	۱۱ سال
		سنہ ۱۴۸۹	سنہ ۹۱۹	احاب	۲۲ سال
یہوشافات	۲۵ سال	سنہ ۱۴۸۸	سنہ ۹۱۸		
		سنہ ۱۴۶۷	سنہ ۸۹۷	احازیہ	۲ سال
		سنہ ۱۴۶۵	سنہ ۸۹۵	یہورام	۱۲ سال
یہورام	۸ سال	سنہ ۱۴۶۳	سنہ ۸۹۳		
احازیہ	۱ سال	سنہ ۱۴۵۵	سنہ ۸۸۵		
اتالیہ	۶ سال	سنہ ۱۴۵۴	سنہ ۸۸۴	یہو	۲۸ سال
یہواش	۴۰ سال	سنہ ۱۴۴۸	سنہ ۸۷۸		
		سنہ ۱۴۲۵	سنہ ۸۵۵	یہواحاز	۱۴ سال
		سنہ ۱۴۱۱	سنہ ۸۴۱	یہواشس	۱۶ سال
احازیہ	۲۹ سال	سنہ ۱۴۰۸	سنہ ۸۳۸		
		سنہ ۱۳۹۵	سنہ ۸۲۵	یربعم ثانی	۴۱ سال
عزیہ یا عزاریہ	۵۲ سال	سنہ ۱۳۷۹	سنہ ۸۰۹		

شاہان ارض یہوداہ (سلطنت جنوبی)		سنین جلوس		شاہان شومرون (سلطنت شمالی)	
اسمائے ملوک	مدت سلطنت	قبل محمد	قبل مسیح	اسمائے ملوک	مدت سلطنت
		۱۳۵۱	۷۸۱	انترشخنوم	۱۱ سال
		۱۳۴۰	۷۷۰	زکریا وشالوم	۱ سال
		۱۳۳۹	۷۶۹	مناحیم	۱۰ سال
		۱۳۲۹	۷۵۹	پکاہیہ	۲ سال
		۱۳۲۸	۷۵۸	پکاہ	۲۰ سال
یوتام		۱۳۲۷	۷۵۷		
احاز	۱۶ سال	۱۳۱۱	۷۴۱		
		۱۳۰۷	۷۳۷	انترشخنوم ثانی	۹ سال
		۱۲۹۸	۷۲۸	ہوشع	۹ سال
حزقیاہ	۲۹ سال	۱۲۹۶	۷۲۶		
		۱۲۸۹	۷۱۹	زوال شومرون	
منساہ	۵۵ سال	۱۲۶۷	۶۹۷		
آمون	۲ سال	۱۲۱۲	۶۴۲		
یوشع	۳۱ سال	۱۲۱۰	۶۴۰		
یہواحاز	۳ ماہ	۱۱۷۹	۶۰۹		
یویاخیم	۱۱ سال	۱۱۷۹	۶۰۹		
یویاحین	۳ ماہ	۱۱۶۸	۵۹۸		
صدقیا	۱۱ سال	۱۱۶۸	۵۹۸		
تباہی یروشلیم و اسیری بابل		۱۱۵۷	۵۸۷		

بنی اسرائیل کی آخری اسیری

الغرض اس تاریخی فتنہ عظیم کے خاتمہ پر ساری قوم بنی اسرائیل گرفتار ہوکے بابل کو روانہ ہوئی[۵۶] بخت نصر یہودیون کے بادشاہ صدقیا کو بھی اپنے ساتھ پکڑ لے گیا۔ اور بابل مین پہونچنے کے بعد اس کے بیٹے اس کی آنکھون کے سامنے طرح طرح کے عذابون سے قتل کئے گئے۔ اور یہ جگر پاش منظر دکھانے کے ساتھ ہی اُس کی آنکھین پھوڑ ڈالی گئین تاکہ پھر کوئی خوشی کی چیز نہ دیکھ سکے۔ انھین اسیر شدہ غلامون مین حضرت دانیال بھی تھے جنھون نے بابل مین پہونچ کے ترقی کی۔ اور آخر واصل بہ حق ہوکے علاقہ خوزستان کے شہر سوس مین دفن ہوئے۔ بنی اسرائیل کی یہ آخری گرفتاری تھی اور بالکل اُسی شان کی جس طرح کہ جناب موسیٰؑ سے پہلے ساری قوم فراعنہ مصر کے ہاتھ مین گرفتار تھی۔

ان کی مصر کی غلامی اور بابل کی غلامی کا فرق

لیکن نہین فرق تھا۔ مصر مین بنی اسرائیل زیادہ ذلیل کئے جاتے تھے۔ اُن کو غلامون سے زیادہ وقعت نہ دی جاتی تھی۔ ان سے سخت سخت محنتین لی جاتی تھین۔ مگر یہ گرفتاری بالکل دوسرے طریقہ کی تھی۔ بابل مین بنی اسرائیل فقط لا کے آباد کر دیئے گئے تھے۔ یا یون کہنا چاہئے کہ فقط جلا وطنی کی سزا تھی۔ اس کے علاوہ اور سب باتون مین اُن کو آزادی حاصل تھی۔ ان کو اختیار تھا کہ جو چاہین کرین۔ اور جس طرح چاہین رہین وہ وہان ہر قسم کی ترقیان کر سکتے تھے جتی کہ آراضی اور جائدادین خرید کے رئیسون کی شان بھی پیدا کر سکتے تھے[۵۷]۔ اور آخر مین تو ان کے بعض انبیا اور عقلا دربار بابل مین معزز خدمات پر مامور کئے گئے۔ لیکن اس مین شک نہین کہ پولیٹیکل مصالح سے اُن کی قومیت مٹانے اور ان کی مجموعی حالت کے توڑ دینے کا پورا سامان

[۵۶] گبن۔ [۵۷] ابن اثیر

البتہ کیا گیا تھا۔ ان کو ہدایت کی گئی کہ مختلف بلاد و اضلاع مین پھیل جائین اور اجازت تھی کہ اپنے وطن کے سوا جس حصہ سلطنت مین چاہین جا کے آباد ہون۔ مگر خود بنی اسرائیل نے اس طرح منتشر ہوتے کو نہ پسند کیا۔ شاذ و نادر ہی وہ کسی اور جگہ گئے۔ ورنہ سب کے سب آخر تک شہر بابل ہی مین رہے۔ اور یہین معاش کے ذریعہ پیدا کئے۔ اسی یکجائی کا نتیجہ تھا کہ ان کی قومیت نہین ٹوٹی۔ اُن کے چند لوگ تو البتہ بت پرستون مین مل کے غائب ہوگئے۔ باقی سب کا یہ حال تھا کہ سخت محنت و جفاکشی مین مبتلا رہتے۔ اور اپنی حالت کو یاد کرکے روتے۔ انھین اپنی مذہبی رسمون کے بجا لانے کی بھی ممانعت تھی۔ نہ قربانی کر سکتے نہ روزہ رکھ سکتے یہ سب کچھ تھا اور ان تمام ذلتون کا سامنا تھا۔ مگر ان کے دلون مین اپنے نسب کا فخر بدستور قائم تھا اب بھی وہ اپنے آپ کو اسی طرح خدا کی خاص اور مقبول قوم تصور کرتے اور بیت المقدس مین واپس آنے کے لیے ہمیشہ تیار اور مستعد رہتے۔

مدت اسیری آخر بنی اسرائیل کو اس جلا وطنی و غلامی مین ستر سال گزر گئے نسلین بدل گئین۔ جو لوگ یروشلیم سے اسیر کرکے گئے تھے۔ سب پیوند خاک ہوگئے اور نئی نسل جو ارض بابل مین پیدا ہوئی تھی باپ داداؤن کی کہی سنی باتون اور تمناؤن پر اپنے اصلی وطن اور مرکز کی مشتاق تھی اس مدت مین بنی اسرائیل کی نسل ہی نہین پلٹی بلکہ بابل کی حکومت و سلطنت مین بھی بڑا بھاری انقلاب ہوگیا۔ کلدانیون کا وہ دور دورہ مٹ چکا تھا اور اب شہنشاہ ایران سائرس جسے عوام^(ع۵) کیخسرو کہتے ہین اس ملک و دولت کا مالک تھا

ع۵ موجودہ مورخین یورپ کے نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ نینوا و بابل کی مستقل سلطنتین بلکہ اولوالعزم شہنشاہیان تھین مگر مورخین عرب کو اس سے اختلاف ہے وہ بخت نصر وغیرہ کو تاجداران ایران کا والی سمجھتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ بخت نصر زوال بیت المقدس کے بعد ۴۰ سال زندہ رہکے عذاب الٰہی مین گرفتار ہوا۔ اور مرا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اورلمرج والی بابل مقرر ہوا ۲۳ سال بعد وہ مرا تو اسی کا بیٹا بلتا نصر مقرر کیا گیا۔ جو تین سال رہا۔ اس کے بعد انقلاب ہوا تاجدار ایران نے اس خاندان کو موقوف کرکے دار یوش کو والی بابل و شام مقرر کیا۔ غالباً یہ وہی داریوش ہے جس کو یونانی ڈیریس کہا کرتے ہین داریوش کے بعد اخشویرش مقرر ہوا جسکے بعد اسکا بیٹا کیرش چودہ برس بعد مقرر ہوا کیرش ہی وہ شخص ہے جس نے بنی اسرائیل کو ارض یہودا مین واپس جانے کی اجازت دی اور غالباً یہی نام ہے جس کو انگریزی مین سائرس لکھتے ہین اگر یہ صحیح ہو تو جو لوگ سائرس کو کیخسرو خیال کرتے ہین وہ غلطی پر ہین

باب ہفتم

دولت عجم کے ماتحت یہودی اماموں کا زمانہ

سائرس کی پالیسی حضرت دانیال۔ یہود کو وطن آنے کی اجازت۔ بہت سے اسرائیلی وہین رہ گئے۔ عازمان وطن کا پہلا قافلہ۔ انھون نے وطن کی کیا حالت پائی مسجد اقصیٰ کی تعمیر اہل شومرون سے سخت عداوت۔ اسرائیلیون کی یہان کیا حالت ہوئی۔ دوسرا قافلہ اور حضرت عزرا۔ تاجدار عجم کا ساقی نحمیا اور شہر کی تعمیر نحمیا کے ساتھ تیسرا قافلہ۔ ترقی کا جدید دور شہر و معبد کی درستی، تجدید شرع موسوی۔ گم شدہ توریٰۃ کا پھر ہاتھ آنا۔ مجموعۂ عہد عتیق کی تدوین مسجد اقصیٰ کے سوا دوسری معبد یہود۔ مجموعہ توریٰۃ کی تکمیل۔ توحید کا استقلال۔ اور شرک سے ہمیشہ کے لیے باز آجانا۔ موجودہ شریعت یہود۔ یہود کے نئے عیوب حیات بعد الموت۔ فقہی فرقے فریسی وصد وقی۔ انتظار مسیح۔ جلا وطنی کا فائدہ۔ یہود کا دوسری ملکون مین پھیلنا اب ان کی حکومت کہین نہ تھی۔ ارض یہود ادولت عجم کا ایک صوبہ تھی۔ مگر یہان کا والی یہودیون سے منتخب ہوتا۔ حنانی اور حنانیہ امام۔ الیاشیب امام۔ یہودا امام یہودا اور یوحنا امام۔ خاص حرم کے اندر قتل۔

سائرس کی پالسی مشہور تاجدار ایران سائرس کی پالسی جلا وطن یہودیون کی متعلق بدل گئی اس کی غالبًا وجہ یہ تھی کہ اسرائیلیون نے بخت نصر کے مذہب اور وہان کی معاشرت کو کسی طرح نہین اختیار کیا حضرت دانیال جو اسیر ہو کے بیت المقدس سے آئے

حضرت دانیال تھے پیغمبر تھے اور قوم یہود کے صاحب فراست مقتداؤن مین تھے۔ انھون نے نہ بخت نصر کی سنہری مورت پوجی۔ اور نہ اس کے جانشین بعل شنصر کے آگے سجدہ کیا۔ جس کی سزا مین ایک بار درندون کے کٹھرے مین ڈالے گئے۔

اور دوسری بار بھی موت ہی کی سزا دی گئی۔ مگر دونون بادمعجزنما طریقون سے زندہ بچے۔ اتفاقاً بعل شضر کے قصر کی دیوار پر چند ایسے الفاظ لکھے نظر آئے جن کے کوئی کچھ معنی نہ بیان کرسکا۔ مگر حضرت دانیال نے ان کے ویسے ہی معنی بیان کردیے جیسی کہ حضرت یوسف نے فرعون کے خواب کی تعبیر کہی تھی۔ اس غیر مفہوم عبارت کا مطلب حضرت دانیال نے یہ بیان کیا کہ "اس کی سلطنت چھن جائے گی۔ اور میڈیا والے (اہل فارس) اُسکے مالک ہون گے"۔ چند روز بعد جب یہ پیشین گوئی پوری ہوئی تو حضرت دانیال نئے فارسی تاجدار سائرس کے وزیر مامور ہوئے۔ اور بادشاہ کو اپنے وزیر کی قوم کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوگئی۔ اُس نے جب یہ دیکھا کہ اتنی مدت دراز کی جلاوطنی کے بعد بھی یہودیون کا قومی خیال بدستور باقی ہے۔ اور اپنے وطن واپس جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہین۔ تو اُسے مناسب معلوم ہوا کہ مہربانی ظاہر کرکے ان سے سرحدی حفاظت کا کام لیا جائے۔ اب ان لوگون کی طرف سے اسے اِس بات کا بالکل اندیشہ نہ تھا کہ ایران کی مشرقی فیاض دولت کی اطاعت چھوڑکے کبھی مصر کے قبطیون کی طرف رخ کرین گے۔ اس نے یہ بھی خیال کیا کہ بنی اسرائیل مین وطنی محبت کا سچا اور انتہا سے زیادہ جوش ہے لہذا غیر حملہ آورون کے مقابلہ مین وہ یقیناً غیر معمولی جوش وخروش سے لڑین گے۔ الغرض یہ خیالات تھے اور یہ پالسی تھی جس کی بنا پر سائرس نے ۵۳۸ ق م مین دولت بابل کا خاتمہ کرنے کے بعد بہت سے بنی اسرائیل کو بیت المقدس جانے کی اجازت دیدی۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد اقصیٰ کا تمام طلائی ساز وسامان بھی واپس کردیا جسے بخت نصر لوٹ لایا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل اُسے بڑے ادب وتعظیم سے اپنے ساتھ لے کے ارض یہودا کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

(حاشیہ: یہود کو وطن آنے کی اجازت)

بنی اسرائیل نے ارض بابل مین اکثر تعلقات پیدا

(حاشیہ: بہت سے اسرائیلی وہین رہ گئے)

کر لیے تھے۔ بعض نے زمینداریاں اور جائدادین حاصل کر لی تھین۔ بہت ایسے تھے جو مہاجنی کا لین دین کرتے اور ان کا بہت سارو پیہ اہل بابل مین پھیلا ہوا تھا۔ یہ ایسے تعلقات تھے جن کی وجہ سے ممکن نہ تھا کہ ساری قوم یہود ایک ہی مرتبہ بابل کے تمام تعلقات کو منقطع کر دیتی۔ بہت سے لوگون نے تو واپسی کو پسند ہی نہ کیا اور بعض آمادہ بھی ہوے۔ تو دل مین یہ ٹھہرا کے کہ ایک محدود زمانہ کے بعد روانگی کا سامان کرین گے۔ اس لیے کہ وہ اپنے کاروبار اور اپنی جائدادون کو نہین چھوڑ سکتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ ساری قوم اتنی باخدا نہ تھی کہ اجازت ملتے ہی ہر شخص دولت وعزت پر لات مار کے چل کھڑا ہوتا۔ اور بہتون کو اجازت ہی نہیں دی گئی تھی۔

عازمان وطن کا پہلا قافلہ تاہم اس حکم کے ساتھ ہی اسرائیلیون کا ایک بڑا گروہ واپسی پر مستعد ہو گیا۔ اور ان کا پہلا قافلہ جس مین ۴۲۳۶۰ یہود تھے۔ ارض بابل سے روانہ ہو کے ۵۳۶ ق محمد مین ارض یہود مین پہونچا۔ اور شہر یروشلیم کے کھنڈرون مین آکے اُترا۔

یہ لوگ جس وقت اپنے قدیم وطن اپنی مقدس آبائی سرزمین اور حضرت سلیمان کے بنائے ہوئے شہر مین پہونچے ہین۔ اور جس وقت انھین پہلے پہل اپنے معبد اور اپنے آباؤ اجداد کے مکانون کے کھنڈر نظر آئے ہین اُس وقت کا منظر عبرت سے خالی نہ تھا۔

اُنھون نے وطن کی کیا حالت پائی ارض یہود کی یہ حالت تھی کہ اس کا سارا علاقہ غیر قومون نے اپنی سرحدین بڑھا بڑھا کے باہم تقسیم کر لیا تھا۔ فقط شہر یروشلیم اور اس کے گرد کی تھوڑی سی زمین باقی تھی جس مین نہ وہ رونق تھی نہ وہ شان۔ ہر طرف غیر آباد کھنڈر اور بدنما وحشت ناک جنگل اور جھاڑیان نمودار تھین جن مین آدمیون کے عوض وحشی درندے آباد تھے۔ اگلی دولت وحشمت کو یاد دلانے والی عمارتین چمگادڑون اور ابابیلون کے آشیانے بنی ہوئی تھین۔ اور

تزئین دوزتہ خاتون کے اندر عزلت گزین ہو اپنی شب بیداری کا وظیفہ پڑھا کرتا تھا
حضرت سلیمان کے مطلا و مذہب دار السلطنت کی جو صورت ان نو وارد رونے والون
کو فی الحال نظر آئی یہ تھی کہ گرد کی شہر پناہ کے بدلے پتھرون اور مٹی کے ڈھیرون
کے ایک بڑے حلقہ کے درمیان مین عالیشان عمارتون کے جلے اور جھلسے ہوئے منہدم
کھنڈر پڑے تھے۔ اور انھین کھنڈرون مین وہ مقدس مطلا و مذہب معبد آلہی (ہیکل
سلیمانی) تھا۔ اس محترم عالیشان طلائی عمارت اور منقش و مرصع در و دیوار کی جگہ
راکھ کا ڈھیر اور خاک کا تودہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس منظر کو دیکھ کے ان دلدادگان وطن کے
دل پر کیا گزری ہوگی۔ ان کھنڈرون اور خاک کے ڈھیرون پر پہلے انھون نے
آنسو بہائے۔ اور جی بھر کے روئے۔ پھر اس کے بعد پہلا یہ کام کیا کہ مسجد اقصی یعنی
حضرت سلیمان کے بنائے ہوئے خانہ خدا کے از سر نو تعمیر کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ بنی
اسرائیل نے واپس آتے ہی اطراف وجوانب مین پھیلنا نہین پسند کیا۔ بلکہ جتنے آئے
تھے سب کے سب حرم آلہی مین اُتر پڑے۔ اور انھین کھنڈرون مین آباد ہوگئے۔

مسجد اقصی کی تعمیر

سائرس کے مرنے کے بعد جب دارائے ہستاسپس کے عہد مین اسرائیلی
پیمبرون حقائی اور زکریا کے ابھارنے سے زروبابل نے جو پہلے اسرائیلی قافلہ کا
قافلہ سالار تھا۔ دربار عجم سے مسجد اقصی کے از سر نو تعمیر کرنے کی منظوری حاصل کی
اس نے تعمیر بیت اللہ کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اور اگرچہ گرد و جوار کی قومون کی طرف
سے بڑی بڑی مزاحمتین پیش آئین۔ مگر وہ اور اس کے ساتھی اپنے اس خدا
شناسی اور یزدان پرستی کے کام سے ہرگز نہ باز آئے۔ کہتے ہین کہ ہیکل ربانی کی
تعمیر کا یہ زمانہ علی العموم اس طرح گزرا کہ بنانے والے ایک ہاتھ سے کام کرتے اور
دوسرے ہاتھ مین سلاح جنگ لیے رہتے۔ آخر اس طرح ۲۱ سال کی محنت و کوشش
مین مسجد اقصی پھر بن کے تیار ہوئی۔ اگرچہ یہ جدید عمارت پہلی عمارت سے ایک

ثلث حصہ بڑی تھی۔ مگر وہ قدیم طلا کاری۔ جواہرات کے نقش ونگار اور وہ اگلی شان داری اب کہاں نصیب ہو سکتی تھی؟

اہل شومرون سے سخت عداوت

اب ان اسرائیلیون کو شومرون والون سے سخت عداوت تھی۔ اگرچہ اخلاق وعادات اور مذہب وعقائد مین وہ یہود کے بہت مشابہ تھے مگر یہود انھین ایک بت پرست قوم کی نسل بتاتے اور اس قدر ناپاک خیال کرتے کہ اگر شومرون کا کوئی آدمی کسی کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ لگا دیتا تو اسے لحم خنزیر کے برابر ناپاک خیال کرتے۔

اس کے مقابل شومرون والون کو بھی اُن سے عداوت ہو گئی کہ جب زروبابل نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی اجازت حاصل کی ہے تو شومرون والون کی طرف سے اس مضمون کی درخواست دربار عجم مین پہونچی "اس خراب اور باغیانہ شہر کے دوبارہ تعمیر ہونے کی اجازت سے طرح طرح کے اندیشے ہین۔" مگر اس پر کچھ لحاظ نہ کیا گیا۔

اسرائیلیون کی یہان کیا حالت ہو ئی

زروبابل اور اسرائیلیون کے اس پہلے قافلہ والون نے اپنے پاس سے سرمایہ فراہم کر کے خانۂ خدا کو تو پھر بنا لیا۔ مگر اپنی قومی وضع وشان اور پرانی آن بان کو نہین باقی رکھ سکے۔ بلکہ اپنی قدیم خود پسندی وعصبیت کو چھوڑ کے انھون نے قرب وجوار کی بت پرست قومون سے شادی بیاہ کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے اُن کی نسلین بگڑنے لگین اور ابراہیمی ویعقوبی خون کی اگلی یکرنگی مین فرق پڑنا شروع ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک طرف تو خود ہی دوسری قومون مین جذب اور فنا ہوتے جاتے تھے۔ دوسری طرف ایرانی حکومت کی گرفت بھی بہت سخت تھی۔ تاجدار ایران نے اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ مگر ارض یہود اپر اپنی گرفت اگلے تمام حکمرانون سے زیادہ سخت رکھی تھی۔ حکومت کا جوا ان کی گردن پر پھنسا اور

نہایت گران بار تھا۔ الغرض اس کے آثار صاف صاف نمایان تھے کہ پہلے قافلہ کے یہودی اپنی قومیت اور اپنے مذہب دونون چیزون کو کھو بیٹھین۔ یکایک پہلے

دوسرا قافلہ اور حضرت عزراد

آنے والون کے ۷۷ سال بعد ۴۵۸ق محمد مین حضرت عزراد نبی اسرائیل کے ایک دوسرے قافلے کو لیئے ہوئے آپہونچے۔

حضرت عزراد نے آکے اپنی قوم کے سابقون اولون کو اس خرابی و ادبار کی حالت مین پایا تو بہت پریشان ہوئے۔ اصلاح کی تدبیرین سوچ رہے تھے۔ اور قوم یہود مین ایک تازہ روح پھونکنے کو تھے۔ کہ ارتازرکسیز سریر آرائے عجم ہوا

تاجدار عجم کا ساقی نحمیا اور شہر کی تعمیر

اس کا ساقی نحمیا نام ایک اسرائیلی نژاد شخص تھا جسے کجکلاہ عجم نے اس غرض کے لیے بیت المقدس روانہ کیا کہ شاہی خزانے سے روپیہ دے کے شہر بیت المقدس کو از سر نو آباد کر دے۔ اور اس مین مضبوط قلعہ بندی کرے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ایرانیون کو شکست کھانے کے بعد یونانیون سے یہ معاہدہ کرنا پڑا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے سے تین دن کی مسافت تک کہین اپنی فوج نہ رکھین گے۔ لہذا تاجدار عجم نے اپنی حفاظت کے لیے یہ تدبیر سوچی کہ بیت المقدس کو جو سمندر سے قریب تھا ایک زبردست شہرپناہ کے ایک ایسی قوم کے ہاتھ مین رکھے جسے وہ وفادار سمجھتا تھا۔ اور اس مین ہمیشہ ایک زبردست لشکر رہا کرے۔ جو اگرچہ سلطنت فارس کے ماتحت ہوگا۔ مگر اپنی قومی وقعت قائم رکھنے کے لیے اچھی قوت پیدا کرلے گا۔

نحمیا کے ساتھ تیسرا قافلہ

غرض ۴۴۵ق محمد مین نحمیا تیسرا قافلہ لے کے آپہونچا۔ یہود کی خوش نصیبی سے دربار ایران نے اسے ارض یہودا کا والی مقرر کرکے روانہ کیا تھا جب ارض یہودا اور اسرائیلیون کو ایک ہم قوم والی و حکمران بھی مل گیا۔ تو قومی فلاح کی پھر امید پیدا ہوئی۔ اور ترقی کی کوششین

شروع ہو گئین۔ پچھلے دونون قافلون مین تھوڑے ہی تھوڑے آدمی تھے اس لیے کہ حضرت عزرا کے ساتھ صرف چھ ہزار کا گروہ آیا تھا۔ اور نحمیا کے ساتھ اس سے بھی کم تھے۔

ترقی کا جدید دور — حضرت عزرا اور نحمیا کے آتے ہی بنی اسرائیل کی حالت پھر سنبھلنا شروع ہوئی۔ اس لیے کہ خدا کے فضل سے پیمبر بھی موجود تھا جس کی ہدایت سے قوم کے اخلاق و عادات درست ہو سکیں۔ اور حاکم بھی اپنی قوم کا اور اپنا ہم خیال و ہم مذہب تھا جو شہر کی گزشتہ رونق کے واپس لانے اور اصول مذہب کے مروج کرنے مین ہر طرح کی مدد دینے کو تیار تھا۔ علاوہ برین خود بنی اسرائیل بھی غضب آلہی کا اتنا کڑا تازیانہ کھا چکے تھے کہ اب اپنے دینی احکام کے بجا لانے اور اپنے انبیا کی نصیحت پر عمل کرنے کے لیے پوری جوش و خروش سے آمادہ تھے۔

شہر و معبد کی درستی — نحمیا نے آتے ہی یہ کام کیا کہ پہلے تو شہر کی حفاظت کے لیے نئی شہر پناہ تعمیر کی۔ پھر قدیم دار السلطنت اور معبد کی رونق بڑھانے اور اس کی حفاظت کا سامان فراہم کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یا یون کہنا چاہیئے کہ صدیون کی تباہی کے بعد خانۂ خدا مین چراغ جلایا۔

تجدید شرع موسوی — نحمیا نے گزشتہ رونق کے واپس لانے کی تدبیرین شروع کین تو حضرت عزرا قومی اور مذہبی اصلاح مین مصروف ہوئے۔ آپ نے یہودیون کو غیر قومون مین مناکحت کرنے سے قطعاً روک دیا۔ تاکید کے ساتھ صاف کہدیا کہ بنی اسرائیل کو اپنے خون مین بت پرستون کا خون ملانا قطعاً حرام ہے۔ آپ کے اس حکم سے کسی نے انحراف نہین کیا۔ اور آپ کے اس ارشاد کے ساتھ ہی غیر قومون سے یہودیون کے تعلقات کلیتہً منقطع ہو گئے۔

گم شدہ توراۃ کا پھر ہاتھ آنا — توراۃ مقدس اور قدیم آسمانی صحف انبیا کا کہین پتہ نہ تھا

اس لیے کہ بابل والون کے طوفان بے تمیزی نے اُن کی قدیم تاریخ اور اگلے اسرائیلی لٹریچر کے ساتھ ان مقدس کتابون کو بھی فنا کر دیا تھا حضرت عزرا نے اس کتاب کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ اتفاقاً بیت المقدس کے کھنڈرون ہی کے نیچے ایک تہ خانے سے ایک نسخہ برآمد ہو گیا۔ اور جناب عزرا اسے ادب و تعظیم اور قدر و منزلت کے ساتھ نکال کے پھر قوم مین پھیلانے اور رواج دینے لگے۔ مگر معترضون کو اس وقت تک اس امر کا اطمینان نہین ہوا کہ یہ کتاب جو اس وقت ملی فی الحقیقت توراۃ تھی یا کوئی اور کتاب۔ مگر یہودیون اور عیسائیون کو اطمینان ہے اور جب حضرت عزرا کے سے ایک نبی برحق نے اس کی تصدیق کر دی تو ہمین بھی اپنے شبہات کو واپس لینا چاہیے۔

مجموعہ عہد عتیق کی تدوین | جناب عزرا نے توراۃ ہی کو بہم نہین پہونچایا بلکہ بعد کے دیگر صحیفون مین ملا کے اسے ایک نئی ترتیب سے مرتب کیا۔ اور اس مقدس مجموعے کو قوم کی مذہبی کتاب قرار دے کے یہود کے شرعی اور اخلاقی احکام و ضوابط کا منبع و منشا بنا دیا۔ اگرچہ چند کتابین اس مین بعد ملائی گئین مگر درحقیقت کتاب عہد قدیم کی اصلی تدوین و تجدید اسی زمانے مین ہوئی۔ اُس عہد عتیق کی یہی ایک کتاب ہے جو آج تک دنیا مین باقی ہے۔ اور قدیم تاریخ کے ساتھ اگلے زمانہ کے لٹریچر کا بھی ایک اعلی اور بے مثل نمونہ ہے۔ اگرچہ بعد کے مذہبی اختلافات اور متعصبانہ جھگڑون نے تصرف و تحریف کے حملد رآمد کو جاری کر کے اُسے بہت کچھ مشکوک کر دیا ہے تاہم اس کی انشا پردازی مین قدامت کی شان چمک رہی ہے۔ اور معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت داؤد کے عہد کی مناجاتون جناب سلیمان کے زمانے کی شاعری اور حضرت ارمیا کے دور کی مرثیہ خوانی کس رنگ کی تھی۔

مسجد اقصیٰ کے سوا دوسرے معبد یہود | گزشتہ اسیری سے پہلے بھی بنی اسرائیل ہمیشہ ایک

گئے تھے وہ سب ان کی قوم اور ان کے نسب سے نکل گئے - اپنی صحیح النسبی کا پتہ وہ صرف اسیری بابل سے لگاتے تھے۔ اور جن لوگون کی نسبت ثابت ہو جاتا کہ وہان نہین گئے ان کو اپنے سے جدا اور اپنے گروہ سے باہر خیال کرتے۔

حیات بعد الموت | اسی عہد سے یہود مین زندگی آخروی کا خیال بڑھا. اس سے پیشتر ان مین زیادہ تر یہ خیال تھا کہ بدی کا بدلہ دنیا ہی مین ملا کرتا ہے۔ مگر اب زیادہ تر حیات بعد الممات کے قائل تھے اور عقاب و ثواب کا دار و مدار زندگی بعد الموت پر پڑ گیا۔

فقہی فرقے۔ فریسی و صدوقی | اسی زمانے مین ان کے دو فقہی فرقے ہو گئے۔ فریسی قدامت پرست تھے۔ قیاس و رائے سے کم کام لیتے۔ اور جب تک صریح نص نہ دکھا دی جائے کسی اجتہاد کو نہ مانتے۔ دوسرے صدوقی جو بہ نسبت اُن کے آزاد تھے۔ اور جو نئے مسائل قوم مین پیدا ہو گئے تھے ان کو صحف انبیائے سلف کی آیتون مین تاویل کر کے اور نئی توجیہین کر کے ثابت کرتے۔ اور یہی زمانہ ہے جب سے یہود مین

انتظار مسیح | کسی مسیح کے ظہور کے خیال کو زیادہ اہمیت پیدا ہوئی جس کی نسبت ان کا خیال تھا کہ وہ ہمارا ایک قومی بادشاہ اور بڑا فاتح ہو گا۔

جلا وطنی کا فائدہ | جلا وطنی نے بنی اسرائیل کی مجتمعہ قوت کو اگر توڑا تو یہ فائدہ بھی پہونچایا کہ ان مین باہر نکلنے اور غیر ممالک مین جانے کا شوق پیدا ہوا اور غیر اقوام سے ملنے جلنے اور ان سے تاجرانہ یا دیگر قسم کے تعلقات پیدا کرنے کی عادت پڑی۔ یہود مین باہر نکلنے اور اپنی قوم کی پوری جماعت کو چھوڑ کے کہین اور چلے جانے کا سلسلہ بابل کی غریب الوطنی ہی سے شروع ہوا تھا جس کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔

یہود کا دوسرے ملکون مین پھیلنا | واپسی کے چند ہی روز بعد وہ دور دور از ممالک مین پھیلنے لگے۔ اُن کے جفاکش اور محنت پسند اولو العزمون نے قسمت آزمائی کے لیے ہر طرف جانا شروع کیا۔ اور آخر یہ حالت ہو گئی کہ اس عہد کی آباد دنیا مین کم

مقامات تھے جہان بنی اسرائیل نہ موجود ہون۔ مغربی ایشیا کے ہر حصہ مین وہ کاشتکارے اور محنت مزدوری مین مشغول ملتے بحیرۂ روم کے گرد جہان جہان یونانیون کی نوآبادیان پھیلی ہوئی تھین وہان یہودی بھی موجود تھے۔ ایتھنز و اسپارٹا سے لے کے اسپین و افریقہ کے سواحل تک اور خاص قرطاجنہ (کارتھیج) کی قلمرو مین کوئی جگہ نہ تھی جہان یہودی نظر نہ آتے ہون۔ الغرض اب حضرت یعقوب کی اولاد ارض یہودا اور جزرون کی پہاڑیون مین بند نہ تھی بلکہ ہر طرف کے دروازے اس پر کھل گئے تھے۔ اور وہ خدا جس کا جلوہ وادی سینا مین نظر آیا تھا۔ اب اس کی پرستش انھین موسوی و سلیمانی طریقون سے دجلہ و فرات کے کنارون سے لے کے اٹلنٹک اوشن (بحر اعظم مغرب) کے سواحل تک ہر زمین پر اور ہر حصہ آسمان کے نیچے ہو رہی تھی۔ اور چونکہ حضرت عزرا کے دینی قوانین نے ہر زمین پر معبد الٰہی بنانے کی اجازت دیدی تھی لہذا ہر ملک اور ہر شہر مین ان کے سیناگاگ (معبد) بننا شروع ہو گئے۔ مگر بدنصیبی اور سرد مہری

اب ان کی حکومت کہین نہ تھی

زمانے سے جہان تھے وہان انھین رعیت ہی کی حیثیت حاصل تھی۔ کوئی ایسا مقام نہ تھا جہان کی فرمان فرمائی کا تاج ان کے سر پر ہو۔ ہر جگہ ان کی حیثیت مفتوح قوم کی تھی۔ خاص ارض یہودا اور یروشلیم اگرچہ سائرس کی مہربانی یا اس کی پولٹیکل مصلحتون سے دوبارہ آباد ہو گئے تھے اور سلیمان علیہ السلام کے پرانے اور منہدم خانۂ خدا مین پھر خدا پرستی کا دور دورہ تھا۔ مگر وہان بھی حکومت ائمہ یہود کے ہاتھ مین ہوا کرتی جو دولت فارس کے ایک

ارض یہودا دولت عجم کا ایک صوبہ تھی

ادنے صوبہ وار کی شان رکھتے تھے۔ تاجداران ایران ہی کی منظوری سے یہان یہود کے امام منتخب ہو کے مقرر ہوتے اور انھین کے حکم سے وہ معزول بھی ہو جایا کرتے۔ صرف اتفاق

گریہان کا والی یہود ہی مین سے منتخب ہوتا

البتہ دیا گیا تھا کہ والی ارض یہود ایہود یون اور خاص بیت المقدس کے رہنے والون ہی مین سے منتخب ہوتا۔ اور وہی اُنکا مذہبی پیشوا یعنی امام ہوتا۔ نحمیا کے عہد سے مدت دراز تک یہودیون کی یہی حالت رہی۔ دولت عجم کی خفیف سی نگرانی رہتی۔ مگر عام طور پر وہ اپنے وطن اور اپنی مبارک و موعودہ سرزمین مین آزاد تھے۔

نحمیا اگرچہ حاکم مقرر ہو کے آیا تھا مگر اس نے یہان رہنا پسند نہ کیا۔ شہر اور قلعہ کی عمارتون کی تعمیر کا انتظام کر کے اس نے اپنے بھائی حنانی کو حاکم اور

حنانی اور حنانیہ

حنانیہ نام ایک اسرائیلی کو امام مقرر کیا اور دربار عجم مین واپس گیا اس کے جاتے ہی انتظامی حالت خراب ہو گئی۔ اور قوم کا نظم و نسق بگڑ گیا چنانچہ چند روز بعد اس نے واپس آکے دیکھا تو بہت ہی خراب حالت پائی۔ حنانیہ کا

الیاشیب

جانشین اس زمانے کا امام الیاشیب تھا جس نے خود ہی غیر قومون اور دشمنان یہود سے میل جول بڑھا رکھا تھا۔ بہت سے یہود نے غیرون مین شادیان کر لی تھین چنانچہ خود امام الیاشیب کا پوتا بھی اس جرم کا مرتکب تھا۔ اسی طرح یوم السبت کے آداب کی بھی نگہداشت نہ ہوتی جس کی علانیہ بےحرمتی ہو رہی تھی۔

منسا

نحمیا الیاشیب کے زمانے تک تو خاموش رہا مگر جب امامت مین اس کا جانشین منسا منتخب ہوا تو نحمیا نے اسے بیت المقدس سے نکلوا دیا۔ اس لیے کہ اُس کی جورو بھی بیرونی اور حوران کے رئیس سن بالات کی بیٹی تھی۔ سن بالات اپنے داماد کے ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کے بہت برہم ہوا۔ اور بڑے اہتمام سے کوہ عزتریم پر ایک نیا معبد اور حرم الٰہی تعمیر کر کے منسا کو اس کا امام مقرر کر دیا۔ سن بالات چونکہ شومرونی تھا اس لیے اس معبد کے بنتے ہی اسرائیلیون مین اور شومرونیون مین عداوت بڑھ گئی۔ اور اسی وقت

جو گرہ دلون مین پڑ گئی تھی پھر کبھی نہ نکلی۔

یہودا اور یوحنا | سلسلنا کے نکالے جانے کے بعد مسجد اقصی کا امام یہودا ہوا۔ اور اُس کے بعد اس کا جانشین یوحنا۔ اس یوحنا کا ایک بھائی تھا۔ عیسی۔ اُسے فارسی گورنر شام کے مزاج مین زیادہ درخور حاصل تھا۔ یوحنا کے دل مین خیال پیدا ہوا کہ وہ عجمیون سے سازش کر کے چاہتا ہے کہ مجھے امامت سے معزول کر کے خود ہی امام ہو جائے۔ اس خیال نے اس کو اس قدر طیش دلایا کہ ایک دن موقع پا کے خاص حرم کے اندر قتل | خانۂ خدا کے خاص حرم کے اندر اُسے قتل کر ڈالا۔ یہ امر فارسی گورنر کو اس قدر ناگوار ہوا کہ بیت المقدس پر چڑھ آیا۔ اور سارے اسرائیلیون سے جرمانے کے نام سے ایک اچھی بھاری رقم وصول کر لی۔

باب ہشتم

عہد اسکندر اعظم سے یونانیون کے آخری دور تک

سکندر اعظم شام مین۔ اس کا استقبال سکندر پر امام یہود کا اثر۔ بیت المقدس مین سکندر کا داخلہ در اصل یہ ایک موضوع قصہ ہے۔ اہل شومرون کی بدقسمتی۔ سکندر کا جانشین بیت المقدس پر بطلیموس کا حملہ۔ ارض یہود اسلاطین مصر و شام کی جولانگاہ شمعون عادل امام یہود۔ اس کے کرامات۔ سلوقس بادشاہ شام۔ بیت المقدس مین چند روزہ امن۔ اونیاس امام یہود۔ بیت المقدس کا ایلچی مصر مین۔ یوسف ارض یہودا کا شاہی کمشنر اس کی سختیان۔ انطیوقس اور بطلیموس کی لڑائیان بطلیموس بیت المقدس مین اس پر حرم کا رعب۔ اس شہر مین انطیوقس کی حکومت۔ وہ کلیوپٹرا کے جہیز مین۔ یوسف کمشنر اور اس کی اولاد۔ اس کا بیٹا ہر قانوس دربار مصر مین۔ اونیاس ثالث امام یہود ختم اللہ احکام

کے متعلق امام یہود اور اس کے نائب مین جھگڑا۔ اپولونیس کے پاس فریاد۔ سلوقس کا خزانچی خزانہ حرم لوٹنے کو آتا ہے۔ پھر تائید غیبی۔ وشمعون پر اس واقعہ کا اثر۔ اونیاس امام یہود انطاکیہ مین۔ سلوقس کا مجنون جانشین اور یہود سے بغض۔ یہود پر یونانی معاشرت کا اثر۔ یوشع امام یہود۔ وہ یونانی معاشرت کا دلدادہ ہے۔ یوسف کا بیٹا اونیاس امام یہود۔ حرم کے قیمتی ظروف عبادت کا بکنا اور معزول امام کا دعوے اس کی ناکامی اور موت۔ عوام کی شورش۔ انطیوقس نے شکایت سے کان بہرے کرلیے۔ اُس کی موت کی افواہ۔ انطیوقس بیت المقدس مین قتل عام۔ حرم کی توہین۔ اس کا لٹنا۔ مسجد اقصیٰ ناپاک کی گئی۔ بیت المقدس مین یونانی والی۔ رومیون کا ڈھرکا۔ بنی اسرائیل کے فنا کردینے کی فکر۔ پھر بیت المقدس مین قتل عام۔ شہر کی بربادی۔ مذہب یہود کے استیصال کی تدبیر۔ شومرون والے بت پرست ہوگئے۔ بیت المقدس مین جبریہ بت پرستی۔ حرم الحرام مین المپیوس دیوتا کی مورت۔ اسرائیلی رسوم بجالانے پر سزائین۔ بعض خدا پرستون کا استقلال۔ وہی مظالم گاؤن مین۔ یہود کی عید بھی موقوف بظاہر ملت اسرائیلی مٹ گئی۔

سکندر اعظم شام مین

اسرائیلی امام تاجداران عجم کی اطاعت مین بیت المقدس اور ارض یہودا پر حکومت کر رہے تھے کہ اسکندر اعظم دارائے عجم کو پہلی شکست دے کے ملک شام مین آیا۔ اور ساحلی شہر طائر کا محاصرہ کر لیا۔ اسی محاصرے کے اثنا مین اُس نے اہل بیت المقدس کے پاس کہلا بھیجا کہ "میری اطاعت قبول کرو" اس کا جواب امام بیت المقدس یدوا نے یہ دیا کہ "مین دارائے عجم سے عہد وفا کر چکا ہون۔ اور بدعہدی ہماری وضع کے خلاف ہے" یہ جواب سن کے سکندر اس وقت تو خاموش ہو رہا مگر جب طائر کے فتح کر لینے کے بعد اُس نے شہر غزہ کو بھی اپنے تصرف مین کر لیا تو اس نے سنہ ۹۳۷ قبل محمد (سنہ ۳۳۶ قبل مسیح) مین خاص بیت المقدس کا رخ کیا۔

اس کا استقبال | اس کے آنے کی خبر پہونچتے ہی شہر میں تہلکہ پڑ گیا۔ اور کوئی تدبیر کسی کے بنائے نہ بنتی تھی۔ آخر امام قوم یدوا کو خواب میں الہام ہوا کہ "شہر کے پھاٹک کھول دو۔ اور اس وضع و شان سے اس یونانی حملہ آور کے استقبال کو جاؤ کہ خلعت امامت تمہارے جسم پر ہو تمہارے ماتحت زہاد و ائمہ بھی اپنے اپنے مخصوص لباس میں ہوں اور باقی معززین شہر سفید کپڑے پہنے ہوں۔ ملہم غیب کی اس ہدایت کے مطابق وہ اپنے پورے جلوس اور ساز و سامان کے ساتھ شہر سے نکل کے کوہ صفا نام ایک ٹیکرے پر ٹھہر گیا۔ جہاں سے شہر کی عمارتیں اور مسجد اقصیٰ کے گنبد اور کلس صاف نظر آ رہے تھے۔

سکندر پر امام یہود کا اثر | سکندر اپنے یونانی سرداروں اور شام کے باج گزار بادشاہوں کی جھرمٹ میں آ رہا تھا کہ اس کی نظر یدوا کے مطلا و مذہب لباس اور سنہری عمامے پر پڑی اور دیکھتے ہی بے اختیار اس کے آگے سجدے میں گر پڑا۔ تمام یونانی سردار اور ان سے زیادہ شاہان شام یہ دیکھ کے گھبرا گئے۔ اور عرض کیا "ساری دنیا تو آپ کے آگے سربسجود ہے۔ پھر آپ نے اس کے سامنے کیوں سجدہ کیا؟" سکندر نے کہا "میں نے اس شخص کی نہیں بلکہ اس کے خدا کی پرستش کی۔ مقدونیہ میں مجھے خواب میں یہی صورت اسی وضع و لباس میں نظر آئی تھی۔ اور حکم دیا تھا کہ ایشیا میں آ کے ایران پر حملہ کرو۔ اور اسی کے کہنے سے مجھے اس ملک پر چڑھائی کرنے کی ہمت ہوئی"۔

بیت المقدس میں سکندر کا داخلہ | اب سکندر اور امام بنی اسرائیل ہاتھ میں ہاتھ دیئے شہر بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ سکندر نے مسجد اقصیٰ میں حاضر ہو کے قربانی کی۔ چڑھاوا چڑھایا۔ عین اسوقت امام نے اپنا اثر بڑھانے کیلئے کہا "ہمارے پیغمبر دانیال نے پہلے ہی سے کہہ رکھا تھا کہ ایک یونانی شخص سلطنت فارس کو

تہ و بالا کر دے گا" یہ سن کے سکندر خوش ہوا۔ ان لوگون نے جو کچھ مانگا انھین دیا اور انھون نے جب یہ درخواست کی کہ ہمارے جو بھائی فارس اور بابل مین ابھی تک اسیر ہین۔ آزاد کر دئے جائین تو اسے بھی قبول کر لیا۔

درحقیقت یہ ایک موضوع قصہ ہے — سکندر کے آنے کے جو کچھ حالات بیان کیے گئے یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہین۔ یونانی مورخ خاموش ہین۔ صرف اسکندریہ و مصر کے مسیحیون نے غالباً اس قصہ کو بنا لیا ہو جو حضرت مسیح کے مولد و موطن کے متعلق طرح طرح کے معجزات اور خوارق عادات تصنیف کر کر کے دنیا مین پھیلا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد کے مسیحی مورخون۔ اور مستند محققون نے بھی اس واقعہ کی تردید کر دی ہے۔

لیکن اس مین شک نہین کہ سکندر اعظم نے بیت المقدس والون کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کیا۔ انھین خراج سے مستثنیٰ کر دیا۔ اور یہود کی طرف سے اُس کے دل مین اس قدر جگہ ہو گئی تھی کہ یہان سے ایک لاکھ اسرائیلیون کو لے جا کے اپنے نو تعمیر شہر اسکندریہ مین آباد کر دیا۔ اور اُن کو وہی حقوق عطا کئے جو خاص مقدونیہ والون کے سوا کبھی اور کو نہ حاصل تھے۔

اسکندریہ کے جن لوگون نے سکندر کے بیت المقدس مین داخل ہونے کا یہ قصہ بیان کیا ہے وہی یہ بھی کہتے ہین کہ سکندر کو اسرائیلیون پر مہربان دیکھ کے شومرون والے بھی اُس کی نظر عنایت کے امیدوار ہوئے۔ — اہل شومرون کی بدقسمتی — کوشش کی کہ اسے اپنے حال پر بھی مہربان بنائین اور خود بھی خراج سے مستثنےٰ ہو جائین۔ سکندر اس معاملہ پر غور کر رہا تھا کہ یکایک اہل شومرون کی شامت اعمال سے وہان کے چند لوگ اندروماخوس یونانی کے خلاف بغاوت پر اُٹھ کھڑے ہوئے جسے سکندر نے اپنی طرف سے حاکم شومرون مقرر کیا تھا۔ اس

واقعہ سے سکندر اس قدر برہم ہوا کہ شومرون کے تمام لوگون کو جلا وطن کر دیا۔ اُن کے عوض شومرون مین اہل مقدونیہ کی آبادی قائم کر دی۔ اور شومرون والے بھاگ کے شہر سیشیم مین آباد ہوئے جہان ہمیشہ ذلیل وخوار ہے

سکندر کے جانشین — ۳۲۳ قبل محمد مین جب سکندر نے وفات پائی تو اس کی ساری مملکت اس کے سپہ سالارون مین بٹ گئی اور بیت المقدس سپہ سالار لاؤمیدون کے تصرف مین آیا۔ اسی کے مقابل ملک مصر کا حاکم اُس کا دوسرا سپہ سالار بطلیموس ہو گیا۔ بطلیموس نے چاہا کہ ملک شام کو بھی اپنے قبضہ مین کر لے۔ چنانچہ اس نے مصر سے نکل کے ارض یہود اپر حملہ کر دیا۔ اور خاص ہفتہ کے دن یعنے یوم السبت کو

بیت المقدس پر بطلیموس کا حملہ — بیت المقدس پر دھاوا کیا جس دن یہود لڑنا بھڑنا اور کوئی دنیوی کام کرنا حرام سمجھتے تھے۔ بت پرست حریف کو اس کی کیا پروا ہو سکتی تھی؟ اسرائیلیون نے سبت کی بے حرمتی گوارا نہ کی۔ اور بطلیموس بغیر اس کے کہ کوئی مزاحمت پیش آئے شہر پر قابض ہو گیا۔ اور ایک لاکھ یہود کو پکڑ لے گیا۔ جن کو اسکندریہ اور سرین مین لے جا کے بسایا۔ لیکن چند روز بعد کسی وجہ سے وہ ایک حد تک اسرائیلیون پر مہربان ہو گیا۔ اور کوشش کرنے لگا کہ اُن کا دل اپنے ہاتھ مین لے۔ چنانچہ اسی خیال سے اُس نے تیس ہزار یہود کا ایک لشکر مرتب کر کے بیت المقدس مین اپنی طرف سے چھوڑ دیا۔ اور ارض یہود کی حفاظت اسی فوج کے ذمے کی۔

ارض یہود اسلاطین شام و مصر کی جولانگاہ — یہ پر شور وشر زمانہ اس متبرک سرزمین کے لیے نہایت نازک تھا۔ مصر کے بطلیوس اور دمشق شام کے انطی گونس کی لڑائیان درمیانی علاقون کو کسی طرح چین نہ لینے دیتی تھی۔ بیت المقدس پر دو بار انطی گونس نے قبضہ کیا اور دونون دفعہ بطلیوس نے حملہ کر کے اُس سے چھین لیا۔ لیکن اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ ان ہنگامون مین خاص شہر بیت المقدس

لوٹ مار اور قتل و غارت سے بچا رہا۔

یدوا کے بعد اسرائیلیون کا امام اونیاس ہوا۔ جو ۱۲ سال تک یہود کی مسند امامت پر جلوس کرتا رہا۔ اس کے بعد شمعون امام منتخب ہوا جو ایسا عدالت گستر اور نیک سرشت تھا کہ یہود مین "شمعون عادل" کے لقب سے مشہور ہے۔ اس مین فقط انصاف پسندہی کی صفت نہین بیان کی جاتی بلکہ اُس کی نسبت یہود مین عجیب عجیب روایتین مشہور ہین۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی زندگی مین قربانیان نہایت ہی عمدگی کے ساتھ درگاہ الٰہی مین قبول ہو جایا کرتی تھین مگر اُس کے مرتے ہی اُن کی مقبولیت مشتبہ ہو گئی۔ قاعدہ تھا کہ جو بکرا قربانی کے لیے چڑھایا جاتا وہ ایک چٹان پر سے نیچے پھینک دیا جاتا۔ اور معمول تھا کہ گرتے ہی وہ پاش پاش ہو جاتا۔ اور اُس کے پاش پاش ہو جانے سے لوگون کو یقین واثق ہوتا کہ خدا کی درگاہ مین قبول ہو گیا۔ مگر شمعون عادل کے بعد جو بکرا وہان سے پھینکا گیا تو بجائے مرنے کے اُٹھ کے بھاگا۔ اور ریگستان مین ہو رہا۔

شمعون عادل امام یہود

اُس کے کرامات

اسی طرح حرم مسجد اقصیٰ مین مغرب کی جانب جو طلائی قندیل آویزان تھی۔ شمعون عادل کے عہد مین بڑی آب و تاب سے روشن ہوا کرتی تھی۔ مگر اُس کے بعد اس کی روشنی نہایت دھیمی پڑ گئی۔ اور اکثر خود بخود خاموش ہو جاتی قربان گاہ کی آگ جو دھونیون کے لیے ہر وقت سلگتی رہتی ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ ہی آپ بجھ گئی۔ اسی طرح قربان گاہ کی روٹی مین اُس کے زمانے مین تو اتنی برکت ہوتی کہ کل مقتداؤن کے لیے کافی ہو جاتی۔ مگر اب اکثر ایسا ہوتا کہ پوری نہ پڑتی۔ بہر حال اس کی وفات کے ساتھ ہی یہود پر طرح طرح کی آفتین نازل ہونا شروع ہو گئین۔

سیلوقس بادشاہ شام

اب انطی گونوس کو قتل کرکے سیلوقس نے ارض شام مین اپنی یونانی سلطنت قائم کرلی۔ اور انطاکیہ اسکا دارالسلطنت قرار پایا۔ ارض یہوداکے لیے اکثر باعث تباہی یہی چیز ہوا کی ہے کہ دو زبردست حریفون کے درمیان مین واقع ہونیکی وجہ سے اس پر آفت آتی ہے اب بھی ہوا۔ اگلے دنون جس طرح بابل و مصر کی رقابت اسکے حق مین عذاب بن گئی تھی اسی طرح اب سیلوقس اور بطلیموس کی رقابت اسکی تباہی و بربادی کا باعث ہوئی۔

بیت المقدس مین چند روزہ امن

پہلے تین بطلیموس۔ سوتر۔ فلاڈلفوس۔ اور یوریگیٹس اسرائیلیون کے حال پر بڑے مہربان رہے۔ اور انھین بڑی بڑی عنایتون سے سرفراز کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آس پاس کے دوسرے شہرون پر تو دونون حریف سلطنتون کی نزاع سے روز کوئی نئی آفت نازل ہوتی مگر بیت المقدس کے امن وامان مین فرق نہ پڑتا۔ اور وہ قتل و غارت سے بالکل بچا ہوا تھا۔ مگر یہود کے امام ادنیاس ثانی کی بیہودگی و گستاخی سے یہ اطمینان خطرے مین پڑ گیا۔

ادنیاس امام یہود

ادنیاس ثانی شمعون عادل کا بیٹا تھا۔ اور اپنے دو چچاؤن الیزر اور منساہ کے بعد امام منتخب ہوا تھا مقررہ خراج کے ادا کرنے مین اس نے تاخیر کی جس پر بگڑ کے بطلیموس مصر نے چڑھائی کر دینے کی دھمکی دی کہ "یاد رہے تمہارا ملک فتح کرکے اپنے سپاہیون مین تقسیم کر دون گا" ادنیاس خواہ کسی معذوری کی وجہ سے جانیکے قابل نہ تھا یا اسے خود جانا مناسب نہ معلوم ہوا جوابدہی کے لیے اپنے بھانجے یا بھتیجے یوسف کو روانہ کیا۔ تاکہ فرمان روا ے مصر کو اطمینان دلاے اور اسکی ناراضی کو جس طرح بنے دور کرے۔

بیت المقدس کا ایلچی یوسف مصر مین

یوسف جس قافلہ کے ساتھ اسکندریہ روانہ ہوا اس مین چند فلسطینی امرا بھی تھے جو اس غرض سے جا رہے تھے کہ بطلیموس کے دربار سے اس علاقہ مین شاہی ٹیکس وصول کرنے کا ٹھیکہ لین۔ یوسف نے باتون باتون مین اسکا بھی پتہ لگا لیا کہ یہ لوگ کتنی رقم پر ٹھیکہ لینا چاہتے ہین اور اس مین کتنی بچت ہوگی۔

اسکندریہ مین پہونچ کے جب وہ دربار مین حاضر ہوا بطلیموس اس سے بہت

خوش ہوا۔ اُسکی بے انتہا خاطر داشت کی عزت کے ساتھ اپنا مہمان بنایا اور روز بروز اس کی

یوسف ارض یہودا کا شاہی کمشنر

عزت بڑھاتا ہی گیا یہان تک کہ اُن ٹھیکے کے امیدوارون کی درخواستیں دربار مین پیش ہوئین جس مین انھون نے آٹھ ہزار ٹیلنٹ[1] (سونے کی ایک مقدار معینہ) ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ یوسف نے کہا مین اس خدمت کے انجام دینے کے لیے اس سے دونی رقم دینے کو تیار ہون۔ بادشاہ نے اسکی درخواست قبول کی اور ضمانت مانگی یوسف نے ادب سے کھڑے ہوکے بادشاہ اور ملکہ کے نام لیے اور کہا "یہی میرے ضامن ہین" درخواست ضمانت کو اس نے کچھ ایسے موثر طریقے سے پیش کیا تھا کہ فوراً بادشاہ نے اسکی ضمانت کر لی اور وہ ساری ارض یہودا سماریہ۔ اور فلسطین وغیرہ کا کلکٹر یا کمشنر ہوگیا۔ اور اسے یہ حق مل گیا کہ اس ملک کے لوگون سے شاہی ٹیکس وصول کرے۔ دو ہزار سپاہی اس کے پاس متعین کیے گیے۔ تاکہ اُن کی قوت و اثر سے اسے ٹیکس وصول کرنے مین سہولت ہو۔

اسکی سختیان

اب واپس آکے اُس نے بڑے زور و شور سے اس سارے ملک پر حکومت شروع کردی اور ٹیکس کے وصول کرنے مین بڑی سختیان کین عسقلان مین بیس آدمیون کو قتل کر ڈالا۔ اور ان کی ساری جائداد پر قبضہ کرلیا جو ایک ہزار ٹیلنٹ تھی۔ ایسی ہی کارروائیان اور شہرون مین بھی کین جس سے اس کا خوب رعب جم گیا اور مسلسل بائیس سال تک سلطنت مصر کا کمشنر رہا۔

اسکی کمشنری کے زمانے مین حاکم شام انطیوقس نے حملہ کرکے اپنا ہاتھ سے کھویا ہوا علاقہ لینے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ارض یہودا پر بھی قابض ہوگیا۔ لیکن خود بطلیموس فلیوپاطر نے

انطیوقس اور بطلیموس کی لڑائیان

ایک زبردست لشکر کے ساتھ آکے شہر غزہ کے قریب مقام

[1] ٹیلنٹ قدیم الایام کا ایک وزن جس سے سونے چاندی اور نقد رقم کا اندازہ کیا جاتا اس کی مقدار [illegible] سونے کا ٹیلنٹ ۵۴۰۰ پونڈ کا ہوتا تھا جس کی تعداد ہمارے سکے سے اکیاسی ہزار روپیہ کی ہوتی ہے۔ لہذا آٹھ ہزار ٹیلنٹ کے ایک ارب چونسٹھ کروڑ اڑتالیس لاکھ روپیہ ہوتے ہیں۔

رافیہ میں اُسے ایسی فاش شکست دی کہ انطیوقس کے بنائے کچھ نہ بنی اور بطلیموس خاص بیت المقدس میں چلا آیا اور مسجد اقصیٰ میں حاضر ہو کے چڑھاوا چڑھایا۔

بطلیموس بیت المقدس میں اس تمام کارروائی میں یہود کی طرف سے جو بے پروائی اور بے وفاداری ظاہر ہوئی اس نے بطلیموس کا حوصلہ ایسا بڑھا دیا کہ خانۂ خدا کی زیارت کرتے کرتے بڑھا کہ خاص حرم الحرم کے اندر داخل ہو جائے۔ ان دنوں بیت المقدس میں اسرائیلیوں کا امام اونیاس کا بیٹا شمعون تھا۔ اس نے گستاخ فاتح کو حرم کی بے حرمتی کرتے دیکھا تو بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا "آپ حرم الحرم کے اندر نہیں جا سکتے" شمعون کی اس بیباکی نے

اس پر حرم کا رعب بطلیموس کے دل پہ عجب اثر ڈالا۔ وہ اس معبد ربانی کی عظمت و جلال سے بہت ہی خائف و مرعوب ہوا اور اندر داخل ہونے کے ارادے سے باز آ گیا مگر اسی گھڑی سے وہ اسرائیلیوں کا جانی دشمن ہو گیا۔ اور اُن پر طرح طرح کے ظلم شروع کر دیے۔

اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بطلیموس اپی فانس ہوا۔ اور پھر مصری و شامی دولِ یونان میں لڑائیاں شروع ہو گئیں انطیوقس نے پھر حملہ کر کے ارض یہودا پر قبضہ کر لیا اس کا بدلہ لینے کے لیے مصری سپہ سالار سقوپاس آیا اور انطیوقس کو شکست دی۔ اسے چند ہی روز ہوئے

اس شہر میں انطیوقس کی حکومت تھے کہ انطیوقس پھر زبردست لشکر لے کے آیا۔ سقوپاس کو شکست دی اور بیت المقدس مستقل طور پر انطیوقس کے تصرف میں آ گیا۔ بنی اسرائیل یونانی فرمانروا مصر کے مظالم کو بھولے نہ تھے۔ انطیوقس کی فتح سے بہت خوش ہوئے اور اس نے بھی اسرائیلیوں کو اپنا دوست بنانے کے لیے ایسے احکام جاری کیے جو قوم یہود کے حق میں نہایت مفید تھے۔

وہ کلیوپٹرا کے جہیز میں اسی اثنا میں انطیوقس کی بیٹی کلیوپٹرا کی شادی نوجوان فرمانروائے مصر بطلیموس اپی فانس کے ساتھ ہوئی۔ اور ارض یہودا کا علاقہ اسے جہیز میں دے دیا گیا مگر باوجود جہیز میں دیے کے شرط تھی کہ ارض یہودا اور بیت المقدس کا محاصل آدھا آدھا فرمانروایان شام و مصر میں تقسیم ہو جایا کرے لیکن چند ہی روز کے اندر کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ انطیوقس نے پھیر لیا

پورا قبضہ جما لیا۔

یوسف کمشنر اور اسکی اولاد اس زمانے مین اسرائیلی امام آونیاس دوم کا عزیز یوسف جو بطلیموس کی طرف سے ارض یہودا اور دیگر علاقون کا کمشنر تھا بیت المقدس کے امام سے کم اثر نہ رکھتا تھا۔ اور بہ اعتبار قوت کے وہ سب سے بڑھا ہوا تھا۔ اس کے آٹھ بیٹے تھے۔ جن مین سب سے چھوٹا ہیرقانوس تھا۔ بطلیموس کے محل مین لڑکا پیدا ہوا اور مصر مین خوشی کے جشن منائے جانے لگے۔ تو یوسف نے اپنے اس چھوٹے فرزند کو دربار مصر مین بھیجا کہ اس کی طرف سے رسم

اسکا بیٹا ہیرقانوس دربار مصر مین مبارکباد ادا کرے۔ اور اس کے ساتھ بطریق نذر کے ایک سو حسین و بیجمال کنیزین اور ایک سو حسین و نازک اندام لڑکے بھیجے۔ ان کنیزون اور لڑکون مین سے ہر ایک کی قیمت ایک ٹیلنٹ تھی۔ اور پیش کیے جاتے وقت ایک ہی ٹیلنٹ کا توڑا ہر ایک کے ہاتھ مین تھا۔ اس نذرانے سے بطلیموس بہت خوش ہوا۔ اور اس کی نظر مین ہیرقانوس کی بھی ویسی ہی عزت ہو گئی جیسی کہ اس کے باپ یوسف کی تھی۔

اسکے بھائیون کا حسد یہ عزت حاصل کر کے ہیرقانوس واپس آ رہا تھا کہ راستہ مین اسکے بھائیون نے یہ خیال کر کے کہ مصر سے بہت سی دولت لیے آتا ہوگا اس پر یورش کر دی۔ اس لڑائی مین اس کے دو بھائی جان سے مارے گئے۔ اور خود اسے بھی دریاے یردن کے دوسری طرف بھاگ کے پناہ لینی پڑی۔ مگر اس نے وہین سے بیٹھ کے سرکاری مالگذاری وصول کرنا شروع کر دیا۔

اسی اثنا مین یوسف مر گیا۔ اور اسکے مرنے پر بیٹون مین تقسیم ترکہ کی بابت

اونیاس ثالث امام یہود سخت جھگڑے ہوے۔ اور جب یہ جھگڑا امام بیت المقدس اونیاس ثالث کے سامنے پیش ہوا تو اس نے ہیرقانوس کے خلاف اور اسکے بڑے بھائیون کے

موافق فیصلہ کیا۔ اور ہرقانوس کو دریاے یردن کے اس پار بھاگنا پڑا۔ اب کی وہان پہونچ کے اس نے ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ اور وہان سے بیٹھ کے قرب و جوار کے عربی اور نبطی قافلون پہ لوٹ مار کرنے لگا جو تجارت کے لیے ادھر سے گذرا کرتے تھے اسکا حال جب شام کے بادشاہ انطیوقس کو معلوم ہوا جو یہان کا مستقل فرمان روا تھا تو وہ سزا دہی پر آمادہ ہوا۔ اور اسکی وحشت سے سہم کے ہرقانوس نے زہر کھا کے اپنی زندگی ختم کر دی

خزانہ حرم کے متعلق امام یہود اور اسکے نائب مین جھگڑا

اسی اثنا مین امام بیت المقدس اونیاس اور یوسف کے بڑے بیٹے شمعون مین ایک جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ شمعون مقتداے اعظم یہود کے ماتحت مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اسکے ساتھ وہ شاہی محاصل وصول کرنیکے لیے سلوقس کیجانب سے کشنری کی خدمت پر بھی ممتاز تھا۔ مسجد اقصیٰ کے متعلق ایک بہت بڑا خزانہ تھا۔ اونیاس چاہتا تھا کہ خزانہ میرے قبضہ مین رہے۔ اور شمعون کے دل مین سمائی ہوئی تھی کہ یہ خزانہ میرے چھوٹے بھائی ہرقانوس کا جمع کیا ہوا ہے اس لیے کہ امام یہود نے خود ہی ہرقانوس کو اس خزانے مین دولت جمع کرنے کی اجازت دی تھی۔

اپلونیس کے پاس فریاد

جب اونیاس پر شمعون کا کچھ زور نہ چلا تو شکایت لے کے اپلونیس کے پاس دوڑا گیا جو علاقہ جات جنوبی شام مین سلوقس کا نائب تھا۔ اور اسے بتایا کہ بیت المقدس مین کتنی دولت جمع ہے۔ اس نے بجاے اسکے کہ اسکی کچھ مدد کرے خزانہ مسجد اقصیٰ کے مشرح حالات سلوقس کو لکھ بھیجے۔ سلوقس ان دنون رومیون کے ہاتھ سے پریشان ہو رہا تھا۔ اور روپیہ کی ضرورت نے اسے پریشان و عاجز کر رکھا تھا۔ اس دولت غیر مترقبہ کا حال سنا تو منھ مین پانی بھر آیا

سلوقس کا خزانچی خزانہ حرم کو لوٹنے آتا ہے

چھوٹتے ہی اپنے خزانچی ہیلیوڈورس کو روانہ کر دیا کہ فوراً جا کے اس بیشمار دولت کو اپنے قبضہ مین کر لے۔ اسکی روانگی کا حال بیت المقدس کے لوگون کو معلوم ہوا تو سب کے حواس جاتے رہے۔ پورے شہر مین ایک سناٹا اور ناامیدی پھیل گئی۔ اور سب سے زیادہ اثر امام شہر اونیاس پر پڑا۔ اسنے

زیادہ اندیشہ اس بات کا تھا کہ ایک کافر کے آنے سے خانۂ خدا کی بے حرمتی ہو گی۔ مگر

پھر تائید غیبی

خدا ہی کو منظور نہ تھا کہ ہیلوڈورس کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ یا اسکے خزانے کو کسی قسم کا ضرر پہونچے ہیلوڈورس شہر میں داخل ہو کے مسجد محترم کیطرف بڑھ رہا تھا اور لوگ اُس کے جلوس کو یاس و حسرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اور کمال بیکسی سے آسمان کیطرف نظر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے تھے کہ ناگہان ایک ازغیبی سوار نمودار ہوا جو سر سے پیر تک زرہ بکتر سے آراستہ تھا۔ اور دو خوبصورت جوان اُس سوار کے داہنے بائیں تھے۔ وہ سوار ہیلوڈورس کے قریب پہونچا۔ اور اس کے گھوڑے نے یکایک دونوں اگلی ٹاپیں اٹھا کے اس گستاخ یونانی افسر کو اس زور سے مارا کہ وہ غش کھا کے زمین پر گر پڑا۔ ساتھ ہی سوار کے دونوں رفیقوں نے ہیلوڈورس کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا۔

دشمنوں پر اس واقعے کا رعب

اس خلاف امید اور غیر معمولی واقعے اور خدا کی ازغیبی مدد کو دیکھ کے بنی اسرائیل بہت ہی خوش ہوے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ اور ہیلوڈورس اُسی طرح زمین پر بیہوش پڑا تھا۔ جب اس کے ہمراہیوں نے امام بیت المقدس ادنیاس کے پاس حاضر ہو کے اسکی بے انتہا منت و سماجت کی اور اس نے درگاہ الٰہی میں دعا کی تو اسکی دعا کے بعد ہیلوڈورس کو ہوش آیا۔ اب ہمگین ہیلوڈورس کے حواس ابھی بجا نہ تھے اور سارے شام میں مسجد اقصیٰ کے اس معجزے کی شہرت ہو رہی تھی۔

مگر شمعون جس کی وجہ سے حرم مسجد اقصیٰ پر یہ آفت آئی تھی اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اُس نے علانیہ کہنا شروع کیا کہ یہ سراسر فریب تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باہم فساد بڑھا۔ اور شمعون نے کئی آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اسرائیلی امام ادنیاس نے جو یہ خرابیاں دیکھیں تو فوراً انطاکیہ

ادنیاس امام یہود انطاکیہ میں

میں چلا گیا تاکہ خود بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کے دادرسی کا امیدوار ہو۔ مگر اُسکے پہونچتے ہی سلیوقس مر گیا اور انٹی فانس مجنون اُسکا جانشین ہوا۔

سلوقس کا مجنون جانشین فرمان روا عجیب و غریب شخص تھا۔ ادنیٰ درجے کے ذلیل و حقیر لوگ اس کی صحبت میں رہتے۔ گلی کوچوں میں اچکتا اور اچھلتا کودتا پھرتا چھوٹے چھوٹے شراب خانوں اور ذلیل قسم کے حماموں میں جاتا۔ چونکہ رومیوں سے اُسے نفرت تھی اس لیے ان کے چڑھانے کی غرض سے رومی مجسٹریٹوں کے سے سفید کپڑے پہن کے کسی چوراہے پر بیٹھ جاتا۔ اور گویا اپنے نزدیک رومیوں کی عداوت میں دل کی بھڑاس نکال لیتا۔

اسے یہود سے بغض یہود سے بھی اسے خاص عناد تھا۔ چاہتا تھا کہ یہ مذہب ہی دنیا سے غائب ہو جائے اور اس کے عوض اس کا یونانی کیش و آئین پھیلے اور ترقی کرے۔ مگر ہوا یہ کہ اس کے تعصب و اختلاف سے یہود کو بجائے ضرر کے فائدہ پہنچا۔

یہود پہ یونانی معاشرت کا اثر یہود ان دنوں یونانیوں کی معاشرت سے بہت ہی گرویدہ ہو رہے تھے۔ یونانیوں کے عادات و اطوار رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ اُن کی معاشرت میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ اسرائیلی قوم میں [illegible] تعصب پیدا ہونے لگا تھا کہ دفعۃً یہود کو ایک یونانی فرمان روا کے اس نفرت و تعصب کا حال معلوم ہوا اور ساری قوم جوش و خروش سے مخالفت پر آمادہ ہو گئی۔ اور جب اپنے قومی کیش و آئین کا خیال آیا تو [illegible] کے رسوم سے متنفر ہو کے دوڑتے سے اپنے خدا [illegible] کی عبادت کرنے لگے

یشوع امام یہود اس زمانے میں امام یہود اونیاس تھا [illegible] اُس کے بھائی یشوع نے بادشاہ شام کی خدمت میں [illegible] کے ساتھ درخواست پیش کی کہ امامت کے عہدے سے اونیاس معزول کر دیا جائے اور اس کی جگہ مجھے خلعت امامت عطا ہو۔ یہ درخواست ایسی [illegible] رشوت کے ساتھ تھی کہ بادشاہ نے اونیاس کو اپنے پاس بلا کے [illegible]

اجازت نہ دی۔ گویا وہ ایک قسم کی اعزازی قید مین رکھا گیا۔ اور یوشع کو امامت
کی سند عطا ہوئی۔ جو اس طریقہ سے یہود کا امام بن گیا۔ اپنے عہد امامت مین اس نے
کوشش کی کہ یونانیون کی تقلید مین بنی اسرائیل کے
قومی امتیاز اور ان کے خصائص قدیم کو مٹا دے۔ خود اپنا عبرانی نام یوشع چھوڑ کے
اپنے لیے یونانی نام "جاسون" اختیار کیا۔ اور انتیفنیز کی طرح بیت المقدس مین
ایک اکھاڑا (جمنے شیم) بنوایا۔ جہان شہر بھر کے اسرائیلی نوجوان جمع ہو کے
طرح طرح کی کثرتین کیا کرتے۔ غرضکہ اس مقتدائے امت نے رفتہ رفتہ آبا و اجداد
کی پوری رسمون کو مٹا دیا۔ یونانیون کے طور طریقے سب کو سکھا دیے اور نوبت
یہان تک پہونچی کہ مسجد اقصیٰ مین نماز ادا کرنے اور اسکی عبادت کے جاری رکھنے
مین بھی بے پروائی کرنے لگا۔

وہ یونانی معاشرت کا دلدادہ تھا

آخر خدا خدا کر کے جاسون کی امامت کا دور بھی ختم ہوا۔ اور وجہ یہ ہوئی
کہ اس نے یوسف کے بیٹے اور شمعون کے بھائی ادنیاس کو اپنی طرف سے انطاکیہ
مین بھیجا تاکہ بادشاہ کے خزانے مین خراج کی رقم داخل کرے۔ ادنیاس نے
کچھ اس طرح باتین بنا کے بادشاہ کو شیشے مین اتار لیا کہ اس نے
جاسون کو معزول کر کے اس کی جگہ اسی شخص کو یہود کا
امام بنا دیا۔ چنانچہ اب اس ادنیاس نے انطاکیہ سے واپس آ کے خلعت
امامت پہنا۔ اور چونکہ یونانیت اس کے دماغ پر بھی چھائی ہوئی تھی اس لیے
اپنا یونانی نام "منیلاؤس" قرار دیا۔

یوسف کا بیٹا ادنیاس امام یہود

اب حرم مسجد اقصیٰ کا خزانہ بالکل خالی تھا۔ اس لیے کہ جاسون کی فضول
خرچیون کی وجہ سے کچھ بھی نہین بچا تھا۔ اور انطاکیہ کے خزانے مین رقم خراج
ادا کرنا لازمی تھا۔ منیلاؤس نے خزانۂ حرم کو تاکا۔ اور اس کے سونے کے

ظروف خفیہ طور پر شہر طائر میں بیچ کے بکوا لئے پھر انا امام اونیاس جس کو معزول

قوم کے قیمتی ظروف عبادت کا بکنا اور معزول امام کا دعویٰ

کرا کے جاسون امام بنا تھا اب تک انطاکیہ میں زندہ موجود تھا۔ اُس کو یہ حالات معلوم ہوئے تو خانۂ خدا کی بے حرمتی پر صبر نہ آیا۔ فوراً منیلاؤس کے خلاف انطاکیہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ مگر اس کا کیا علاج تھا کہ فیصلہ کرنے والے جج منیلاؤس سے رشوت لے چکے تھے فیصلہ اونیاس کے خلاف ہوا۔ اور اُلٹا وہی ملزم قرار دیا گیا۔ یہ نتیجہ سُن کے اونیاس اپنی جان بچانے کی غرض سے

اُس کی ناکامی اور موت

بھاگ کے ایک خانقاہ میں بیٹھ رہا۔ لوگوں نے اُبھار اُبھار کے اُسے پھر گوشۂ عزلت سے نکالا کہ قوم وملت کی خدمت کرے۔ مگر خانقاہ کے باہر نکلتے ہی اندرونیقوس نام ایک شخص نے اُسے مار ڈالا جسے منیلاؤس نے رشوت دے کے اس خدمت پر بھیجا تھا۔ اونیاس کی زندگی نہایت سچائی اور راست بازی میں گزری تھی۔ اور ایسا پاک باز و پاک نفس تھا کہ مکار شاہ انطاکیہ کو بھی چاہے فقط دکھانے کے لیے ہو اُس کی موت پر بڑا افسوس ہوا۔

عوام کی شورش

لیکن اب بیت المقدس میں ایک سخت شورش پیدا ہوگئی تھی۔ لوگوں کو پتہ لگ گیا تھا کہ موجودہ امام صاحب نے مسجد اقصیٰ کے سونے کے ظروف اندر ہی اندر بیچ ڈالے ہیں۔ عوام کو مشتعل دیکھ کے منیلاؤس کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا اُس نے اپنے بھائی لی سی ماخوس کو اپنا نائب بنایا اور اسے تین ہزار فوج کی حفاظت میں چھوڑ کے بیت المقدس سے بھاگ گیا۔ مگر وہ فوج کام نہ آئی لوگوں نے نرغہ کرکے لی سی ماخوس کو مار ڈالا۔

انطیوقس نے شکایت سے کان بہرے کر لیے

اُن دنوں انطیوقس نے مصر پر حملہ کر دیا تھا۔ اور زبردست لشکر کے ساتھ اُس طرف جا رہا تھا۔ وہ شہر طائر میں تھا کہ

بیت المقدس کے معزز اسرائیلیون کا ایک وفد اُس کی خدمت مین حاضر ہوا اور مینلاؤس کے مظالم کی فریاد کی۔ ہوشیار و مکار مینلاؤس ان لوگون سے پہلے ہی انطیوقس سے مل چکا تھا اور اُس کے کان بھر دیے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انطیوقس اِن لوگون کی صورت دیکھتے ہی اس قدر برافروختہ ہوا کہ اُن سب کو قتل کر ڈالا۔

اُس کی موت کی افواہ | اس کے بعد انطیوقس نے مصر مین جا کے پوری کامیابی حاصل کی۔ سارے علاقۂ مصر کو فتح کر لیا۔ اور اس خوشی مین وہان جشن منا رہا تھا کہ دفعتہً ارض مقدس مین کسی نے یہ غپ اُڑا دی کہ انطیوقس مر گیا۔ یہ سنتے ہی جاسون جو معزول ہو چکا تھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ بیت المقدس پر قابض ہو گیا۔ اپنے بھائی مینلاؤس کو قلعۂ عکہ مین قید کر دیا۔ اور جو لوگ اُس کے خلاف تھے اُن پر نہایت

انطیوقس بیت المقدس مین | سخت مظالم کرنے لگا۔ یہ خبر انطیوقس کو پہونچی تو طیش کھا کے چلا۔ اور بیت المقدس کے قریب آپہونچا۔ اسرائیلی حامیان وطن کی طرف سے ایک خفیف سی مزاحمت ہوئی۔ مگر کچھ زور نہ چلا۔ انطیوقس شہر پر قابض ہو گیا۔

قتل عام | قبضہ کرتے ہی قتل عام شروع کر دیا۔ تین دن کے اندر چالیس ہزار اسرائیلی قتل ہوئے اور اتنی ہی مقدار مین پکڑ کے غلام بنا لیے گئے۔

حرم کی توہین | یہود اپنے کیش و آئین کے اس قدر دلدادہ تھے کہ اگر اُن کے مذہب کی توہین نہ ہو تو ایسے قتل عام کو بھی صبر و شکر سے گوارا کر لیتے۔ مگر انطیوقس نے قیامت تو یہ کی کہ مسجد اقصیٰ مین بلا تامل گھس پڑا۔ اور اُس کے بعد حرم الحرم مین جہان اُن لوگون کے اعتقاد مین فرشتہ پر نہین مار سکتا تھا دراتا چلا گیا۔ اور وہان کا

اس کا لٹنا | قیمتی سامان اور ظروف عبادت کی لوٹ مار شروع کر دی۔ تمام سونے چاندی اور جواہرات کی چیزین اپنے قبضے مین کر لین۔ جن مین سونے کا شمعدان۔ عود و لوبان سلگانے کی طلائی انگیٹھی۔ اور بہت سے ظروف

اس لوٹ مار مین اٹھارہ سو ٹیلنٹ کی مالیت اُس کے ہاتھ آگئی۔

مسجد اقصیٰ ناپاک کی گئی مگر جوشِ انتقام اب بھی ٹھنڈا نہین ہوا تھا - مسجد اقصیٰ مین حرم الحرم کے اندر وہان کی خاص قربان گاہ پر ایک بہت بڑا سور لاکے ذبح کیا گیا - اُس کا گوشت اُبال کے شوربا حرم الحرم اور ساری مسجد اقصیٰ کے در و دیوار پر چھڑکا گیا - یہ وہ جگہہ تھی جہان امام بھی فقط سال مین ایک مرتبہ ڈرتا ہوا جاتا تھا - اور خدائے واحد ذوالجلال کا یہ وہ عبادت خانہ تھا جو نہایت ہی محترم اور پاک سمجھا جاتا - اور صدیون سے اُس مین اللہ جل شانہ کی عبادت ہو رہی تھی - مگر متعصب دشمن نے کسی بات کا پاس و لحاظ نہ کیا -

جاسون انطیوقس کے آنے کی خبر سُنتے ہی شہر سے نکل کے بھاگ گیا تھا - مگر اِدھر اُدھر آوارہ پھرتا تھا اور کہین پناہ نہ ملتی تھی - آخر اسی وحشت نوردی مین وہ پیوند زمین ہو گیا - وہ نہایت ہی نالائق اور ناپاک امام یہود تھا جس سے ہر شخص کو نفرت تھی جس کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ ایسی غریب الوطنی اور بیکسی کی موت کے وقت کوئی متنفس اُس کے ساتھ نہ تھا - انطیوقس نے اتنے مظالم کرنے کے بعد منیلاؤس کو پھر امام یہود مقرر کیا - لیکن اب اُس نے اس **بیت المقدس مین یونانی والی** علاقے مین اپنی طرف سے دو اور عہدہ دار بھی مامور کیے - پہلا فلپ - جسے اُس نے بیت المقدس اور ارض یہودا کا والی مقرر کیا اور دوسرا اندرونیقوس جو اُس کی جانب سے شومرون کا والی مقرر ہوا -

رومیون کا دھڑکا اس واقعے کو دو ہی سال ہوئے تھے کہ رومیون کا علم اقبال اس سرزمین تک آپہونچا - اُنھون نے مصر کو چھین لیا - اور انطیوقس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے ماتحت ملک کو اس قدر دبا کے اپنے قبضہ مین رکھے کہ کسی کو سر اُٹھانے کی جُرأت نہ ہو - رومیون کا معمول تھا کہ طاقتور سلطنتون

کمزور کرنے کیلیے اُن کی پڑوس کی کمزور ریاستون کو بھڑکا کے اُن کی مخالفت پر کھڑا کر دیتے۔ اور اُن کو مدد دے کے زبردست سے زبردست قوتون کا خاتمہ کر دیتے اور اگر کوئی دوسری ریاست نہ ملتی تو خود اُنھین کی قلمرو مین رعایا کو ابھا ابھار کے اُس مین شورش پیدا کر دیتے۔ اور خود شورش کرنے والون کے حامی و ہمدرد بنتے

نسل اسرائیل کے فنا کر دینے کی فکر رومیون کی اس پالسی سے واقف ہونے کے بعد انطیوقس کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو بنی اسرائیل بھی رومیون کے بھڑکانے مین آجائین اس وہم مین پڑ کے اُس نے عام حکم جاری کر دیا کہ ساری اسرائیلی نسل کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس کام کے انجام دینے کے لیے اُس نے اپولونیوس نام ایک سنگدل رومی سردار کو مقرر کیا جس نے یہ خدمت بڑی ہی مستعدی سے انجام دی۔ اور سخت بے رحمی کے ساتھ ایسے ایسے مظالم کیے کہ شاید دنیا کا اور کوئی ظالم اس سے زیادہ مشق ستم نہ کر سکا ہوگا

پھر بیت المقدس مین قتل عام ایک یوم السبت (ہفتہ) کو جس دن یہود لڑنا جھگڑنا اور دنیاوی کام کرنا داخل معصیت سمجھتے تھے۔ اور اُس دن بھی خاص اُس وقت جبکہ ساری قوم مصروف عبادت تھی اپولونیوس نے اپنے جلّاد سپاہیون کو قتل عام کا حکم دے دیا۔ آناً فاناً مین ہر طرف تلوار چلنے لگی۔ سڑکون اور گلیون مین خون کی ندیان بہ نکلین مرد بلا استثنا قتل ہوئے۔ اور عورتین ساری کی ساری لونڈیان بنا لی گئین۔ اس قتل عام کے بعد ظالم یونانی حاکم نے شہر کو برباد کرنا شروع کیا۔ سارا شہر خالی کرا لیا

شہر کی بربادی جا بجا آگ لگا دی۔ عمارتین مسمار کر دین۔ پھر کوہ صیہون پر ایک نہایت مضبوط قلعہ تعمیر کرایا۔ جہان سے مسجد اقصیٰ اور اس کے گرد کی زمین کی پوری نگرانی ہو سکتی۔ اور شہر کی بخوبی نگہبانی کی جا سکتی۔ اس قلعے مین جو فوج رکھی گئی اُس کے سپاہیون کا یہ طریقہ تھا کہ اکثر قلعہ سے نکل کے آس پاس کے گاؤن کو لوٹا کرتے اور کوئی نہ پوچھتا کہ کیا کرتے ہو۔ جو دل خون شدہ دلدادگان ملت شہر کی

زیارت کو یا لوگوں سے چھپ کے مسجد اقصیٰ میں عبادت کرنے کو آتے اُنھیں یہ ظالم سپاہی پکڑ لیجاتے یا لوٹ لیتے۔ غرض توحید کی آواز دب گئی اور خداپرستی جُرم تھی۔ اور اُس کے عوض جہاں دیکھیے بت پرستی اور رسوم شرک کا دور دورہ تھا۔

مذہب یہود کے استیصال کی تدبیر انطیوکس کا دل اتنے میں بھی نہ ٹھنڈا ہوا اب اُس نے ایک عام فرمان اپنی تمام قلمرو میں جاری کر دیا کہ ہمارے ممالک محروسہ میں جتنے لوگ آباد ہیں اُن سب کا ایک ہی مذہب ہونا چاہیے۔ اور وہ مذہب یونانی بت پرستی ہے۔ اس فرمان پر عملدرآمد ہونے کے لیے اُس نے جا بجا بہت سے عہدہ دار مقرر کیے جن کا فرض منصبی یہ تھا کہ اس شاہی حکم کی پابندی رعایا سے نہایت سختی کے کرائیں۔

جو عہدہ دار اس خدمت کے انجام دینے کے لیے ارض یہودا اور شومرون میں آیا اُس کا نام اتھنائیوس تھا۔ یہ ایک معمر و سن رسیدہ شخص تھا۔ یونانی مذہب کے رسوم و عادات اور فرائض و عبادات سے خوب واقف تھا۔ اہل شومرون تو اسکی

شومرون والے بت پرست ہو گئے پیروی کرنے اور اُس کے احکام بجا لانے پر آمادہ ہو گئے۔ اور شاہی مذہب کو فوراً قبول کر لیا۔ اور اُن میں جرزیم کا جو عبادت خانہ قائم تھا باضابطہ طریقے سے یونانیوں کے دیوتا جیوپٹر زیوس کی جانب منسوب کر دیا گیا۔

بیت المقدس میں جبریہ بت پرستی اہل شومرون کو بت پرست بنا کے اتھنائیوس بیت المقدس میں آیا۔ اور وہاں جو فوج پہلے سے موجود تھی اُس سے مدد لیکے یہود کو مجبور کیا کہ اپنے قدیم طریقۂ عبادت کو چھوڑ کے یونانی بت پرستی اختیار کریں۔ یوم السبت اور دیگر ایام میں کوئی امتیاز نہ کریں۔ سور کا گوشت سب کو زبردستی کھلایا گیا۔ اور اس سے بھی زیادہ آفت یہ کہ اپنی قدیم قومی رسم ختنے سے قطعاً

روک دیے گئے - اور ختنہ کرنا جرم قرار دے دیا گیا مسجد اقصٰی میں بت پرستی ہونے لگی -

حرم الحرم میں المپوس دیوتا کی مورت | اور اُس معبد الٰہی کو جو مندر بنا یا گیا وہ یونانی دیوتا آلمپئیوس کی جانب منسوب تھا - یہ مورت خاص حرم الحرم میں قربان گاہ کی جگہ پر قائم کی گئی اور اُس کے سامنے اُس پر جانور بھینٹ چڑھائے جانے لگے -

اسرائیلی رسوم بجالانے پر سزائیں | اتفاقاً دو اسرائیلیہ عورتوں نے اپنے بچوں کے ختنے کرا لیے تھے اس جرم کی سزا میں وہ شہر کے باہر ایک نمایاں جگہ پر بیجا کے پھانسی پہ لٹکا دی گئیں اور اُنھیں کے ساتھ اُن کے دونوں مختون بچوں کی بھی گردنیں باندھ دی گئیں - اسی قسم کے صدہا ایسے ایسے مظالم ہوئے جو بیان نہیں ہو سکتے اس عام ظلم کے زمانے میں جو لوگ جان سے مارے گئے اُن میں ایک نیک نفس بزرگ الیزر بھی تھے - اُن کی عمر نوے سال کی تھی - توحید کے سچے شیدا اور اپنے دین کے دلدادہ تھے - جن اسرائیلیوں نے کفر و بت پرستی کو اختیار کر لیا تھا اُنھیں مارا - اور محض اس جرم پر کہ اپنے دین الٰہی سے دست بردار نہ ہوئے اُنھوں نے نہایت ہی استقلال و جوانمردی سے جان دے دی مگر بے دینی نہ اختیار کی - اور نوجوانان قوم کے لیے ایک قابلِ اتباع نظیر چھوڑ گئے -

بعض خدا پرستوں کا استقلال | بنی اسرائیل میں وہ سات بھائی بھی بہت مشہور ہیں جنھوں نے اس سخت آزمائش کے زمانے میں اپنی ماں کے جرأت دلانے سے شریعت موسوی کی پیروی اور اُس کے رسوم توحید کی پابندی نہ چھوڑی - طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں - اور لاکھ بت پرستی اختیار کرنے کے لیے ترغیب و ترہیب کی گئی مگر اُنھوں نے ذرا پروا نہ کی - اور مرتے دم تک حق پرستی اور سچائی کو نباہ دیا -

دیہی مظالم گاؤں میں | جب بیت المقدس کی یہ حالت ہو گئی کہ اب ظلم کرنے کو کوئی دلدادۂ حق نہ ملتا تھا تو گرد و پیش کے گاؤں اور ارض یہودا کے دیہ...

شہروں میں بھی مظالم شروع ہو گئے - اور انبیاے سلف کی اس برگزیدہ خاک پر خدا پرستوں کو کوئی پناہ کی جگہ نہ ملتی تھی -

یہود کی عید بھی موقوف | اب سب سے بڑا جور یہ ہوا کہ یہود کو حکم دیا گیا کہ اپنی قومی عید ملتوی کر دیں اور اُس کے عوض یونانیوں کی عید منایا کریں - ملت اسرائیلی کی یہ سب سے بڑی بے حرمتی تھی - جس میں بنی اسرائیل زبردستی پکڑ پکڑ کے شرک کی عیدوں میں شریک کیے جاتے اور معبودان باطل یعنی یونانی دیوتاؤں کی مورتیں اُنھیں کے کندھوں پہ اُٹھوا کے شہر میں نکالی اور گلی کوچوں میں پھرائی جاتی تھیں

بظاہر ملت اسرائیلی مٹ گئی | بہرحال اس زمانے میں بنی اسرائیل کے مذہب توحید اور یہوا (خداے عزوجل) کی عبادت کی ایسی نازک اور ابتر حالت تھی کہ بظاہر معلوم ہوتا تو قوم بنی اسرائیل اور اُن کا کیش دائین دونوں صفحۂ ہستی سے مٹے جاتے ہیں - اور اُن کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں -

باب نہم

آزادی کے لیے بنی اسرائیل کی کوششیں یونانی شاہان شام کے عہد میں

خود خدا نبی اسرائیل کا نگہبان تھا - خاندان اسمونی یا مکابی کا آغاز - ان لقبوں کی مشہور ہونے کی وجہ - متاتھیاس - اُس کا مذہبی جلال - یوم السبت کو لڑنا جائز ہوا - جابجا نئے معبد بنے - یہودا مکابی - اُس کی فتحیں - شام کے یونانیوں کا اُس پر حملہ - یہود کی کمزوری - اور پریشانی - سچے حامیان ملت کے سوا سب اسرائیلی لشکر سے نکال دیے گئے - یونانیوں کی پہلی شکست - دوسری شکست - تیسری شکست - اور نقصان عظیم - سلطنت شام کا دوسرا حملہ اور پھر شکست - یہودا مسجد اقصیٰ کے کھنڈروں میں اُسکی تعمیر درستی و آراستگی جاتے پڑ رہی - اور اُن کی سرکوبی - یہودا مکابی کی پالیسی - ایک نافرمانی

اور اُس کی سزا - انطیوقس کی نامرادی کی موت - یوپاتور بادشاہ شام - ارض یہودا پر اُس کا زبردست حملہ - بیت سورہ پر اُس کا قبضہ - بیت المقدس کا محاصرہ - یونانیوں کی دغابازی - دمیطریوس بادشاہ شام - بنی اسرائیل میں پست ہمتی - الیقیموس امام یہود - اُس کے مظالم طرفداران یہودا - یہودا بیت المقدس پر یہودا کا حملہ - پھر یونانیوں کی شکست - شکست پر شکست - رومیوں سے یہود کا پہلا تعلق اور دولت روم کی پالیسی - دمیطریوس کا نہایت سخت حملہ - یہودا کی بہادرانہ موت - اسکی خوبیاں - یہودا کے بعد الیقیموس امام کے مظالم - یہودا کا بھائی یوناتان - یہودیوں کی ہجرت - ناکامی - یونانیوں کی شکست - اُس سے اور یوناتان سے صلح - دیگر فرمانروا - ارض یہود - اسکندر مدعی سلطنت شام - یونانیوں کے باہمی جھگڑوں سے یوناتان کا فائدہ اُٹھانا - بیت المقدس پر یوناتان کا قبضہ - اسکندر کے وعدے - یوناتان امام یہود - اور اسکندر بادشاہ شام - نقاطور بادشاہ شام - یوناتان انطاکیہ میں - نقاطور اور یوناتان میں مخالفت - انطیوقس بادشاہ شام - طریفون کی مکاری اور یوناتان سے دغا - شمعون یہودا کا سپہ سالار - یوناتان کا دغابازی سے مارا جانا - انطیوقس بھی دغابازی سے مارا گیا - دمیطریوس بادشاہ شام - شمعون یہود کا خودمختار بادشاہ اور اُسکی حکومت - روم میں سفیر یہود - شمعون کی خوبیاں - دمیطریوس فارسیوں کا قیدی - انطیوقس سوتیر بادشاہ شام - اُس سے اور شمعون سے دشمنی - سلطنت شام کا شمعون پر حملہ اور شکست - شمعون دغابازی سے مارا گیا - یوحنا ہرقانوس امام یہود - ایک یہودیہ کا ایثار نفس - ارض یہودا پر پھر یونانیوں کا حملہ - انطیوقس کی رحمدلی - صلح اور ارض یہودا پر بادشاہ شام کا قبضہ - فارسیوں نے سلطنت شام کو شکست دی - دمیطریوس پھر بادشاہ شام - ارض یہودا کی آزادی -

اگرچہ یونانی تاجدار شام اور یونان کے بُت پرستوں نے بظاہر اسباب ملت اسرائیلی کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ کے پھینک دیا تھا - اور معلوم ہوتا تھا کہ قوم یہود صفحہ ہستی سے بالکل مٹ جائیگی - خود خدا بنی اسرائیل کا نگہبان تھا مگر خداوند جل جلالہ کو نہیں منظور تھا کہ یہ خدا پرست قوم فنا ہو - بمصداق "اذا اراد اللہ شیئا ھیّا اسبابہ" خدا نے اُنکی بقا کا سامان پیدا کر دیا - اور صاف نظر آگیا کہ زبردست سے زبردست فرمان رواؤں کو بھی مظلوم کی آہ کمزور کر دیا کرتی ہے - اس مرتبہ خدا نے بنی اسرائیل کی مدد کسی معجزنما طریقے یا خلاف فطرت واقعے سے

نہین کی بلکہ خود یہودیہ ہی مین سے ایک ایسا جان باز اُٹھا کے کھڑا کر دیا جس نے اپنی شجاعت - اپنے حوصلے - اپنی دینداری - اور اپنے استقلال سے یونانیون کی تلوارین کند کر دین - اور اُن کی مشرکانہ آرزو کسی طرح نہ پوری ہونے دی - اُس کی نیو یون پڑی کہ ارض یہودا کے ایک گمنام شہر مودین[ف] مین جسکی

خاندان اسمونی یا مکابی کا آغاز

نسبت یقین کے ساتھ کوئی نہین کہہ سکتا کہ کہان پر واقع تھا متاتھیاس نام ایک اسرائیلی تھا - جو یواریب کی نسل اور مقتدایان اُمت کے گھرانے سے تھا - اور بہت ہی معمر و سن رسیدہ تھا - اُس کے پانچ بیٹے تھے (۱) یوحانان (۲) شمعون (۳) یہودا مکابی (۴) الیعزر - (۵) یوناثان - یہی خاندان بعد کے زمانے مین اسمونی اور مکابی کے لقبون سے مشہور ہوا - اسمونی اس لیے کہ متاتھیاس کے پردادا کا نام خسمون تھا - جو کثرت استعمال سے اسمون ہو گیا - اور مکابی اس لیے کہ متاتھیاس کا منجھلا بیٹا یہودا گرز زنی مین کمال رکھنے کے باعث مکابی کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا جس کے معنے گرز زن کے ہین -

ان لقبون سے مشہور ہونے کی وجہ

جس وقت ساری ارض یہودا مین یہودیون کے قتل اور شریعت موسوی کے مٹانے کی کوشش ہو رہی تھی انطیوقس کا ایک عہدہ دار اپلیس نام مذکورہ شہر مودین مین بھی اسی غرض کے لیے آیا - اور تمام یہود کو حکم دیا کہ اپنا مذہب چھوڑ کے یونانی بت پرستی اختیار کر لین - اس قصبے مین چونکہ سب سے زیادہ صاحب اثر یہی بوڑھا متاتھیاس تھا اس لیے سب سے پہلے اُسی کو بُلا کے یہ ظالمانہ حکم سنایا گیا اور اُس کے ساتھ ہی اُسے دولت و عزت کا بھی بہت کچھ لالچ دیا گیا - متاتھیاس اپنے دین برحق کا ایسا دلدادہ تھا کہ صاف انکار کر گیا - اور

متاتھیاس

ف اس شہر کا پتہ ڈاکٹر رابنسن نے یہ لگایا ہے کہ فی الحال یہی پُرانا شہر للطرون کہلاتا ہے جو ارض یہودا کی پہاڑیون کے دامن مین اُس سڑک پر واقع ہے جو بیت المقدس سے رملہ کو گئی ہے -

علانیہ کہدیا کہ "مین اپنے دین کی حمایت مین جان دے دون گا - مگر اُس سے دست بردار نہ ہون گا"

اس پر بت پرست حاکم بگڑا - اور اُس کے حکم سے یونانی سپاہی اُسے پکڑ کے اُسے ایک بت کے سامنے لے گئے - اور ارادہ کیا کہ اُس پر بھینٹ اُس کا مذہبی خلاف چڑھاوین - یہ دیکھ کے متا تھیاس کو کچھ ایسا جوش آیا کہ انھین بوڑھے ہڈیان پڑے ہاتھ پاؤن سے اپلیس پر جھپٹ پڑا - اُٹھا کے دے مارا - اور سینے پر چڑھ کے مار ڈالا - پھر اسے قتل کر کے دوسرے سردارون پر جھپٹا جنمین سے کئی ایک کو قتل کیا - اور بھاگ کے پہاڑون مین چھپ رہا - جہان اُس نے اور بہت سے ہم مذہب جمع کر لیے - جن کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی گئی - یہان تک کہ شاہی فوج سے کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی -

اتفاقاً ایک مرتبے اُس کے ہمراہیون مین سے ایک ہزار اسرائیلی کسی گھاٹی مین گھر گئے - اور قیامت یہ کہ اُس دن یوم السبت (ہفتہ) تھا - یونانیون نے اُن مین گھس کے قتل کرنا شروع کیا - اور وہ ہفتے کا دن ہونے کی وجہ سے ہتھیارون کے قبضون پر ہاتھ نہ لیجا سکتے تھے - سب کے سب صبر واستقلال کے ساتھ قتل ہو گئے - اور کسی نے چون نہ کی - لیکن اُن لوگون کے جان دے دینے سے یہودنے ابد الآباد تک کے لیے یہ فائدہ اُٹھایا کہ یہ حالت دیکھ کے متا تھیاس یوم السبت کو لڑنا جائز ہوا اور اُس کے رُفقا نے یوم السبت کو بھی دشمنون سے لڑنے کا فتویٰ دیدیا - کیونکہ اب بغیر اس کے مفر نہ تھا -

قوت پکڑ لینے کے بعد متا تھیاس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب موقع پاتا پہاڑیون کی کمین گاہ سے نکل کے شہرون پر آپڑتا - یونانی مندرون کو منہدم کر دیتا - مورتون کو توڑ ڈالتا - زبردستی پکڑ کے لوگون کا ختنہ کر دیتا - اور شہر

موسوی کی کتابین یا توراۃ کے نسخے جہان ملتے اُٹھا لیجاتا۔ اس لیے کہ یونانی اُن کے
جابجا نئے معبد بنے | مٹانے اور فنا کرنے کے درپے تھے۔ اسی زمانے مین ان اسرائیلیون
نے خداے واحد ذوالجلال کی عبادت کے لیے جابجا اپنے عبادت خانے "سناگاگ"
بنا لیے۔ اس سے پیشتر اُن کی عبادت گاہ صرف مسجد اقصیٰ تھی۔ جو اب دشمنون کے
قبضے مین تھی اور نجس کر دی گئی تھی۔

ان لوگون کی کامیابیان دیکھ کے جابجا سے یہود اُن کے پاس آ آکے جمع
ہونے لگے۔ یہان تک کہ ایک بڑی بھاری جماعت پیدا ہو گئی جس مین علی العموم
فریسی گروہ کے لوگ تھے۔ اور اُن کا مشغلہ بت پرست لوگون کو لوٹنا مارنے کے سوا کچھ نہ تھا
یہودا مکابی | اسی اثنا مین متاتھیاس نے سفر آخرت کیا۔ اور اُس کا بیٹا یہودا مکابی جو
سب بھائیون مین زیادہ بہادر تھا باپ کا جانشین اور اس اسرائیلی گروہ کا سردار قرار
پایا۔ گو متاتھیاس نے مرنے سے پہلے اتنی قوت پیدا کر لی تھی کہ اُس کا جنازہ اُس کے
وطن مودین مین بڑے کروفر اور نہایت ہی اطمینان کے ساتھ لے جا کے دفن کیا گیا
اُس کی فتحین | اب یہودا نے علی الاعلان مکابی جھنڈا بلند کیا۔ اور سلیوقس کی فوجون
سے کھلے میدانون مین مقابلہ کرنے لگا۔ سب سے پہلے شومرون کا یونانی والی اپولونیوس
اُس کے مقابلے کو آیا۔ اسرائیلی اس طرح جان توڑ کے لڑے کہ یونانی لشکر کو فاش
شکست ہو گئی۔ اور اپولونیوس مارا گیا۔ یہودا مکابی نے مال غنیمت مین سے فقط
اُس کی تلوار لے لی۔ اور اس کے بعد سے وہ لڑائیون مین بجاے گرز کے اسی
تلوار کو کام مین لایا کرتا تھا۔

حاکم شومرون کے بعد اب ممالک سواحل شام کے نائب والی سیرون نے
آ کے مقابلہ کیا۔ مگر اس نے بھی شکست کھائی اور اپنی جان دی۔ ان دونون فتحون
نے اسرائیلیون کا زور بہت بڑھا دیا تھا۔ اور کثرت سے یہودی آ آکے اس جماعت

دین کی کارروائی مین شریک ہونے لگے۔

ان دنون انتطیوقس نہایت ہی پریشان اور مصیبتون مین گھرا ہوا تھا فضول خرچیون کے باعث خزانہ خالی تھا اور ٹکا پاس نہ تھا۔ مشرقی صوبون آرمینیہ اور ایران مین ہر طرف بغاوت ہوگئی تھی۔ اور وہان کے لوگون نے خراج دینا موقوف کر دیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے خود اُس نے تو ایک زبردست فوج ساتھ لے کے مشرق کی راہ لی۔ مگر لی سیاس نام اپنے ایک سردار کے پاس فوج کا ایک زبردست حصہ چھوڑ کے حکم دے گیا۔ کہ وہ ارض یہودا کی بغاوت فرو کرے۔

شام کے یونانیون کا اُس پر حملہ

یہ لشکر دو حصون پر منقسم ہو کے ارض یہودا کی طرف چلا۔ اگلے حصہ مین بیس ہزار سپاہی تھے جن کے افسر نکونر اور گورجیاس تھے۔ دوسرا حصہ سپہ سالار اعظم بطلیموس مقرون کے زیر علم تھا کل فوج کی مجموعی تعداد چالیس ہزار پیدلون اور سات ہزار سوارون کی تھی۔ یہودا اس عظیم الشان شاہی لشکر کے مقابلے کے لیے بدقت تمام چھ ہزار آدمی فراہم کر سکا۔ جو شہر مزپہ مین جمع ہوئے۔ یہ لوگ چونکہ اپنی تعداد کی بے انتہا کمی کی وجہ سے پریشان اور مایوس تھے اس لیے سب نے صدق دل سے خدا کی طرف رجوع کیا۔ روزے رکھے عبادتین کین۔ انجام کی وحشت ناک حالت کے تصور کے ساتھ حرم ربانی کی حالت یاد کر کے روئے اور جان دینے کو تیار ہو گئے۔

یہود کی کمزوری اور پریشانی

یہودا کو یقین تھا کہ لڑائی مین حضرت رب العزت کی رحمت و عنایت کے بعد اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو وہ ہر ہر سپاہی کا ذاتی جوش۔ اُس کا پابند شریعت موسوی ہونا۔ اور اُس سے خالص محبت رکھتا ہے۔ اس خیال کے مطابق اُس نے اپنے تمام لشکریون مین اعلان کرا دیا کہ ”یہ حمایت دین کا معاملہ ہے اور ہمارے لیے نہایت نازک وقت۔ لہذا وہ تمام لوگ جو بیوی بچون والے ہون۔ یا جنھون نے ذاتی مکان بنا لیے ہون۔ یا جو بہا

سچے حامیان ملت کے سوا سب اسرائیلی لشکر سے نکال دیے گئے

اور میوہ دار باغ رکھتے ہون - یا جن لوگون کے دل مین ذرا سی بھی دہشت ہو ہماری لشکر گاہ چھوڑ کے اپنے گھر چلے جائین ہمین تو اُن لوگون کی ضرورت ہے جو فارغ البالی کے ساتھ لڑنے اور خالصۃً لوجہ اللہ جہاد کرنے - اور اپنی جانین خدا کی نذر کرنے کے لیے تیار ہون" اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ گنتی کے چھ ہزار آدمیون مین سے بھی تین ہزار چلے گئے - فقط تین ہزار دلدادگان دین و وطن کٹنے مرنے کو باقی رہ گئے - اس منتخب لشکر کو لے کے یہودا شہر اماؤس کی طرف بڑھا جہان دشمنون کا لشکر عظیم خیمہ زن تھا -

راستے مین اُسے خبر ملی کہ دشمنون کا ایک افسر گورجیاس پانچ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوارون کی منتخب فوج لے کے اس لیے روانہ ہوا ہے کہ رات کو اسرائیلیون پر اچانک حملہ کر دے - یہودا نے اس کو غنیمت جانا - اور کوشش کی کہ اُن لوگون سے بچ کے آگے نکل جائے اور خود ہی رات کو یونانی لشکر پر ناگہان جا پڑے - یہ منصوبہ سوچ کے وہ تیزی کے ساتھ چلا - مگر دشمنون کے پڑاؤ تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو گئی - اس کی اُس نے کچھ پروا نہ کی - بلا تامل حملہ کر دیا - شاہی و یونانی سپاہیون کے ایک متلاطم سمندر مین یہ تین ہزار جان نثار پھاند پڑے اور خون کے دریا مین پیراکی کا جوہر دکھانے لگے - خدا کی قدرت - تھوڑی ہی دیر کی لڑائی مین یونانیون کے حواس جاتے رہے - اور کمال بدحواسی و بدنظمی کے ساتھ وہ میدان چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے -

یونانیون کی پہلی شکست

دوسری شکست

مگر یہودا نے اُن لوگون کا تعاقب نہین کیا - اس لیے کہ گورجیاس کا دھڑکا لگا تھا جس کے پاس شاہی لشکر کا منتخب حصہ تھا - گورجیاس کو جب اسرائیلیون کا پتہ نہ لگا تو اپنے لشکر مین واپس آیا - یہان کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے تمام رفقا بھاگ گئے - لشکر گاہ کے خیمون پر شعلے بلند ہین - اور اسرائیلی فتح و نصرت کے نعرے

نکل رہے ہیں - یہ دیکھتے ہی اُس نے یہودا کے لشکر پر حملہ کر دیا - پھر لڑائی ہونے
لگی - اور پہلے سے زیادہ سخت اور جان ستان لڑائی لیکن شام ہونے سے پہلے ہی
یونانیوں کا یہ منتخب لشکر بھی جان دینے والے اسرائیلیوں کی شجاعت کا لوہا
مان گیا - سب ہمت ہار کے بھاگے - اور یونانی لشکر کو پوری شکست ہو گئی -

تیسری شکست | اتنے میں یہودا مکابی نے سُنا کہ دریائے یردن کے اُس پار دو
یونانی سرداروں طموتیوس اور بخشی دینر کے جھنڈے کے نیچے ایک بہت بڑی یونانی
فوج جمع ہو گئی ہے - فوراً اُس کے مقابلے کو بھی چل کھڑا ہوا - یردن کے پار اُترا -
سامنا ہوتے ہی بلا تامل اُن پر جا پڑا - اور نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی - آخر اس
میدان میں بھی یونانیوں ہی کو شکست ہوئی - لشکرگاہ چھوڑ کے بدحواس بھاگے

اور نقصان عظیم | اور بہت سی دولت اور تمام سامان جنگ اسرائیلیوں کے ہاتھ آیا
اس لڑائی میں یونانیوں کے بہت بڑے بڑے نامی جنرل مارے گئے - ایسی شکست
ہوئی کہ ایک سال تک دم نہ لینے پائے - اور انھیں سر اُٹھانے یا ارض یہودا کی طرف
رُخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی -

سلطنت شام کا دوسرا حملہ اور پھر شکست | دوسرے برس خود لیسیاس جسے انطیوکس ارض
یہودا کی مہم کا ذمہ دار بنا کے چھوڑ گیا تھا ساٹھ ہزار پیدل اور پانچ ہزار سواروں
کی جمعیت سے بیت صور کی طرف بڑھا کہ یہودا اور اُس کے سرکش گروہ کا کلی استیصال
کرے - یہودا مکابی کے پاس اب دس ہزار فوج تھی - مقابلہ ہوا - خوفناک
ہنگامہ آرائی ہوئی - آخر کار اس میدان میں بھی یونانی اپنی پانچ ہزار لاشیں
چھوڑ کے خائف و مضطرب الحال بھاگے اور اسرائیلیوں نے صدق دل سے
خداوند جل و علا کا شکریہ ادا کیا -

اب یہودا ہر طرف سے مطمئن ہو کے تباہ شدہ شہر بیت المقدس میں آیا

جس کی عجیب حالت ہو رہی تھی مسجد اقصیٰ کے صحن میں جھاڑیوں کا ایک جنگل پیدا

یہودا مسجد اقصیٰ کے کھنڈروں میں

ہو گیا تھا۔ اُس کی عمارت مسمار ہو گئی تھی۔ گو کہ اس کے تمام در و دیوار ناپاک اور چھوت کر دیے گئے تھے۔ مگر بغیر اس کے کہ اُس کا کچھ بھی لحاظ کرے۔ انھیں افتادہ اور ویران کھنڈروں میں صدق دل سے عبادت کی۔

اُس کی تعمیر

اس کے بعد معبد الٰہی کے تعمیر کرنے کا انتظام کیا۔ مگر بیت المقدس کے یونانی قلعے میں ابھی تک یونانی فوج موجود تھی اس لیے یہودا کو اپنے بہادر سپاہیوں کی ایک جماعت کو اِس خدمت پر مامور کرنا پڑا کہ ہر وقت تیار رہیں۔ تاکہ یونانی اگر دھوکہ دے کے نکل پڑیں تو اُن کی بخوبی سرکوبی کی جائے۔

درستی و آراستگی

اس فوجی انتظام کے بعد مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور مرمت شروع ہو گئی۔ یہودا نے نہایت ہی نیک نفس اور پاک باطن امام عبادت کرانے اور قوم کی مذہبی سربراہی کے لیے مقرر کیے۔ نئی قربان گاہ بنی۔ نئے ظروف عبادت تیار ہوئے۔ پھر جب مرمت ہو چکی۔ اور سب سامان درست ہو گیا تو بنی اسرائیل نے آٹھ روز تک خوشی منائی۔ اور از سر نو حرم ربانی کا افتتاح کیا گیا۔ تاریخ یہود میں یہ ایسا مبارک وقت تھا کہ اُس کی خوشی میں آج تک اِن دنوں میں عید منائی جاتی ہے۔

حاسد پڑوسی

ارض یہودا میں اسرائیلی قوت کو از سر نو قائم ہوتے دیکھ کے پاس پڑوس کی دوسری قوموں کو اُن پر حسد آیا۔ اور مخالفت پر آمادہ ہو گئیں۔ اس خیال سے یہودا مکابی نے مسجد اقصیٰ کی درستی و آراستگی کے بعد اُن لوگوں کی کی طرف توجہ کی۔ اور آمونیوں اور ادومیوں پر حملہ کر دیا۔ اس موقع پر یہودا نے

اور اُن کی سرکوبی

اپنی فوج کے تین حصے کیے۔ آٹھ ہزار سپاہیوں کو خود اپنے ساتھ لیکے دریائے یردن کے پار اُترا۔ اور گلیاد پر حملہ کر دیا۔ تین ہزار سپاہی اپنے بھائی شمعون کے ماتحت کیے۔ اور اُن سے ارض جلیل پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔

اور باقی سپاہیون کو یوسف بن زکریا کے ماتحت کر کے ارض یہودا مین چھوڑ دیا تاکہ ارض مقدس کی حفاظت کرین - یوسف کو سخت تاکید کر دی کہ خبردار تم اپنی طرف سے پہل کر کے کسی پر حملہ نہ کرنا -

یہودا مکابی کی پالسی یہودا اور شمعون دونون کی مہین کامیاب ہوئین - اور سارے ملک پر قبضہ ہو گیا - یہودا کی پالسی یہ تھی کہ اسرائیلی قوت یکجا رہے - لہذا اُس نے عام یہودیون کو حکم دیا کہ انھین دوسرے ملکون مین پھیل کے منتشر ہونے کے عوض خاص ارض یہودا مین آکے بسنا اور آباد ہونا چاہیے - تاکہ حرم الٰہی بیرونی حملون سے محفوظ رہے اور اسرائیلی قوت خوب مضبوط ہو جائے -

ایک نافرمانی اور اُسکی سزا بنی اسرائیل کی یہ خصوصیت ہم بیان کر چکے ہین کہ انھین نافرمانی و معصیت کی سزا ہمیشہ دنیا ہی مین مل جایا کرتی تھی - چنانچہ اس موقع پر بھی ایسا ہی ہوا - یہودا جس لشکر کو یوسف بن زکریا کے ماتحت ارض یہودا مین چھوڑ گیا تھا اور منع کر گیا تھا کہ خبردار کسی پر خود سے حملہ نہ کرین اُن لوگون نے اُس حکم کے خلاف ایک یونانی سپہ سالار کے لشکر پر خود ہی حملہ کر دیا جو نہایت ہی تجربہ کار کہنہ مغز اور بہادر افسر تھا - اُس کے مقابلے مین اُن لوگوں کو سخت شکست ہوگئی اور سمجھا گیا کہ خدا نے انھین یہ اُسی نافرمانی کی سزا دی -

انطیوقس کی نامرادی و موت ارض یہودا کا یہ رنگ تھا کہ ۱۶۵ قبل محمد مین انطیوقس جو یہود کا سب سے بڑا دشمن تھا ایران مین مرگیا - وہ ایران اور مشرقی صوبون کی بغاوت فرو کرنے کو گیا تھا - اِس غرض مین بالکل ناکامی ہوئی - اسی ناکامی کے وقت خبر پہنچی کہ ارض یہودا کا علاقہ بالکل قبضے سے نکلا جاتا ہے - اور جتنے لشکر گئے سب بُری طرح سے شکست کھا کے بھاگے - غم و غصہ کے ساتھ شام کی طرف پلٹا - لیکن فکرون نے دل و دماغ پر ایسا مضر اثر ڈالا کہ راستے ہی مین مر گیا - اور

انطاکیہ تک پہونچنا نصیب ہوا۔

یوپاتور بادشاہ شام

یہ غمناک خبر سنتے ہی لی سیاس نے اس کے ایک بیٹے یوپاتور کو اس کی جگہ تخت پر بٹھا دیا۔ اور اس کی طرف سے حکومت کرنے لگا۔ اصلی وارث تاج و تخت دمیتریوس تھا۔ مگر وہ رومیوں کے ہاتھ میں اسیر تھا۔ لی سیاس نے

ارض یہودا پر اس کا زبردست حملہ

تخت نشینی کا یہ انتظام کرتے ہی ارادہ کیا کہ سب سے پہلے ارض یہودا کی بغاوت فرو کرکے اسے اپنے قبضے میں کرے تو اور طرف توجہ کرے چنانچہ اس نے بڑھ کے شہر بیت سورہ کا محاصرہ کر لیا۔ یونانی فوج اس مرتبہ بڑے کر و فر اور جوش و خروش سے آئی تھی۔ اس میں ایک لاکھ پیدل اور بیس ہزار سوار تھے۔ سب سے زیادہ ہیبت ناک یہ چیز تھی کہ اس لشکر عظیم میں بتیس کوہ پیکر ہاتھی تھے۔ یہود کا بیان ہے کہ ان ہاتھیوں میں سے ہر ایک کی پیٹھ پر بجائے ہودے کے بڑی بڑی عماریاں تھیں ہر عماری میں بتیس جنگجو بہادر تیر و کمان ہاتھوں میں لیے بیٹھے تھے۔ اور ہر ہاتھی کے گرد ایک ہزار پیدل سپاہیوں اور پانچ سو سواروں کا غول تھا۔

اس یونانی لشکر نے بیت سورہ پر بڑے بڑے دھاوے کیے۔ مگر اہل شہر بھی جان پر کھیل کے لڑے۔ اور خوب خوب مقابلہ کیا۔ آخر خود یہودا شہر والوں کی مدد کے لیے بیت المقدس سے روانہ ہوا۔ گو کہ اس کے ہمراہی اسرائیلیوں پر ہاتھیوں کی بے انتہا ہیبت چھائی ہوئی تھی۔ مگر یہودا اور اس کے لشکر نے بڑی بہادری سے سامنا کیا۔ اور اس طرح لڑے کہ فتح یہود ہی کو حاصل ہوئی۔ گو کہ انھوں نے نقصان بھی بےحد اٹھایا۔ اسی نقصان کی وجہ سے یہودا بغیر اس کے کہ دشمنوں کو مار کے بھگا دے

بیت سورہ پر یونانیوں کا قبضہ

بیت المقدس میں واپس چلا آیا۔ اور رسد نہ پہونچ سکنے کی وجہ سے بیت سورہ والوں کو بھی ہتھیار رکھ دینا پڑے۔ لیکن اپنی بہادری و شجاعت سے انھوں نے ایسی شرطوں پر شہر دشمنوں کے سپرد کیا جو نہایت ہی

معزز تھیں اور اُن کے ذریعے سے اُنھیں آزادی کے بہت سے حقوق مل گئے تھے۔

بیت المقدس کا محاصرہ اس شہر پر قابض ہو جانے سے یونانیوں کا حوصلہ بڑھا۔ اور بڑھ کے خاص بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ یہودا نے اس نتیجے کو پہلے سے سمجھ کے مقابلے کا سامان کر رکھا تھا۔ لڑائی شروع کر دی۔ اور بیت المقدس کے گرد سخت خونریزی ہونے لگی۔

یونانیوں کی دغا بازی یہ محاصرہ قائم تھا کہ یونانی لشکر میں خبر آئی انطیوقس یوپاتور کو فوراً انطاکیہ میں پہونچنے کی ضرورت ہے۔ لی سیاس نے جیسی شرطوں پہ ممکن ہوا اسرائیلیوں سے صلح کر لی۔ اور صلح کے بعد جیسے ہی شہر کے پھاٹک کھلے اور وہ اندر داخل ہوا تو بد عہدی کی۔ تمام مضبوط عمارتوں اور قلعے کی دیواروں کو مسمار کرا ڈالا۔ مگر اس کی سزا بھی اُسے انطاکیہ پہونچتے ہی مل گئی۔

دیمطریوس بادشاہ شام انطاکیہ میں جس آفت کے اُٹھ کھڑے ہونے کی وجہ سے اُسے واپس جانے کی ضرورت پیش آئی یہ تھی کہ اصلی وارث سلطنت دیمطریوس جو رومیوں کے ہاتھوں میں اسیر تھا اُسے کسی تدبیر سے رہائی مل گئی۔ روم سے بھاگ کے انطاکیہ میں آیا۔ اور دعویدار سلطنت ہوا۔ لی سیاس اور یوپاتور کے پہونچنے سے پہلے ہی اُس نے اپنا رنگ جما لیا۔ اور یہ لوگ جیسے ہی قریب پہونچے ان کے سامنے صف آرا ہو گیا۔ دونوں لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی جس کا انجام یہ ہوا کہ لی سیاس اور یوپاتور دونوں مارے گئے۔ اور دیمطریوس تاج و تخت سلیوقس کا وارث ہوا۔

بنی اسرائیل میں پست ہمتی آخری لڑائیوں اور سالہا سال کی جنگجوئی نے اسرائیلیوں کا حوصلہ اس قدر پست کر دیا تھا کہ ہمت ہارنے لگے۔ اور ساری قوم چاہتی تھی کہ

جن شرطوں پر ممکن ہو صلح کر لی جائے۔ یہاں تک کہ اُن میں بہت سے لوگ ایک حد تک شاہان انطیوقس کے طرفدار ہو گئے۔ اُدھر اس خاندان کے نئے تاجدار دمیطریوس نے بجائے فوج کشی کے حکمت عملی سے کام لینا شروع کیا۔ اُس نے

لیسی موس امام یہود پہلی چالاکی یہ کی کہ القیموس نام ایک شخص کو جو لیسی موس کے لقب سے مشہور تھا اسرائیلیوں کا امام مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ یہودا اس کی امامت کو قبول کریں۔ دمیطریوس نے دل میں سوچ لیا تھا کہ اگر سارے یہودی اس کو امام نہ مانیں گے تو کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ بہت سے اُس کے طرفدار ہو جائیں گے اور اُن کی جماعت میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اُس کی یہ کارروائی بخوبی چل گئی اور سارے بیت المقدس والے جو لڑائی سے اُکتا گئے تھے اُس کے طرفدار ہو گئے۔ اور فوراً اُسے اپنا امام مان لیا۔

اُس کے مظالم طرفداران یہودا پر امامت کے اقتدارات حاصل کرتے ہی اُس نے اس بات کی کوشش شروع کی کہ یہودا کے طرفداروں کی ساری قوت توڑ کے نیست و نابود کر دے۔ چنانچہ اُس کے نامور سرداروں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور قرب و جوار کے گاؤں میں بھی سختیاں شروع کر دیں۔

بیت المقدس پر یہودا کا حملہ یہ حالات سُن کے یہودا نے آس پاس کے شہروں سے ایک فوج جمع کی۔ اور اس زور و شور سے آ کے بیت المقدس پر حملہ کیا کہ یونانی تاجدار شام کے مقرر کیے ہوئے امام یہود لیسی موس اور اُس کے سپہ سالار بقیدیس دونوں کو اپنی جان لے کے بھاگنا پڑا۔ لیکن اب بھی شہر بیت المقدس یونانی سپاہیوں کے قبضے میں تھا اور یہودا کو اُس کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

اب انطیوقس دمیطریوس نے اپنے دوسرے سپہ سالار نیقانور کو روانہ کیا کہ مغرور امام یہود کی مدد کرے۔ نیقانور نے بڑی بڑی کوششیں کیں کہ مکر و فریب سے

یہودا کو گرفتار کر لے۔ مگر یہودا اس قدر ہوشیار اور سیانا تھا کہ کوئی تدبیر نہ چلی۔ آخر کار سنہ ۱۶۲ قبل مسیح مین شہر کفر سلامہ کے پاس بڑی بھاری لڑائی ہوئی جس مین دونون

پھر یونانیون کی شکست

حریفون کا بہت نقصان ہوا۔ اور نیقانور کو اپنی پانچ ہزار لاشین خاک و خون مین غلطان چھوڑ کے بیت المقدس مین واپس آنا پڑا۔

مگر اس لڑائی نے اُس کے دل مین یہود کی جانب سے ایسا بُغض پیدا کر دیا تھا کہ واپس آتے ہی بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم شروع کر دیے۔ اور ایسے سخت مظالم جو بیان سے باہر ہین۔ اس ظلم و جور مین اُس کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیلی تنگ آ کے اپنے سرغنا کو پکڑ کے اُس کے حوالے کر دین۔ مگر یہ غرض کسی طرح نہ حاصل

شکست پر شکست

ہوئی۔ یہودا نے دوڑ دھوپ کر کے پھر ایک زبردست لشکر تیار کر لیا۔ نیقانور بھی ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اُس کے مقابلے کو آیا۔ اگرچہ اس میدان مین یونانی لشکر کی تعداد بہت ہی زیادہ تھی۔ مگر اسرائیلیون کے جوش اور اُن کی سچی دینی حمیت نے بڑی فاش شکست دے دی جس مین خود نیقانور مارا گیا۔

رومیون سے یہود کا پہلا تعلق اور دولت روم کی پالسی

اس فتح کے بعد یہودا نے اپنے ملک کی حفاظت کی ایک نئی تدبیر سوچی۔ وہ یہ کہ رومیون سے اُس نے دوستی پیدا کی۔ اور تعلقات بڑھائے۔ رومیون کا طرزِ عمل یہ تھا کہ ایمانداری یا اپنے پالیسی سے جس طرح ہو تمام دنیا کی بڑی بڑی طاقتور سلطنتون کے کمزور کرنے کی کوشش کرتے اس کوشش مین وہ اُن ملکون اور قومون کے دوست اور حامی بن جاتے جن سے اُنھین کوئی تعلق نہ تھا۔ اور نہایت ہی فیاضی و وسیع الاخلاقی سے اُن کو مدد دیتے اسی بنا پر اُنھون نے ارض یہودا کی خود مختاری کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔ اسی قدر نہین چند آس پاس کی چھوٹی ریاستون کو بھی اسرائیلیون کی حفاظت مین لے لیا

دیمطریوس کا نہایت سخت حملہ

مگر اس صلح کا حال کھلنے سے پہلے ہی دیمطریوس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ ارض یہودا پر حملہ کر دیا۔ اس مرتبہ اُس نے ایسے زبردست لشکر کے ساتھ اور ایسی شان و شوکت سے چڑھائی کی کہ اُس کی روانگی کا حال سنتے ہی یہود کے حواس جاتے رہے۔ اُن کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور لڑائی سے بھاگنے اور منھ چرانے لگے۔ یہودا کے جان نثار ساتھیوں میں سے اکثر ساتھ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ اور بڑی کوششوں اور بار بار جرأت دلانے سے وہ فقط آٹھ سو آدمیوں کو جمع کر سکا جو آخر تک اُس کا ساتھ دینے اور اُس کے جھنڈے کے نیچے جان دینے کو تیار تھے۔ مگر اس ناکامی پر بھی بہادر یہودا کے حوصلے میں فرق نہ آیا۔

یہودا کی بہادرانہ موت

اُنھیں آٹھ سو آدمیوں کو لے کے وہ اس یونانی طوفان عظیم کے روکنے کو کھڑا ہو گیا۔ اور فوراً مع اپنے رفقا کے یونانی لشکر پر جا پڑا۔ یہ لوگ جدھر رُخ کرتے دشمنوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے۔ آخر یونانی فوج کے ایک بازو کو بالکل درہم و برہم کر دیا۔ اب دوسرے بازو کی طرف رُخ کرنے کو تھے کہ یونانیوں کے نرغے میں گھر گئے۔ اب بھی اگرچہ مایوس اور بےبس تھے مگر اپنی شجاعت کی وضع نہ چھوڑی۔ یہودا اور اُس کے وہ آٹھ سو رفقا سب کے سب ملک و ملّت پر قربان ہو گئے۔ اور وہ زبردست قومی تحریک جس نے بڑے بڑے یونانی سپہ سالاروں کے دانت کھٹے کر دیے تھے ایک دم کے دم میں فنا ہو گئی۔

اُس کی خوبیاں

یہ یہودا بڑا زبردست شخص تھا۔ اُس کی زندگی اول سے آخر تک بے داغ رہی۔ اور بغیر کسی ذریعے اور وسیلے کے صرف اپنی ذاتی شجاعت و حمیت سے اُس نے جتنا بڑا کام کیا دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر یادگار ہے۔

یہود پر اپنے بد اندیش امام کے مظالم

اب الیسی موس پھر یہود کا امام بن گیا۔ مکابی گھرانے کے طرفدار ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے پکڑے اور چن چن کے مارے جانے لگے۔ اور چند ہی

روز کے اندر بنی اسرائیل کے بڑے بڑے بہادر نہایت دغابازی اور بے رحمی وسنگدلی سے مار ڈالے گئے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ قومی آزادی کی جو تحریک اسمونی خاندان سے شروع ہوئی تھی پھر فنا ہونے کو ہے۔

یہودا کا بھائی یوناتان

اتفاقاً یہودا مرحوم کے سب سے چھوٹے بھائی یوناتان نے اپنے گروہ کے چند لوگوں کو جمع کیا اور تیکواہ کے جنگل میں چھپ کے بیٹھ رہا۔ یہ جنگل نہایت ہی محفوظ تھا۔ اس کے ایک جانب دریائے یردن تھا اور دوسری طرف ایک گہری دلدل تھی۔ یونانیوں نے ان لوگوں کے استیصال کی بھی کوشش کی۔ اور فوج لے کے گئے۔ مگر مقام ایسا دشوار گزار تھا کہ کچھ نہ کر سکے۔ اور ناکام واپس آئے۔

لیسی موس کی عبرتناک موت

یہ حالت دیکھ کے یونانی سپہ سالار بختی دیس نے ارض یہودا کے تمام شہروں میں زبردست قلعے بنوائے۔ اور ان میں فوجیں متعین کیں۔ اسی اثنا میں امام ملت لیسی موس نے حرم محترم مسجد اقصیٰ کی ایک پردے کی دیوار منہدم کرانا شروع کی۔ وہ پوری منہدم نہیں ہونے پائی تھی کہ امام صاحب کے دماغ میں خلل پیدا ہو گیا۔ اور یکایک کچھ ایسی گرمی اور الجھن معلوم ہوئی کہ دم نکل گیا۔

یوناتان کی تاختیں

اس کے مرنے کے بعد بختی دیس نے جو ارض یہودا کی تمام فوج کا کمانڈر انچیف تھا کسی ضرورت سے انطاکیہ کی راہ لی۔ اس کے ہٹتے ہی یوناتان اپنی کمین گاہ سے نکل پڑا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ یہ سنتے ہی بختی دیس بڑی بھاری فوج کے ساتھ واپس آیا۔ اور اس کے آتے ہی یوناتان پھر اپنے جنگل میں جا کے چھپ رہا۔ لیکن اب اس کی وضع یہ تھی کہ بار بار جنگل سے نکل کے یونانی فوج پر اچانک آ پڑتا۔ اور بہت کچھ نقصان پہنچاتا

بھاگ جاتا۔ آخر تخنیشی دیس کو اُس سے لڑنا بے نتیجہ معلوم ہوا۔ اور اُس کے استیصال کی کوئی صورت نہ نظر آئی۔ مجبور ہو کے برابر کے شرائط پر اُس سے صلح کر لی۔ اس صلح کی صرف یہی وجہ نہ تھی کہ تخنیشی دیس کا یوناثان پر زور نہ چلا۔ بلکہ اس کے علاوہ یہ مصلحت بھی تھی کہ دربار انطاکیہ کو خیال ہوا کہ ریاست ارض یہودا اور دولت روم میں دوستی ہے۔ ایسا نہ ہو اِن لوگوں سے لڑنا رومیوں کو ناگوار ہو۔

اُس سے اور یونانیوں سے صلح

بہرحال کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ اب جو صلح یوناثان اور یونانیوں میں ہوئی تو اُس کی رو سے یوناثان ارض یہودا کا مالک اور رئیس تسلیم کر لیا گیا۔ لیکن ایسی صلح ہو جانے پر بھی بیت المقدس اور دوسرے بڑے بڑے شہر جن میں یونانی فوج موجود تھی اور نیز وہ مقامات جہاں ایسے یہودی آباد تھے جو یونانیوں کے اثر میں آ چکے تھے سب یوناثان کے خلاف تھے۔ اور اُس سے لڑنے پر آمادہ تھے۔

وہی فرمانروا ئے ارض یہودا

اسی اثنا میں شام کی یونانی سلطنت میں ایک نیا انقلاب ہو گیا۔ جس کی وجہ سے یوناثان کو سنبھلنے اور اپنی قوت بڑھانے کا بہت اچھا موقع مل گیا۔ وہ انقلاب یہ تھا کہ اسکندر بالاس نام ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں انطیوکس ایپی فانس کا بیٹا ہوں۔ اور اصلی وارث تاج و تخت میں ہی ہوں۔

اسکندر مدعی سلطنت شام

رومیوں نے فوراً تصدیق کر دی۔ اور اُس کی پشت پناہی کو کھڑے ہو گئے۔ یوناثان کی قوت چونکہ دونوں حریفوں کی نظر میں زبردست تھی اس لیے دونوں خوشامدیں کر کر کے اُسے اپنی طرف بلا رہے تھے۔ اِدھر دمیطریوس اپنی طرف بلاتا تھا۔ اُدھر یہ نیا دعویدار سلطنت اسکندر اپنا شریک بنانا چاہتا تھا۔ دمیطریوس کو جب یہ اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو یوناثان اسکندر

یونانیوں کے باہمی جھگڑے سے یوناثان نے فائدہ اُٹھایا

بیت المقدس پر یوناثان کا قبضہ

اسکندر کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا تو اپنا اثر ڈالنے کے لیے اس کے پاس بہت سا روپیہ اور قیمتی تحفے ہدیے بھیجے - اور جتنے اسرائیلی کفیل اس کے ہاتھ مین اسیر تھے سب کو چھوڑ کے عزت کے ساتھ بھیجدیا - یوناثان نے موقع پاتے ہی بیت المقدس پر قبضہ کر لیا گو کہ قلعے سے ابھی تک یونانی لشکر نہین نکلا تھا -

اسکندر کے وعدے

اس کے مقابل اسکندر بالاس نے یوناثان کے سامنے یہ شرطین پیش کین کہ "مین آپ کو بنی اسرائیل اور مسجد اقصیٰ کا امام تسلیم کرتا ہون خراج سے آپ کو بالکل مستثنیٰ کر دون گا - شاہی ٹیکس اور نمک کا محصول بھی معاف کر دونگا - جس قدر غلہ ہر سال ارض یہودا سے لیا جاتا ہے اس کا ایک تہائی حصہ اور جتنے میوجات لیے جاتے ہین ان کا نصف حصہ بھی چھوڑ دون گا - اور جتنے اسرائیلی دولت انطاکیہ کے ہاتھ مین اسیر ہین سب کو آزادی دے دون گا - اور باقرار واثق کہتا ہون کہ آیندہ کبھی اسرائیلیون کے مذہب مین کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائیگی بلکہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور مرمت کے لیے آپ کو کچھ نقد رقم بھی دی جائیگی اور شہر طلیس

یوناثان امام یہود

اسی غرض کے لیے اسرائیلیون کو دیدیا جائیگا - یوناثان نے یہ شرطین فوراً قبول کر لین - امامت کا خلعت پہنا - اور یون کہنا چاہیے کہ اسی وقت سے خاندان اسمونی کی سلطنت شروع ہوئی -

اسکندر بادشاہ شام

اور اسرائیلیون کا ساتھ دینے کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسکندر کو پوری فتح حاصل ہوئی - دیمطریوس اس کے ہاتھ سے مارا گیا - اور وہ مستقل طور پر شام و انطاکیہ کا فرمان روا ہو گیا - تاجدار مصر کی بیٹی کے ساتھ شادی کر کے خاندانی عزت و وجاہت بھی حاصل کر لی - اور یوناثان کو جو شادی کے جشن مین شریک تھا ہاتھون ہاتھ لیا - اور دربار مین اس کی بے انتہا عزت کی -

انحطاط بادشاہ شام

مگر اسکندر بالاس چند ہی روز سلطنت کرنے پایا تھا کہ

خبر بطلیموس نے اُس کے خلاف سازشیں کر کے اُسے نکال باہر کیا۔ اور نقاطور انطاکیہ کا فرمان روا ہو گیا۔ یوناثان نے مصر و شام کے اس جھگڑے سے فائدہ اُٹھا کے بیت المقدس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس میں اب تک یونانی لشکر موجود تھا۔ محاصرے کے دوران میں اُس نے سُنا کہ یہودیوں کی جو پارٹی اُس کے خلاف تھی اُس کے چند نائب انطاکیہ میں گئے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں اُس کی شکایت کریں اور سلطنت شام کو اُس کے خلاف بنا دیں۔ یہ سنتے ہی اُس نے قلعۂ بیت المقدس کے محاصرے پر ایک زبردست لشکر چھوڑ دیا اور خود پیروی کے لیے انطاکیہ کی راہ لی۔ اس مرتبہ

یوناثان انطاکیہ میں

انطاکیہ میں اُس کی ہمیشہ سے زیادہ عزت ہوئی۔ اور ایک نیا عہد نامہ ہوا جس کی رُو سے یوناثان کو بہت سے نئے حقوق دیدیے گئے۔ اور تین ہزار اسرائیلیوں کا ایک باڈی گارڈ خاص شاہ انطاکیہ کی حفاظت جان کیلیے مقرر ہوا۔ اتفاقاً اسکندر بالاس کے بیٹے انطیوقس نے انطاکیہ میں ایک ایسی سازش کی کہ سارے شہر میں بلوہ ہو گیا۔ بلوائی نقاطور کی جان لینے کے درپے تھے۔ مگر یہودی باڈی گارڈ نے ایسی حفاظت کی کہ اُس کا بال بھی بیکا نہ ہو سکا۔ اس واقعے سے انطاکیہ

نقاطور اور یوناثان میں مخالفت

میں اسرائیلی باڈی گارڈ کی اور وقعت ہو گئی۔ مگر چند روز بعد ایسے واقعات پیش آئے کہ شاہ انطاکیہ نقاطور میں اور یوناثان میں مخالفت ہوئی۔ وہ اختلاف عداوت کے درجے کو پہونچ گیا۔ اور یوناثان نے اپنا یہودی باڈی گارڈ انطاکیہ سے واپس بلا لیا۔

انطیوقس بادشاہ شام

اس گارڈ کا واپس آنا تھا کہ انطیوقس نے پھر شورش مچا دی۔ اور چونکہ نقاطور کی حفاظت کا کافی انتظام نہ تھا اُسے شہر چھوڑ کے بھاگنے کے سوا کسی بات میں مفر نہ نظر آیا۔ اُس کا بھاگنا تھا کہ انطیوقس تاج و تخت پر قابض ہو گیا۔ اور سلطنت پھر اسکندر بالاس کے گھرانے میں آ گئی۔ انطیوقس نے یوناثان کی بڑی قدر و منزلت کی

اُسنے بدستور امامت یہود پہ بحال رکھا - اور اُس کے بھائی شمعون کو ساحل طائر سے حدود مصر تک کی کُل یونانی فوج کا کپتانِ اعظم مقرر کر دیا - کیونکہ دراصل یوناثان ہی کی مدد سے اُسے حکومت ملی تھی - اور اُسی کے بِرتے پر وہ حکومت کر رہا تھا -

طریفون کی مکاری

مگر دیمطریوس کے سپہ سالار طریفون کو اُس پر حسد آیا - اس کو خیال تھا کہ اگر یوناثان انطیوقس کی مدد نہ کرے تو مین خود شام کا بادشاہ ہو جاؤن اس بغض و حسد نے یہان تک ترقی کی کہ اُس نے بہ ظاہر محبت بڑھا کے اور بہت سے عہد و پیمان کر کے یوناثان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اپنی فوج کو بے ضرورت ہونے کی وجہ سے گھٹا دے - کیونکہ اب نہ کسی سے لڑنا ہے اور نہ کسی بیرونی حملہ آور کا اندیشہ ہے - اس کے بعد اُسے لکھا کہ شہر طولمیس گو کہ آپ کو دیا گیا مگر ابھی تک یونانیون ہی کے قبضے مین ہے - اور اُن کی طرف سے مین قابض ہون - آپ اپنے چند احباب کے ساتھ یہان تشریف لا کے میرے مہمان ہوجیئے - تاکہ مین اُسے آپ کے حوالے کر دون

اور یوناثان سے دغا

یوناثان نے اُس کی خاطرداشت کے خیال سے اور اُس کی محبت کا لطف اُٹھانے کے لیے طولمیس کی راہ لی - مگر جیسے ہی شہر کے اندر داخل ہوا طریفون نے پھاٹک بند کروا لیے - اور جو فوج چھپا رکھی تھی اُس کے ذریعے سے اُسے گرفتار کر لیا - اور ساتھ ہی ارض یہودا پر حملہ کر دیا - اس دغابازی کی کارروائی سے بنی اسرائیل

شمعون یہود کا سرغنا

سخت متحیر ہوئے - مگر یہ نہین ہوا کہ خاموش ہو جاتے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ رہتے - اُنھون نے فوراً یوناثان کے بھائی شمعون کو اپنا سردار و سرغنا بنایا اور سارا اسرائیلی لشکر اُس کے زیر علم ہو گیا -

دغاباز طریفون نے یہ حالت دیکھی تو فوراً پیام صلح دے دیا - اور لکھ بھیجا کہ اگر امن و امان قائم رکھا جائے اور جنگجوئی موقوف ہو تو مین ایک سو طلنٹ چاندی لیکے یوناثان کو چھوڑ دون گا - لیکن بعدہٗ امن امان کی ضمانت و کفالت مین اُس کے دو بیٹے

میرے حوالے کر دیے جائیں۔ یہود کو یوناثان کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ طریفون کی سب شرطیں قبول کر لیں۔ اور رقم مطلوبہ اور یوناثان کے دو بیٹے فوراً اُس کے پاس بھیج دیے گئے۔ مگر طریفون اتنا بڑا بد عہد اور دغا باز تھا کہ اب بھی یوناثان کو

یوناثان کا دغابازی سے مارا جانا

آزادی نہ دی۔ بلکہ اس شریف و شجاع اسرائیلی کو ۱۴۳ قبل مسیح میں نہایت ہی بے رحمی و سنگدلی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد طریفون نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کے قلعے میں جو یونانی اسرائیلیوں میں گھرے ہوئے تھے اُن کو مدد پہونچائے۔ مگر کچھ زور نہ چلا۔ اور یہاں

انطیوقس بھی دغابازی سے مارا گیا

کے معاملات کو یونہیں چھوڑ کے وہ مع اپنے لشکر کے انطاکیہ میں جا پہونچا۔ وہاں بھی اُس نے اپنی کیادی و مکاری اور دغابازی بد عہدی کی شان دکھادی۔ مکر و فریب سے انطیوقس تاجدار انطاکیہ پر قابو حاصل کیا۔ اور موقع پاتے ہی اُسے نہایت سفاکی سے قتل کر ڈالا۔

دمیطریوس بادشاہ شام

اب طریفون اور دمیطریوس کے درمیان سلطنت کے لیے جھگڑا تھا۔ شمعون نے دمیطریوس کی طرفداری کی۔ اور اُس نے بھی حکومت پاتے ہی اُس کا

شمعون یہود کا خود مختار بادشاہ اور اُس کی حکومت

یہ معاوضہ کیا کہ شمعون کو ارض یہود کا خود مختار بادشاہ تسلیم کر لیا۔

اب شمعون نے اسرائیلی تاج و تخت پاتے ہی اپنی قلمرو کی اندرونی اصلاحوں کی

روم میں سفیر یہود

طرف توجہ کی۔ اپنا ایک سفیر رومۃ الکبریٰ میں بھیجا۔ جہاں اُس کی بہت بڑی قدر و منزلت ہوئی۔ شہر بیت سورہ کو جو ادومی لوگوں کی سرحد پر واقع تھا خوب مضبوط کر کے ایک زبردست قلعہ بنا دیا۔ بیت المقدس کے نہایت ہی اہم بندرگاہ یافہ کو بھی مستحکم کیا۔ شہر غزارہ کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اور سب سے بڑا کام شمعون نے یہ کیا کہ بیت المقدس میں جو یونانی قلعہ قائم تھا اُسے فتح کر کے

مسمار کر ڈالا - اور اسی قدر نہین بلکہ جس پہاڑی پر یہ قلعہ واقع تھا اُسے توڑ توڑ کے اتنا نیچا اور پست کر دیا کہ اب اُس مقام سے مسجد اقصیٰ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا تھا - شمعون

شمعون کی خوبیان

بہت ہی اچھا فرمان روا ے یہود تھا - رعایا کے معاملات مین بلا رُو رعایت انصاف کرتا - مسجد اقصیٰ کی مرمت کرائی - مقدس ظروف عبادت جو بک گئے تھے پھر فراہم کیے - غرضکہ اُس کے عہد مین ساری قلمرو کے اندر امن تھا اُس کی خوش انتظامی و پاک نفسی سے اِس سلطنت مین پھر اگلے زمانے کی سی خوش حالی پیدا ہو گئی - اور جتنے لوگ اُس کے ملک مین تھے سب مطمئن اور شادان و فرحان تھے - یہ سنہ ۱۴۲ قبل مسیح کا واقعہ ہے - اور مورخین کہتے ہین کہ اس زمانے مین بوڑھے لوگ عام شاہراہون اور تنگ گلیون مین بیٹھ بیٹھ کے وطن کی دولت مندی کے افسانے بیان کرتے - اور نوجوانون کی یہ حالت تھی کہ جسے دیکھیے شاندار فوجی لباس پہنے اور بانکا ترچھا بنا نظر آتا - اہل روم سے دوستی بڑھانے کے لیے شمعون نے ایک سونے کی ڈھال تحفے کے طور پر رومۃ الکبریٰ مین بھیجی جس کا وزن ایک ہزار پونڈ تھا

دیمطریوس فارسیون کا قیدی

اسی اثنا مین سلطنت شام اور دولت فارس مین لڑائی چھڑ گئی - دیمطریوس فارسیون کے مقابلے پر گیا جس مین شکست کھائی اور فارسیون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا - طریفون اس وقت تک فساد پیدا کرنے مین مصروف تھا - دیمطریوس کی گرفتاری کا حال سنا تو اور شورش مچا دی - اُس کی یہ حالت دیکھ کے

انطیوقس سی ڈیس بادشاہ شام

دیمطریوس کے بھائی انطیوقس سی ڈیس نے فوج جمع کی اور طریفون کو دو تین میدانون مین شکست دینے کے بعد مقام دورا مین محصور

اُس سے اور شمعون سے رنجش

کر لیا - شمعون قدیم تعلقات کی وجہ سے انطیوقس کا طرفدار تھا لیکن انطیوقس کے خیال مین یہ بات گذری کہ دوستی و اعانت کے معاوضے مین فرمان روا ے ارض یہود کو جو حقوق دیے گئے ہین وہ بہت زیادہ ہین -

ارض مقدس کا آزاد کر دیا جانا چاہیے گوارا بھی کر لیا جائے مگر یلا و غزارہ اور یافا پر شمعون کا قبضہ ہونا اس کی عقل میں بالکل خلاف مصلحت تھا۔ دل میں یہ پیچ و تاب کھا کے اس نے شمعون کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجا اور رقم خراج اور زر تاوان کا تقاضا کیا۔ اس کے جواب میں شمعون نے خراج ادا کرنے سے تو قطعاً انکار کر دیا لیکن بندرگاہ یافا کے معاوضے کی رقم ادا کرنے کا البتہ وعدہ کیا۔ مگر جو یونانی ایلچی آیا تھا اس نے یہاں کی دولت مندی اور شمعون کے محلوں کی رونق و شوکت اور اس ساز و سامان کو دیکھا تو غش غش کر گیا۔ اور واپس جا کے ان واقعات کو انطیوکس کے

سلطنت شام کا شمعون پر حملہ

سامنے اس انداز سے بیان کیا کہ وہ فوراً لڑائی چھیڑ پر آمادہ ہو گیا۔ اور اپنے سپہ سالار قندےبیوس کو حکم دیا کہ بڑھ کے دست لشکر لیکے جاؤ اور اس نئی سلطنت ارض یہودا کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالو۔

اور شکست

اب شمعون کی عمر بہت زیادہ آ گئی تھی۔ میدان میں جانے کے قابل نہ تھا۔ اپنے بیٹوں یہودا اور یوحنا ہرقانوس کو اس یونانی لشکر کے مقابلے پر روانہ کیا جنہوں نے جاتے ہی قندےبیوس کو شکست دیدی۔ اور بڑھ کے شہر ازوتوس پر قبضہ کر لیا۔

شمعون دغابازی سے مارا گیا

ادھر تو یہ لڑائی ہوئی ادھر ایوبوس کے بیٹے بطلیموس نے انطیوکس شاہ انطاکیہ سے سازش کر کے شمعون اور اس کے بڑے بیٹے یہودا کو سنہ قبل محمد میں دعوت کے طریقے سے شہر جریکو میں بلایا اور وہ اطمینان و خاطر جمعی سے دعوت کا لطف اٹھا رہے تھے کہ اچانک حملہ کر کے دونوں باپ بیٹوں کو قتل کر ڈالا۔ چھوٹا بیٹا یوحنا ہرقانوس اتفاقاً کسی ضرورت سے شہر غزارہ میں گیا ہوا تھا۔ بطلیموس نے کوشش کی کہ اس کی زندگی کا خاتمہ اسی شہر میں کر دیا جائے۔ چالاکی سے اس کے اسیر کر لینے کی کوشش کی۔ اور چاہا کہ خبر ہونے سے پہلے ہی

ہرقانوس امام یہود

اُسے پکڑ لے۔ مگر وہ دل مین کچھ کھٹک گیا تھا۔ دغاباز مہماندار کے پنجے سے بھاگ کے بیت المقدس مین ہو رہا۔ اور جیسے ہی شمعون کے مارے جانیکی وہان خبر پہونچی تمام اسرائیلیون نے مل کے بالاتفاق اُسی کو اپنا مقتدا اور سردار اور حرم محترم کا امام منتخب کر لیا۔

یوحنا ہرقانوس نے امام یہود منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلا یہ کام کیا کہ فوج جمع کی۔ اور جوش و خروش سے چلا کہ اپنے باپ اور بھائی کے خون کا انتقام لے ہرقانوس کی مان اور اُس کے اور کئی عزیزون کو دغاباز بطلیموس نے قید کر رکھا تھا۔ جیسے ہی ہرقانوس زبردست لشکر لے کے آیا اُس نے جریشو کے پھاٹک بند کرا لیے۔ مظلوم قیدیون کو سامنے فصیل پر لا کے کھڑا کر دیا اور ہرقانوس کے پاس کہلا بھیجا "اگر تم نے شہر پر حملے کا ارادہ کیا تو تمھاری مان اور عزیزون کو ایسی ایسی اذیتین پہونچا کے مارون گا کہ تم بھی یاد کرو گے" ساتھ ہی شمعون کی بیوہ نے فصیل پر سے چلا کے اپنے بیٹے سے کہا "تم میری کچھ پروا نہ کرو۔ اور بے تکلف حملہ کر کے اپنے باپ

ایک یہودیہ خاتون کا ایثار نفس

اور بھائی کے خون کا بدلا لو" مگر ہرقانوس سے یہ نہ ہو سکا۔ مان کی تکلیف و مصیبت نہ دیکھی گئی۔ فقط محاصرہ کیے پڑا رہا۔ کبھی شہر پر دھاوا کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ اتنے مین اسرائیلی نوروز کا زمانہ آ گیا۔ اور ہرقانوس کو مجبوراً محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ راستہ کھلتے ہی بطلیموس شہر فلاڈلفیا کی طرف بھاگ گیا۔ اور اُس کے بعد پتہ نہ چلا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا۔

ارض یہودا پر پھر یونانیون کا حملہ

اب سنہ ۷۴۲ قبل محمد مین عو انطیوقس نے زبردست یونانی لشکر کے ساتھ آ کے ارض یہودا پر بڑے جوش و خروش سے یورش کی۔ اور سارے ملک کو لوٹنا مارنا اور ویران و تباہ کرنا شروع کر دیا۔ یہان تک کہ بڑھ کے خاص بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ ہرقانوس یہین تھا۔ اور باہر کی رسد بند

ہو جانے سے سخت پریشان تھا۔ اہل شہر بھوکون مر رہے تھے۔ اور کوئی تدبیر نہین بن پڑتی
تھی اس محاصرے کے زمانے مین عید تابوت سکینہ کا زمانہ آگیا جس کو قدیم بنی اسرائیل سلسلہ ایک ہفتے
تک عید منایا کرتے تھے۔ انطیوقس بالطبع نہایت ہی رحم دل شخص تھا اور اسکے ساتھ

انطیوقس کی رحم دلی

بڑا ہی فیاض تھا۔ اُس سے یہ نہ دیکھا گیا کہ یہودی اپنی عید کے دن بھی
فاقہ کرین۔ فوراً ایک ہفتے کے لیے صلح کر لی۔ اور اسرائیلیون کے پاس قربانی کے لیے بہت سے
جانور بھیج دیے۔ اُس کی یہ فیاضی بے نتیجہ نہ رہی۔ ایسے فیاض فرمان روا سے لڑنا یہود کو بھی

صلح اور ارض یہودا پر بادشاہ شام کا قبضہ

خلاف انسانیت و شرافت معلوم ہوا۔ چند شرطون پر اُس نے چاہا صلح
کر لی۔ اور ہتھیار رکھ دیے۔ یہ شرائط اگرچہ بہت ہی سخت تھے تاہم
اس سے اچھا ہوا کہ اسرائیلیون کو بغیر کسی شرط کے ہتھیار رکھنا پڑتے۔ اس لیے کہ
اُن مین ہمت چاہے کیسی ہی ہو مگر اب مقابلہ کرنے کا دم نہ تھا۔ اب ارض یہودا پھر
انطیوقس کے زیر نگین تھی۔ اور بیت المقدس کا قلعہ جسے یہود نے بنا لیا تھا منہدم
کر دیا گیا۔

اس کے چار سال بعد سنہ ۱۲۹ قبل مسیح مین فارسیون اور شام کے یونانیون مین
پھر لڑائی چھڑ گئی۔ انطیوقس اِس مہم پر چلا تو یوحنا ہرقانوس کو طلب کیا کہ میرے
ساتھ چل کے ایرانیون سے لڑو۔ ہرقانوس اپنے اسرائیلی لشکر کے ساتھ گیا۔
مگر وہان پہونچ کے لڑائی کا رنگ دیکھا تو اُسے یاس ہو گئی۔ اور یقین ہو گیا
کہ اس لڑائی مین انطیوقس کو کامیابی حاصل ہونا غیر ممکن ہے

فارسیون نے سلطنت شام کو شکست دی

لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے ہی تا حد امکان کیسے سے رخصت
ہو کے واپس چلا آیا۔ اور گھر پہونچ کے سنا کہ لڑائی
مین یونانیون کو فاش شکست ہوئی۔ اور انطیوقس مارا گیا۔

دمیطریوس پھر بادشاہ شام

الغرض دمیطریوس جو اس وقت تک ایرانیون کے

اتھ میں قید تھا۔ انطیوقس کے مارے جاتے ہی کسی حکمت سے چھوٹ کے بھاگ آیا۔ اور انطاکیہ میں پہونچتے ہی بغیر اس کے کہ کوئی مزاحم ہو تاج و سریر پر قابض ہو گیا۔

ارض یہودا کی آزادی

سلطنت شام کی اس نازک حالت کے وقت ہرقانوس نے موقع پاتے ہی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے بعد سے پھر کبھی شام کی سلطنت یونان ان کو اپنا مطیع نہ بنا سکی۔ اس لیے کہ اب انھیں کسی دوسرے کی فرمانبرداری اُسی وقت کرنا پڑی جب رومیوں نے یونانی سلطنت شام کا خاتمہ کر کے اس سرزمین کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

باب دہم

خاندان اسمونی کی خودسر و آزاد حکومت

ہرقانوس کا عروج۔ شہر سِکم اور اُس کے بتخانے کا انہدام۔ سامرہ و شام کی تباہ حالت۔ اسرائیلی قلمرو کی سرسبزی۔ حکومت ادوم اور اُس کے مذہب کا خاتمہ۔ دولت روم سے دوستی۔ سامریہ پر حملہ۔ اُس ملک پر یہود کا قبضہ۔ سامریہ ایک تالاب بنا دیا گیا۔ ہرقانوس کی فریسیوں سے مخالفت۔ صدوقیوں کی طرفداری اور موت۔ ارسطوبولوس شاہ یہودا۔ خاندان والوں پر اُس کے مظالم۔ انطگونس کی فتح۔ جوانمرد بھائی کو دغابازی سے قتل کرانا۔ آہ مظلوم کا اثر۔ اور ارسطوبولوس کی خوفناک موت۔ اسکندر جانوس بادشاہ یہودا۔ گرد و پیش کی سلطنتوں کی حالت۔ طلمیس کا عام محاصرہ۔ لاطیروس حاکم قبرس۔ اسکندر کی پُرفن کارروائی۔ اُس کے ملک پر لاطیروس کا حملہ۔ لاطیروس کے ہولناک مظالم۔ اسکندر کی کمک کو مصری لشکر کا آنا۔ اسکندر مصر میں۔ اُس کا مصریوں کے مکر سے بچ کے نکل آنا۔ مشرقی

یہ دن کے علاقے پر اُس کا ناکام حملہ - غزہ پر ناکام حملہ - غزہ پر دوسرا حملہ اور نقصان اُٹھانے کے بعد فتح - جوش انتقام مین اُس کی بدعہدی - بیت المقدس کے خانگی جھگڑے - عوام کی شورش - خود اپنی رعایا کو قتل کرنا - پھر مشرقی یردن پر ناکام حملہ - گدر کے ہنگامے - شاہ شام یہودی رعایا کی مدد پر - اسکندر کا شکست کھا کے بھاگنا - پھر یہودی بادشاہ اور رعایا مین اتحاد - بیت ہوم کا محاصرہ اور فتح - اپنی رعایا پر سخت ترین مظالم - اسکندر کی موت - مرتے وقت وہ فریسیون کا دوست تھا - اُس کے مرتے وقت سلطنت اسرائیلی کے حدود -

ہرقانوس کا عروج

انطاکیہ مین مذکورہ بالا جھگڑون کے اُٹھ کھڑے ہونے سے فرمان رواے یہود ہرقانوس کو موقع مل گیا - ادھر سے اطمینان ہوتے ہی اُس نے اپنی قوت بڑھانا شروع کی - اپنی قلمرو کے حدود بھی وسیع کر لیے - اور یردن کے اُس پار حملہ کر کے بلاد مسمیگہ اور سیدابہ بھی اپنے قبضہ و تصرف مین کر لیے -

شہر سخیم اور اُس کے بتخانے کا انہدام

لیکن اُس نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ شہر سخیم پر قابض ہو گیا - اور وہان کے بتخانے کو جو مسجد اقصی کے جواب مین کوہ جرزیم پر تعمیر کیا گیا تھا کھود کے خاک مین ملا دیا - یہان تک کہ اُس کی کوئی اینٹ بھی اپنی جگہ پر نہ باقی رہی - یہ واقعہ ۶۸۰ قبل محمد (مطابق ۱۰۹ قبل مسیح) کا ہے - یہ بتخانہ دو سو برس تک شان و شوکت مین بیت المقدس کی مسجد اقصی کا مقابلہ کرتا رہا تھا - اب خداے واحد ذوالجلال کی عبادت کے لیے فقط مسجد اقصی رہ گئی اور یہود کے دل پر شومرون یعنی سامریہ کے بتخانے کے موجود ہونے کا جو بار تھا ہٹ گیا - یون تو دنیا مین ہزارون بڑے بڑے مشہور بتخانے پڑے تھے مگر اس بتکدے کے قیام سے بنی اسرائیل کو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا اُن کے خدا کو کسی نے اُن سے چھین لیا ہے - اب اُس کے کھد جانے کے بعد اُن کی

جان مین جان آئی - اور اُن کا خدا پھر اُن کو ملا - اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی قائم ہو گیا کہ خانۂ خدا فقط مسجد اقصیٰ ہے -

مصر و شام کی تباہ حالت

مصر و شام مین دونون جگہ نئے نئے دعویداران سلطنت اُٹھ کھڑے ہوئے - اور دونون سلطنتین تباہ و برباد ہو رہی تھین - اُن کی

اسرائیلی قلمرو کی سرسبزی

اندرونی خرابیون کی وجہ سے ارض یہوؔدا مین بالکل امن و امان تھا - اور خوش تدبیر و قابل فرمان روا ہرقانوس کے زیر حکومت ارض یہوؔدا کو روز افزون سرسبزی حاصل ہوتی جاتی تھی - سخیم کے نیست و نابود کرنے کے بعد اس یہودی فرمان روا نے علاقۂ ادومیہ کی طرف رُخ کیا - اور اُدھر توجہ ہوتے

حکومت ادومیہ اور اُس کے مذہب کا خاتمہ

ہی سارا ملک اُس کے قبضے مین تھا - اپنی اس رقیب سلطنت کو فنا کر کے اُس نے وہان کے مذہب کو بھی فنا کر دیا - وہان کی رعایا مین سے ہر شخص کو مجبور کر دیا کہ شریعت موسوی اور دین اسرائیلی کو قبول کرے اور زبردستی پکڑ پکڑ کے سب کا ختنہ کرا دیا - بس اس زمانے سے پھر کبھی تاریخ مین ملک ادومیہ کا نام نہین سُنا گیا -

دولت روم سے دوستی

ہرقانوس کی سب سے بڑی عقلمندی یہ تھی کہ اُس نے دولت روما سے ہمیشہ دوستانہ تعلقات قائم رکھے - ادومیہ کے فتح کر لینے کے بعد اُس عہدنامے کی تجدید ہوئی - اور نئے معاہدے مین دونون جانب سے وعدہ کیا گیا کہ دونون سلطنتین اپنے اپنے دشمنون کے مقابلے مین ایک دوسرے کی مددو معاون رہین گی -

سماریہ پر حملہ

تخت نشینی کے چھبیسوین سال ہرقانوس نے علاقۂ سماریہ پر (جسے ہم اکثر شومرون کے نام سے بھی یاد کرتے آئے ہین) فوج کشی کی - اور ارادہ کیا کہ اُسے بھی فتح کر کے اپنی سلطنت مین شامل کر لے - اس مہم پر اُس نے

اپنے دو بیٹون ارسطو بولوس اور انٹی غونس کو روانہ کیا۔ سماریہ والون نے فرمانروائے دمشق انطیوقس قزی قنوس سے مدد مانگی۔ وہ فوراً اُن کی کمک پر آ گیا۔ لیکن دونون اسرائیلی بھائیون نے اُسے بھی پوری شکست دے دی۔ اس اثنا مین مصر سے بھی چھ ہزار فوج سماریہ والون کی مدد کو آ گئی۔ یہودیون نے جوش و خروش سے حملہ کر کے اُسے بھی مار کے بھگا دیا۔ اور فوراً بڑھ کے خاص سماریہ کا

اس ملک پر یہود کا قبضہ

محاصرہ کر لیا۔ جو پورے ایک سال تک قائم رہا۔ آخرکار اسرائیلیون نے دھاوا کر کے شہر کو فتح کر لیا۔ لیکن محاصرے کے دوران ہی مین شہر اسقفی توپلیس اور علاقۂ شومرون کے دیگر عظیم الشان بلاد یہودیون کے قبضے مین آ چکے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سماریہ کے فتح ہوتے ہی سارا علاقۂ سماریہ اور پوری ارض جلیل بھی ہرقانوس کے قبضے مین آ گئی۔ شہر سماریہ بالکل منہدم اور برباد

سماریہ ایک تالاب بنا دیا گیا

کر دیا گیا۔ اور گرد کی پہاڑیون سے کاٹ کے اُس پر نہرین گرا دی گئین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قدیم شہر جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد سے بیت المقدس کی رقابت کا علم بلند کر رکھا تھا بجائے ایک آباد و بارونق شہر کے ایک گہرا تالاب بن گیا۔ اُس کا تختہ بہت ہی نشیب مین واقع تھا۔ اس لیے پہاڑون سے جو نہرین آ کے گرتی تھین اُن کا پانی بجائے بہ کے نکل جانے کے وہین جمع رہا کرتا۔

بیرونی معاملات مین ہرقانوس ہمیشہ کامیاب ہی رہا۔ مگر آخر مین چند اندرونی معاملات ایسے پیش آ گئے کہ اُس کی زندگی کے آخری ایام نہایت پریشانی مین گزرے۔

ہم بتا چکے ہین کہ یہود کے دو فرقے ہو گئے تھے۔ فریسی اور صدوقی۔ مکابی خاندان کی کامیابی کا اصلی راز یہ تھا کہ فریسی فرقے والے ہمیشہ اُس کے

ہرقانوس کی فریسیون سے مخالفت

ممد و معاون رہے تھے۔ لیکن ہرقانوس آخر عمر مین فریسی لوگون کے خلاف ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک

آہ مظلوم کا اثر | یہ ایسا ظالمانہ واقعہ اور اتنا بڑا گناہ تھا کہ ارسطوبولوس خود بھی اس کا
بوجھ نہ اُٹھا سکا- بھائی کی لاش دیکھ کے دل مین کچھ ایسی ہول سما گئی کہ خون
کی قے آنے لگی- یہ بھی اتفاق کی بات کہ اُس کا غلام خونی استفراغ کا طشت
پھینکنے کو لیے جاتا تھا کہ عین اُس مقام پر جہان انطی غونس قتل ہوا تھا اور اُس کا
خون گرا تھا غلام کے ہاتھ سے طشت چھوٹ کے گرا اور اُلٹ گیا- اور دونون
بھائیون کا خون ایک ہی جگہ زمین پر گرکے مل گیا- اس حیرت انگیز واقعے سے سارے
ارسطوبولوس کی عبرتناک موت | محل مین شور مچ گیا- غل سُن کے بادشاہ نے پوچھا
یہ کیسا شور ہو رہا ہے؟ کسی نے اصل حقیقت بیان کر دی سُنتے ہی ارسطوبولوس
کے دل مین کچھ ایسی ہول سما گئی کہ اسی دھڑکے مین اُس کا دم
نکل گیا-

اسکندر جانوس شاہ یہودا | اب ارسطوبولوس کا بھائی اسکندر جانوس جانشین ہوا- اسکے
چھوٹے بھائی نے مخالفت مین خفیف سی حرکت کی تھی کہ گرفتار ہوا- اور فوراً
مار ڈالا گیا- اسکندر اگرچہ کوئی کامیاب فرمان روا سے بنی اسرائیل نہ تھا مگر
بڑا عالی ہمت شخص تھا- اور اُس کا زمانہ بھی ارض یہودا کے لیے غنیمت تھا
اس لیے کہ اُس پاس کی تمام ریاستین آپس کے جھگڑون مین پھنسی ہوئی تھین
اور کسی کو یہودی قلمرو کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی-

گرد و پیش کی سلطنتون کی حالت | مصر مین بطلیموس فسقون مر چکا تھا- اور اُس کی
جانشین اُس کی بیوہ کلیوپٹرا تھی- اُس کا بڑا بیٹا بطلیموس لاطیروس جزیرۂ قبرس
مین حکومت کر رہا تھا- مگر اپنی مان کے خون کا پیاسا تھا- شام کی یونانی
سلطنت کے اب دو ٹکڑے ہو گئے تھے- ایک کا فرمان روا انطیوقس غزاقوس
تھا اور دوسرے کا انطیوقس سی شیقنوس- ایک کا دار السلطنت انطاکیہ تھا اور

دوسرے کا دمشق - شہر طولمیس کو چھوڑ کے ساری ارض یہودا اسرائیلی سلطنت کے قبضے مین تھی - شہر غزہ بھی اسرائیلیون ہی کی قلمرو مین شامل تھا - اور بلاد دورا اور اسطراطون - زوئلوس نام ایک اور فرمان روا کے زیر تصرف تھے جو ایک حد تک شامی سلطنت کا ماتحت تھا -

طولمیس کا ناکام محاصرہ

اسکندر نے چاہا کہ متاخر الذکر شہرون کو اپنے قبضے مین کر لے چنانچہ بڑھ کے شہر طولمیس کا محاصرہ کر لیا - طولمیس والون نے اپنے مین مقابلے کا دم نہ پایا تو قبرس کے حاکم بطلیموس لاطیروس سے مدد مانگی - وہ فوراً ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ اُن کی کمک کو آ گیا - اُس کے آتے ہی اسکندر محاصرہ چھوڑ کے واپس

لاطیروس حاکم قبرس

چلا آیا - اور لاطیروس نے طولمیس مین داخل ہونے کا ارادہ کیا - تو طولمیس والے ڈرے کہ ایسا نہ ہو یہی ہمارے شہر پر قبضہ کر لے - اور آخر مین یہ مثل صادق آئے کہ "ولیکن عاقبت خود گرگ بودی" اس اندیشے سے اُنھون نے شہر کے پھاٹک بند کر لیے - اور اُسے اندر نہ آنے دیا - لاطیروس کے پاس کافی فوج تو موجود تھی مگر طولمیس پر قبضہ پانا دشوار نظر آیا - دل مین یہ سوچ کے کہ اب خالی خولی کون واپس جائے اُس نے اسرائیلیون کے شہر غزہ اور زوئلوس کی قلمرو پر حملہ کر دیا -

اسکندر کی پُرفن کارروائی

اسکندر نے اس موقع پر یہ چالاکی کی کہ ایک طرف تو لاطیروس سے متنازع فیہ شہرون کے قبضے کے متعلق صلح کی مراسلت شروع کر دی - اور دوسری طرف اُس کی ماں کلیوپطرا کو لکھا کہ ایک زبردست لشکر سے ہماری مدد کیجیے - ورنہ آپ کا دشمن فرزند آپ کی سرحد پر اپنا قدم جما لیگا -

مصر کے ملک پر لاطیروس کا حملہ

اس دو رُخی کارروائی کی خبر لاطیروس کو ہو گئی فوراً جھنجھلا کے خاص ارض یہودا پر چڑھ دوڑا - اور ایک یوم السبت کو زد و د

شور سے دھاوا کر کے شہر اسوخلیس پر قابض ہو گیا۔ اور اسکندر کی پوری فوج کو جو مزاحم تھی شکست دے دی۔ تیس ہزار یہودی لڑائی مین قتل کیے۔ اور اُن پر اپنی ہیبت بٹھانے کے لیے فتح کے بعد بے انتہا مظالم شروع کر دیے۔ اسوخلیس پر قبضہ جما لینے کے بعد ایک یہودی گاؤن کو ناگہان جا کے چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور اُس کے کُل باشندون کو جن مین مرد عورت بوڑھے بچے سب شامل تھے بلا استثنا و دا تمیاز قتل کر ڈالا۔ اسی قدر نہین لاشون کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور اُن کو بڑی بڑی دیگون مین بھر کے اُبال ڈالا۔

یہ ایسے مظالم تھے کہ سُنتے ہی بنی اسرائیل کے ہوش اُڑ گئے۔ اور اُن کے دلون پر لاطیروس کی ایسی ہیبت چھا گئی کہ اُس کا نام سُنتے ہی کانپ جاتے۔ اور اُس کی طرف رُخ کرتے وحشت کھاتے تھے۔ اسرائیلیون کی اس کمزوری سے اب بظاہر اُن کی سلطنت کے بچنے کی کوئی صورت نہ نظر آتی تھی کہ یکایک مصر سے مدد آ گئی۔ ملکہ کلیوپٹرا نے ایک بہت بڑا زبردست لشکر اپنے مخصوص

اسکندر کی کمک کو مصری لشکر کا آنا

یہودی سپہ سالارون خلقیاس اور اننیاس کے زیر علم روانہ کر دیا تھا۔ اس لشکر کے آنے کا حال سُنتے ہی لاطیروس کمال بدحواسی کے ساتھ شامی اضلاع ارض یہودا کی طرف بھاگا۔ اور مصری لشکر کے دو حصے ہو گئے۔ ایک نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور دوسرے نے شہر طولمیس کا محاصرہ کر لیا۔ جہان سے یہ آفت شروع ہوئی تھی۔ لاطیروس نے بھاگتے بھاگتے دل مین یہ منصوبہ گانٹھا کہ تعاقب کرنے والون کو جھکائی دے کے کسی نئے راستے سے سرحد مصر کی طرف نکل جاؤن۔ اور جبکہ مصری فوج یہان مصروف جنگ ہو میت خود اپنی مان کے ملک پر حملہ کر دون۔ اس تجویز مین کامیابی نہ ہوئی تو جان بچا کے اپنے جزیرے مین نکل گیا۔ اور مصری

فوج نے شہر طولمیس پر قبضہ کرلیا۔

اسکندر مصر مین

جب یہ ہنگامہ دور ہو گیا تو فرمان رواے یہودا اسکندر اظہار شکر گزاری اور مبارکباد کے لیے بذات خود مصر مین جا کے کلیوپٹرا کے دربار مین حاضر ہوا۔ اور اظہار احسان مندی مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا۔ مگر یہ ایسا دغا بازی اور بے اعتباری کا زمانہ تھا کہ ملکۂ مصر کے بعض مشیرون نے اُسے مشورہ دیا کہ پھر ایسا موقع نہ ہاتھ آئے گا۔ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہو سکتی کہ اسکندر کو یہین گرفتار کر لیا جائے۔ اور قبل اس کے کہ بیت المقدس مین خبر پہونچے اپنے افسرانِ فوج کو جو ابھی وہین ہین اشارہ کر دیا جائے کہ مملکت ارض یہودا کو حملہ کر کے اپنے قبضہ مین کر لین۔" کلیوپٹرا اس مشورے پر عمل کرنے کو تیار بھی ہو گئی تھی۔ مگر یہودی سپہ سالار مصر اننیاس نے ہم مذہبی کے جوش مین اس کارروائی سے سخت مخالفت کی۔ اور کہا "ایسی دغا بازی اور مکر و فریب کی کارروائی ہماری شان سے بعید ہے" غرض شریف النفس اننیاس کے طفیل مین اسکندر مصر کے دغابازون کے پنجۂ مکر سے بچ کے اپنی قلمرو مین آیا۔ مصری فوج ارض یہودا سے مصر مین واپس گئی۔ اور اسکندر پھر خود مختاری کے ساتھ اپنی مملکت مین فرمان روائی کرنے لگا۔

اُس کا مصریون کے مکر سے بچ کے واپس آنا

مشرقی یردن کے علاقے پر اُس کا ناکام حملہ

لیکن اسکندر سے بھی سیدھا نہ بیٹھا جاتا تھا۔ پھر نئے جھگڑے مول لے لیے۔ گو کہ اُن سے کوئی مفید نتیجہ نہین حاصل ہوا اُس نے دریاے یردن کے مشرق جانب حملہ کر کے شہر غدارہ پر قبضہ کر لیا لیکن جب آگے بڑھ کے شہر اماتھوس پر پہونچا تو دشمنون سے شکست کھائی۔

غزہ پر ناکام حملہ

ادھر سے ناکامی ہوئی تو مغرب کی طرف جا کے شہر غزہ پر حملہ کر دیا۔ اس شہر کو گھیرے پڑا تھا کہ ناگہان خبر آئی اطیروس نے شہر والون کی مدد کیلیے

اپنی فوج بھیج دی ہے۔ لاطیرُس کا ہولناک نام سُنتے ہی محاصرہ چھوڑ کے واپس آیا۔ اور گھر مین خاموش بیٹھ رہا۔ لیکن دوسرے سال پھر اُس نے شہر غزہ پر چڑھائی کر کے محاصرہ

غزہ پر دوسرا حملہ

کر لیا۔ اب کی خود محصورین اس طرح جان پر کھیل کے لڑے کہ اسکندر کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اُنھون نے اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ اور ایک دن

اور نقصان اُٹھانے کے بعد فتح

شہر سے یکایک نکل کے اس زور وشور سے حملہ کیا کہ اسکندر کی ساری فوج تہ و بالا ہو گئی۔ اور اُسے اپنی شکست آنکھون کے سامنے نظر آ رہی تھی کہ ناگہان شہر والون کا سپہ سالار اپلو دوطوس جس کے دم کا سارا ظہور تھا مکر و فریب سے مار ڈالا گیا۔ اور اُس کے مرتے ہی اہل شہر نے گھبرا کے ہتھیار رکھ دیے۔

جوشِ انتقام مین اسکی بدعہدی

اسکندر شہر پر قبضہ کرتے وقت تک تو رحم دل تھا لیکن جب پورا قابو مل گیا تو اپنے لشکر کی تباہی یاد آئی۔ دل مین انتقام کی آگ بھڑکی۔ اور سپاہیون کو لوٹ مار کی اجازت دے دی۔ اہل شہر نے یہ بدعہدی دیکھی تو پھر ہتھیار لے کے مقابلے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے اسکندر کو کسی حد تک دشواریان ضرور پیش آئین۔ مگر جو حریف ہتھیار ڈال کے اپنی حمایت کے موقعے ہاتھ سے کھو چکا ہو وہ کیا کر سکتا ہے؟ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر والے بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اسکندر نے غیظ و غضب کے جوش مین شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی سارے شہر کو مسمار و منہدم کر ڈالا۔ اور ایک آباد شہر کی جگہ کھنڈرون اور ملبے کے ڈھیرون کو چھوڑ کے واپس آیا۔

بیت المقدس کے خانگی جھگڑے

لیکن اسکندر ناحق ہی دشمنون کو اِدھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرتا تھا۔ اصلی دشمن خود اُس کے گھر کے اندر موجود تھا۔ عوام بنی اسرائیل جن کا قوم مین زور تھا سب فریسی تھے۔ اور وہ صدوقیون کا دشمن بنا ہوا تھا۔

ایک سال عید تابوت سکینہ کے موقع پر عین اس حالت مین کہ وہ دینی فرائض ادا کرنے کیلیے بادشاہی اور امامت قوم کا خلعت پہنے بیٹھا تھا عوام مین یکایک ایک شورش پیدا ہوئی- اور لوگون کو اور کچھ نہ ہاتھ آیا تو دُوکانون سے ترنج اور

عوام کی شورش

چکوترے اُٹھا لیے اور اُسے کھینچ کھینچ کے مارنے لگے- ہوتے ہوتے بلوائیون کا گروہ قریب آگیا جو اُس کے نسب کو عیب لگا کے گالیان دیتے اور اُس کی امامت سے انکار کرتے تھے-

یہ رنگ دیکھ کے اسکندر نے فوج طلب کی- اور فوجی سپاہی آتے ہی اُس کے حکم سے غیر مصلح اور نہتے بلوائیون پر ٹوٹ پڑے- اور دم بھر مین چھ ہزار آدمیون

خود اپنی رعایا کو قتل کرنا

کو کاٹ کے ڈال دیا- اس کے بعد اس خیال سے کہ پھر کبھی لوگون کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو حرم مسجد اقصیٰ مین ایک چوبی اوٹ بنوا کے کھڑا کر دیا جو مقتداؤن اور عوام الناس کے درمیان مین حد فاصل رہا کرتا- پھر لوگون کے دلون پر اپنا رعب جمانے کے لیے اُس نے ایک اور تدبیر یہ کی کہ غیر قوم کے سپاہیون کا ایک دستہ اپنے باڈی گارڈ کے طریقے سے مقرر کیا- کہ ساری قوم کے لوگ بگڑ جائین تو یہ سپاہی کام آئین-

پھر مشرقی یردن پر ناکام حملہ

گھر کی شورش دبانے کے بعد اُس نے دریاے یردن کے اُس پار کے علاقے پر پھر حملہ کر دیا- اس حملے مین ابتداءً تو اسے کچھ کامیابی ہوئی لیکن انجام یہ ہوا کہ پوری شکست ہو گئی- اور ناکام و شکستہ حال واپس آیا- بیت المقدس کے اسرائیلیون کو جو اُس کے خلاف ہو رہے تھے اس شکست سے

گھر کے ہنگامے

اُس کی کمزوری کا حال معلوم ہوا تو اُنھون نے پھر سر اُٹھایا جس کے ہنگامے مسلسل چھ سال تک جاری رہے- اور سخت سے سخت خانہ جنگیون سے ارض یہود تباہ و برباد ہوتی رہی-

آخر مین جب عوام نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کا زور ہمارے دبائے نہین دبتا تو فرمان روائے شام دیمطریوس سے مدد مانگی۔ وہ تو ایسا موقع ڈھونڈھ ہی رہا تھا

شاہ شام یہودی رعایا کی مدد پر۔ اسکندر کا شکست کھاکے بھاگنا

فوج لے کے خود آپہونچا۔ اور اسکندر کو جو اندر باہر سب طرف سے دشواریون مین گھرا ہوا تھا شکست دیدی۔ آخر کار اسکندر بھاگ کے پہاڑیون مین چھپ رہا۔ اور دیمطریوس بھی اپنی فوج لے کے واپس چلا گیا۔

اس کے بعد خدا جانے کیا واقعات پیش آئے کہ دفعۃً یہود کے خیالات

پھر یہودی بادشاہ و رعایا مین اتحاد

مین ایک انقلاب پیدا ہوا۔ یا تو بادشاہ کے خلاف اور دشمن تھے یا یک بیک سب کے سب اُس کے طرفدار بن گئے۔ اسکندر اپنی کوہستانی کمین گاہ سے نکل کے آیا۔ اور ساٹھ ہزار یہودی اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس لشکر کو لے کے اُس نے شہر بیت ہوم کا محاصرہ کر لیا۔ جہان

بیت ہوم کا محاصرہ اور فتح

اُس کے بہت سے مخالفین جمع تھے۔ مگر یہ محاصرہ ایسا زبردست تھا کہ شہر والون نے مجبور ہو کے ہتھیار رکھ دیے۔ اور اسکندر بڑی شان و شوکت اور بڑے کروفر سے سالم و غانم بیت المقدس مین داخل ہوا۔ اب

اپنی رعایا پر سخت ترین مظالم

اُس نے اطمینان سے بیٹھ کے مخالف اسرائیلیون سے انتقام لینا شروع کیا۔ جو نہایت ہی سخت اور ہولناک تھا۔ آٹھ سو اسرائیلیون کو گرفتار کر کے پہلے اُن کی آنکھون کے سامنے اُن کے جورو بچون کو قتل کرایا۔ پھر اس کے بعد اُن سب کو علی الاعلان سُولی پر لٹکا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ ہزار اسرائیلی شہر چھوڑ کے بھاگ گئے۔ لیکن اس کے بعد اس کے مابقی ایام فرمان روائی مین ہر جگہ امن قائم رہا۔

اسکندر کی موت

اس واقعے کے بعد وہ بارہی سال زندہ رہا اور ۷۹ق م

قبل مسیح میں پیوند زمین ہو گیا۔ اُس سے اگرچہ زندگی بھر فریسی فرقے والوں (سے)

مرتے وقت وہ فریسیوں کا دوست تھا

مخالفت رہی تھی مگر مرتے وقت اپنی ملکہ اسکندرہ کو جسے اپنا جانشین بنایا گیا تھا وصیت کی کہ "خیریت سے رہنا چاہا گیا مگر تم اپنے زمانۂ حکومت میں فریسی لوگوں ہی کے کہنے پر چلنا۔ اُنھیں کی مدد اور اُنھیں کے مشورے سے حکمرانی کرنا۔ اور کل اقتدارات اِسی فرقے والوں کے ہاتھ میں رکھنا۔ اس لیے کہ عوام الناس علی العموم اسی گروہ کے طرفدار ہیں۔" اس وصیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آنکھ بند ہوتے ہی وہ نہایت ہردلعزیز بادشاہ بن گیا۔ اور اُس کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اُٹھایا گیا۔

اُس کے مرتے وقت سلطنت اسرائیلی کے حدود

اُس کے مرتے وقت قلمرو ارض یہود بہت وسیع تھے۔ ساحلی شہر اسطراطون سے ... شہر رسے نوکورورا" تک ساری زمین اُسی کے زیر نگین تھی۔ علاقہ ... اور سماریہ بھی اُسی کی مملکت میں شامل تھے۔ اور دریائے یردن کے اُس پار مشرق میں بھی کئی صوبے اُس کے زیر فرمان تھے۔

باب یازدہم

خاندان اسمونی کا زوال

اسکندرہ ملکۂ ارض یہود۔ صدوقیوں پر ظلم۔ ملکہ کا بیٹا ارسطوبلوس صدوقیوں کا حامی۔ ملکہ کا نہایت مناسب فیصلہ۔ ارسطوبولوس فاتح دمشق۔ ملکۂ اسکندرہ کی وفات۔ دونوں بھائیوں ارسطوبولوس اور ہرقانوس میں لڑائی۔ ارسطوبلوس کی فتح۔ ہرقانوس کی تاج و تخت سے دست برداری۔ انطی پاطروس ہرقانوس کو اُبھارتا ہے۔ شاہ عرب ارطاس اُس کی مدد پر۔ ارسطوبلوس کو شکست۔

اور مسجد اقصیٰ مین محصور ہونا - دلی اونیاس - اُس کی دعا پر اُسس کا مارا جانا - قربانی
کے جانور دینے کا وعدہ اور دغا - رومی جھنڈا دمشق مین - دونون بھائی
رومیون کو اپنے موافق بنانا چاہتے ہین - رومی سپہ سالار ارسطوبلوس کا طرفدار
ارطاس واپس گیا - فرمان رواے روم پومپے دمشق مین - اُس کے سامنے دونون
بھائیون کا دعویٰ - دونون بھائیون کے خلاف ایک تیسرا وکیل قوم - کچھ فیصلہ
نہ ہوا - پومپے عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے - پومپے ارض یہودا مین - بیت المقدس
پومپے کے حوالے کیا گیا - مگر اہل شہر نے پھاٹک بند کر لیے - پومپے
بیت المقدس مین - حرم مسجد اقصیٰ کا محاصرہ - پومپے کا اُس پر قبضہ - پومپے
حرم المحترم مین - حرمت حرم کا پاس - ہرقانوس شاہ ارض یہودا -
پومپے کو بے ادبی کی سزا - جولیس قیصر یہود کا طرفدار - ارسطوبلوس کا بیٹا
اسکندر - ارسطوبلوس کی رہائی اور پھر اسیر ہونا - حکومت ارض یہودا جنرل
گابی نوس کے ہاتھ مین - مجالس صنہادرین - پھر اسکندر کا زور اور پھر شکست -
جس رومی سردار نے یہود کو ستایا اُس کا پھل ضرور پایا - روم کے جھگڑے -
انطی پاطر رومیون کا خیرخواہ - اُس کے بیٹے فسائل اور ہیروڈ - ہیروڈ حاکم ارض
جلیل - ہیروڈ دمشق مین - بیت المقدس پر اُس کا حملہ اور واپسی - قاسیوس رومی
حاکم شام - اُس کا ارض یہودا کو لوٹنا - انطی پاطر کی موت - ارسطوبلوس
کا دوسرا بیٹا انطی غونس - فرمان رواے روم انطونی اور ہیروڈ کے تعلقات -
اہل پارتھیا کا غلبہ - وہ انطی غونس کا حامی ہے - انطی غونس اور ہرقانوس کے
باہمی جھگڑے - سپہ سالار پارتھیا حکم بدل گیا - ہیروڈ کا اس کے فریب سے بچنا ہرقانوس
اور فسائل کی گرفتاری - انطی غونس شاہ یہودا - ارسطوبلوس کی طرفداری مین ہیروڈ
کی کوشش - اور خود ہیروڈ کا بادشاہ قرار پانا - اُس کا ارض جلیل پر قبضہ -

بیت المقدس پر حملہ اور ناکامی - آرسطوبولس کی بہن مریم سے ہیرودؔ کی شادی - اور بیت المقدس پر اُس کا قبضہ - انٹی غونس کا قتل -

اسکندرا ملکہ ارض یہودا

اسکندر کے بعد اُس کی بیوہ اسکندرہ تخت پر بیٹھی - اور شوہر کی وصیت اور اُس کی بتائی ہوئی پالسی پر عمل کرنے لگی - فریسی لوگون مین سے اپنے وزیر و مشیر منتخب کیے - اور اُس کا بیٹا ہرقانوس ثانی قوم کا امام اور مقتداے اعظم منتخب ہوا - فریسی لوگون کو جو موقع مل گیا تو اُنھون نے اپنے قدیم رقیبون پر بُغض نکالنا شروع کیا - جتنے

صدوقیون پر ظلم

فریسی اسیر و پابزنجیر تھے سب کو چھوڑ دیا - اور جو جلا وطن تھے اُن کو واپس بلا لیا نوبت یہان تک پہونچی کہ اُنھون نے شاہ اسکندر مرحوم کے وزیر اعظم دیوجانس کو طرح طرح کے الزام لگانا شروع کیے - اور اُن سب لوگون سے جواب طلب کیا جن کے مشورے سے بادشاہ

ملکہ کا بیٹا ارسطوبلوس صدوقیون کا حامی

نے آٹھ سو آدمیون کو مصلوب کیا تھا - اسکندرہ اگرچہ بذات خود اِن باتون کے بالکل خلاف تھی - مگر مجبور تھی - اور اُس کی کوئی سُنتا نہ تھا تاہم اُس کے چھوٹے بیٹے ارسطوبلوس سے نہ رہا گیا - یہ حالت دیکھ کے صدوقیون کی طرفداری و حمایت مین اُٹھ کھڑا ہوا - جو لوگ ستائے جا رہے تھے اُن کی طرف سے دربار مین عرضی پیش کر دیا - اور ملکہ (اپنی مان سے) رحم کی درخواست کی - اسکندرہ نے اس

ملکہ کا نہایت مناسب فیصلہ

موقع پر نہایت ہی عمدہ پالسی اختیار کی حکم دے دیا کہ سارے صدوقی بیت المقدس سے چلے جائین اور جو فوجین سرحدی قلعون مین رہتی ہین اُن مین شریک ہو جائین - اِس حکم کو صدوقی اپنے حق مین غنیمت سمجھ کے ایک حد تک مطمئن ہو گئے - اور فریسی بھی کچھ زیادہ برافروختہ و برہم نہین ہوئے - اسی قدر نہین ملکہ نے اپنے بیٹے ارسطوبلوس کو جو غیر مطمئن اور کسی قدر ناراض دیکھا تو اُسے تھوڑی سی فوج کا افسر مقرر کر کے حکم دیا کہ جا کے بطلیموس کی گوشمالی کرو جس نے خالکیس مین خودمختاری کا جھنڈا بلند کیا ہے اور

ایک چھوٹی سی خود مختار سلطنت قائم کر لی ہو - اس مین اسکندرہ نے دو باتین اور مصلحتین مضمر رکھی تھین - ایک تو یہ کہ ارسطوبلوس بیت المقدس سے چلا جائے جو صدوقیون کی طرفداری مین دیوانہ ہو رہا ہو - دوسرے یہ کہ خالقیس پر فوج کشی کرنے کے بہانے دمشق پر حملہ کر دیا جائے - اور وہان کی یونانی قوت کا خاتمہ ہو جائے -

ارسطوبلوس فاتح دمشق

ارسطوبلوس مان کے حکم سے فوراً اُس مہم پر روانہ ہو گیا اور اُس مین پوری طرح کامیاب ہوا - اُس نے دمشق پر قبضہ کر لیا - اور اُس سے بھی زیادہ ترقی یہ کی کہ اپنی فوج مین نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گیا - اور یہ حالت ہو گئی کہ ہر سپاہی اُس پر جان فدا کرنے کے لئے تیار تھا -

ملکہ اسکندرہ کی وفات

اسکندرہ نے نو سال تک بڑی لیاقت اور کامیابی سے حکومت کی - اور ۷۰ سنہ قبل مسیح مین دنیا سے رخصت ہو گئی -

ارسطوبلوس مان کی وفات سے پہلے ہی بیت المقدس سے نکل کے چلا گیا - فوج جو اُس کے پسینے کی جگہ خون بہانے کو تیار تھی سب طرف سے سمٹ کے اُس کے ساتھ جمع ہو گئی - سرحد کی فوجین بھی جس قدر آ سکین سب

دونون بھائیون ارسطوبلوس اور ہرقانوس مین لڑائی

اُس نے اپنے پاس بلا لین - اور مان کی آنکھ بند ہوتے ہی اس لشکر عظیم کو لے کے بیت المقدس کی طرف چلا - فریسی فرقے والون نے ہرقانوس ثانی کو اپنا سردار اور امام بنایا - ارسطوبلوس کی بیوی بچے جو شہر ہی کے اندر تھے انھین پکڑ کے قید کر لیا - اور اپنا لشکر مرتب کر کے اُس کے مقابلے کو چلے -

شہر جریحو کے پاس دونون حریف بھائیون کا سامنا ہوا - مگر فوج کا زیادہ تر حصہ ارسطوبلوس کے علم کے نیچے تھا - جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہرقانوس کی

ارسطوبلوس کی فتح | فوج کے بھی بہت سے لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کے ارسطوبلوس سے جا ملے۔ جو فوج ہرقانوس کے جھنڈے کے نیچے باقی تھی وہ بھی اس قدر بددل نظر آئی کہ ہرقانوس کو لڑنے میں خطرہ ہی خطرہ نظر آیا۔ آخر بے لڑے میدان چھوڑ کے

ہرقانوس کی تاج و تخت سے دست برداری | پلٹا۔ اور قصر باریس نام اپنے ایک دیہاتی قصر تک پہونچنے پایا تھا کہ حریف بھائی نے آ لیا اور وہ اُس قصر کے اندر محصور ہو گیا اور جب فلاح کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو مجبوراً چھوٹے بھائی ارسطوبلوس کو اطلاع دی کہ میں تاج و تخت سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں نہایت ہی سادگی کے ساتھ بالکل خاموشی کی زندگی بسر کروں گا اور اس کے بعد ہتھیار رکھ دیے۔

اس واقعے سے فریسی لوگوں کی بڑی دلشکنی ہوئی۔ جیسے اُن کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور مجبوراً بالکل خاموش ہو کے بیٹھ رہے۔

مگر اب ایک اور ایسا سخت دشمن پیدا ہو گیا تھا جو اسمونی خاندان کے

انطی پاطور | حق میں فریسی لوگوں سے بھی زیادہ مہیب و خطرناک تھا۔ انطی پاطور نام ایک شخص جو اصل میں قوم ادوم کا ایک شریف و معزز شخص تھا۔ اسکندر جانس کے مفتوح علاقہ ادوم کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا۔ اُس نے ہرقانوس کے دل میں بڑی جگہ پیدا کر لی تھی۔ یہاں تک کہ اُسے یہ اُمید پیدا ہو گئی کہ جب ہرقانوس بادشاہ ہو گا تو وہ برائے نام صاحب تاج و تخت ہو گا اصل میں اُس کے نام سے میں حکمرانی کروں گا۔ جملہ اقتدارات میرے ہاتھ میں ہوں گے۔ جب ہرقانوس کو زک دے کے ارسطوبلوس فرمان روائے ارض یہود ہو گیا تو اُس کی ساری اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔

وہ ہرقانوس کو اُبھارتا ہے | ہرقانوس جب گوشہ نشینی کا عہد کر کے بیت المقدس میں

واپس آیا تو انطی پاطر نے اُسے ڈرایا کہ "آپ یہ نہ سمجھیں کہ اطمینان سے بیٹھ سکیں گے - ارسطو بلوس کسی نہ کسی طرح آپ کو مروا ڈالیگا - اور آپ اُس کے ہاتھ سے زندہ نہ بچ سکیں گے - اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیت المقدس چھوڑ کے فرمان روائے عرب ارطاس عہ کے پاس بھاگ جائیے - اور اُس سے مدد مانگیے - میرے صوبے ادومیا سے اُس کی سرحد ملی ہوئی ہے - اور اسی وجہ سے مجھ سے اُس سے دوستی ہے - میں اُسے آپ کا دوست بنا دوں گا - اور وہ جب اپنا عربوں کا زبردست لشکر لے کے آئے گا تو یہاں کے تمام فریسی بھی آپ کی طرفداری میں اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ارسطو بلوس کے بنائے کچھ نہ بنے گی"

ہرقانوس اُس کے فقرے میں آ گیا - اور بھائی سے بدعہدی کر کے ادوم سے ہوتا ہوا عرب کی طرف چلا - عرب کی یہ شمالی سلطنت ان دنوں

شاہ عرب ارطاس اُس کی مدد پر

ایک بیک بڑی زبردست ہو گئی تھی اور اُس کا دارالسلطنت بترا عہ ایک بہت بڑی تجارت کی منڈی تھا - ارطاس پچاس ہزار

ارسطو بلوس کو شکست

عربوں کے بہادر لشکر کے ساتھ اس کی کمک کو آ گیا - ارسطو بلوس اُس کے مقابلے کو نکلا - مگر فاش شکست ہوئی - اور بھاگ کے بیت المقدس میں ہو رہا - اب وہاں جا کے جو دیکھا تو ساتھ والوں نے بھی رفاقت چھوڑ دی - مجبور ہو کے حرم مسجد اقصیٰ میں جا کے بیٹھ گیا - اور پھاٹک بند کروا لیے - اس سے مقتدایان

عہ روم و شام کی تاریخ قدیم میں تاجدار عرب ارطاس کا اکثر ذکر آیا کرتا ہے - یہ فرمان روا شمالی عرب کی اُس سرزمین پر حاکم تھا جس میں بعد کے زمانے میں بنی غسان کے تاجداران عرب نے اپنا تخت فرمان روائی سجھایا - غالباً یہ بنی قضاعہ کے قبیلہ تنوخ کا کوئی سردار تھا جن لوگوں نے عمالقہ سے اس ملک کو چھین کے اپنی حکومت قائم کی تھی - عہ شہر بترا شمالی عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک موجود تھا - اُن دنوں یہاں بنی لحیان آباد تھے - اور غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ نے حجر میں جو اسی کا ایک مقام تھا منزل میں ٹھہر کے نماز ادا فرمائی

اور مسجد اقصیٰ میں محصور ہونا | قوم اُس کے ساتھ ہو گئے اور انھین نے قلعہ بند ہو کے لڑنے کا بندوبست کیا۔ یہ بندوبست ہو ہی رہا تھا کہ ہرقانوس - انٹی پاطور - اور ارطاس تینون حملہ کر کے شہر بیت المقدس مین داخل ہو گئے - اور ارسطو بلوس خاص حرم مسجد اقصیٰ کے اندر محصور ہو گیا -

اس محاصرے مین دو خاص واقعے پیش آئے جو عجیب و غریب ہین -

ولی ادنیاس | پہلا واقعہ یہ تھا کہ بیت المقدس مین ادنیاس نام ایک شخص رہتا تھا جو یہود مین ایک ولی کامل اور صاحب باطن خیال کیا جاتا - ایک سال بارش نہ ہوئی تھی اور قحط کے آثار نمایان تھے - لوگون کے کہنے سے اُس نے مینہ برسنے کی دُعا مانگی - اُس کی دُعا کے ساتھ ہی ابر رحمت حرکت مین آیا - اور خوب پانی برسا - اس واقعے نے ساری قوم کو اُس کے تصرف باطن اور اُس کی دُعا کے مقبول ہونے کا یقین دلا دیا تھا - جب یہ محاصرہ شروع ہوا تو محاصرہ کرنے والے سپاہی جو شہر مین داخل ہو چکے تھے ادنیاس کو زبردستی ہرقانوس کے سامنے پکڑ لے گئے -

اُس کی دعا | اور کہا ہماری فتح کی دعا مانگیے - اس لیے کہ آپ کی دُعا مقبول ہے - اُس نے مجبور ہو کے ان الفاظ مین دُعا کی "اے پاک پروردگار! یا الہ العالمین! اس لڑائی مین ایک طرف تیری عام مخلوق ہے اور ایک طرف تیری اُمت کے مقتدا ہین - اس لیے تیری درگاہ مین میری یہ دعا ہے کہ ان دونون فریقون

اس دُعا پر اس کا مارا جانا | مین سے جس کسی کے خلاف کوئی دُعا کرے اُسے ہرگز نہ قبول کر!" اس کی زبان سے یہ الفاظ سُنتے ہی وہ لوگ جو اُسے پکڑ لائے تھے نہایت ہی برافروختہ ہوے - غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی - چارون طرف سے اُس پہ پتھر اور ڈھیلے پڑنے لگے - اور یہان تک سنگسار کیا کہ وہ نیک نفس ولی شہید ہو گیا -

قربانی کے جانور دینے کا وعدہ اور دغا

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ یہود کی عید فسح سر پر آگئی تھی اور حرم والون کے پاس قربانی کے لیے جانور نہ تھے۔ اس ضرورت کو دونون فریقون نے محسوس کیا۔ اور باہم معاہدہ ہو گیا کہ محاصرہ کرنے والے عید کی قربانی کیلیے محصورین کو ایک مقررہ شرح قیمت سے جانور فراہم کر دین گے۔ اس قرارداد کے مطابق حرم والون نے اپنی فصیل پر سے ٹوکریان رسّی مین باندھ کے لٹکا دین۔ اور انھین مین قیمت رکھ دی۔ مگر بدعہد محاصرہ کرنے والون نے ٹوکریون مین سے قیمت تو نکال لی مگر جانور نہ دیے۔ بلکہ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ قربانی کے جانورون کے عوض ٹوکریون مین سور کا گوشت رکھدیا۔

رومی جھنڈا دمشق مین

اب یہ محاصرہ قائم ہی تھا کہ رومی علم اقبال ارض شام مین آپہونچا۔ اور دولت روما کے سردار اعظم پومپے کے ایک سپہ سالار اسقوروس نے آکے شہر دمشق پر قبضہ کر لیا۔ اس کا اثر چونکہ یہان کی تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتون پر پڑا اس لیے بیت المقدس کے محصور و محاصر دونون فریقون نے رشوت کا لالچ دلا دلا کے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ ارسطوبلوس نے جو محصور تھا ۴۰۰ ٹیلنٹ

دونون بھائی رومیون کو اپنے موافق بنانا چاہتے ہین

کی مقدار ادا کرنے کا وعدہ کیا اور اتنی ہی رقم دینے کا وعدہ ہرقانوس نے بھی کیا۔ اسقوروس چند روز متردد رہا کہ دونون حریف بھائیون مین سے کس کی جانبداری کرے۔ آخر اس کے ذہن مین یہ

رومی سپہ سالار ارسطوبلوس کا طرفدار

بات آئی کہ حرم مسجد اقصیٰ کا خاص خزانہ ارسطوبلوس کے قبضے مین ہے۔ اس لیے اس سے جو کچھ مل سکتا ہے دوسرے بھائی سے نہین مل سکتا۔ یہ سوچتے ہی فوراً ارسطوبلوس کا طرفدار ہو گیا۔ اور فرمانروائے عرب ارطاس کے پاس اس مضمون کا حکمنامہ بھیجا کہ "بیت المقدس کا محاصرہ

ارطاس واپس گیا

چھوڑ کے فوراً اپنے ملک کو واپس جاؤ۔" ان دونون رومیون کا

اس قدر اثر تھا کہ ارطاس کو سوا اس کے کہ بے عذر اس حکم کی تعمیل کرے کوئی مفر نہ نظر آیا - اور محاصرہ اُٹھا کے واپس چلا - لیکن وہ تھوڑی ہی دور جانے پایا ہوگا کہ ارسطوبلوس نے مسجد اقصیٰ سے نکل کے اُس کا تعاقب کیا - اور اس طرح اچانک اُس کے لشکر پر جا پڑا کہ سب کے ہاتھ پاؤن پھول گئے - اور ارسطوبلوس نے فاش شکست دے کے اُس کے سارے لشکر کو سخت نقصان پہونچا دیا -

فرمان روا سے روم پومپے دمشق مین

ان واقعات کو چند ہی روز ہوے تھے کہ خود پومپے کروفر اور رعب وداب سے دمشق مین آیا - اور ان اطراف کے تمام ملوک و فرمان روا نذرانے اور تحفے لے کے اُس کی خدمت مین حاضر ہوئے - تاجدار مصر نے ایک سونے کا تاج لا کے نذر کیا جس کی قیمت کا تخمینہ چار ہزار طلائی سکون کا کیا گیا - ارسطوبلوس نے ایک طلائی انگور کی بیل نذر کی جس کی قیمت چار سو

اُس کے سامنے دونون بھائیون کا دعویٰ

ٹیلنٹ تھی - ان نذرانون کے پیش ہو جانے کے بعد پومپے کے سامنے سلطنت ارض یہودا کے دونون دعویدار بھائیون کا مقدمہ پیش ہوا - پومپے نے اس مقدمے کو سال آیندہ پر ملتوی کر دیا اور وعدہ کیا کہ اس معاملے مین اُس وقت کافی غور و خوض کیا جائے گا -

دوسرے سال جب وعدہ وہ مقدمہ پھر پیش ہوا - ہرقانوس کی جانب سے پیروی کے لیے انطی پاطر پہونچا - ارسطوبلوس کی طرف سے بھی کوئی

دونون بھائیون کے خلاف ایک تیسرا وکیل قوم

ہوگا یا وہ خود ہو - مگر ایک تیسرا اسرائیلی شخص بھی آیا جو اپنی قوم کے حقوق کی نگہداشت کا دعویدار تھا - اُس نے ان دونون یہودی بھائیون کو ملزم ٹھہرایا - اور کہا یہ دونون اُس حق کے لیے باہم جھگڑا کر رہے ہین جو در اصل ان مین سے کسی کا بھی

نہین ہی۔ بلکہ وہ حق قوم کے کسی امام اور مقتدائے ملت کو ملنا چاہیے۔ یہ لوگ اپنی ایک خود مختار بادشاہی قائم کرکے زبردستی لوگون کے جان و مال پر قابض

کچھ فیصلہ نہ ہوا

ہو گئے ہین۔ اور ایک آزاد و شریف قوم کو اپنا غلام بنا لیا ہے پومپے نے تینون دعویدارون کا بیان سُنا۔ مگر فیصلہ کچھ نہ کیا۔

پومپے عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہی

وہ اور ہی تاک مین تھا۔ اور ایک اس سے زیادہ اہم معاملے پر غور کر رہا تھا۔ وہ سرزمین عرب کو اپنا مطیع فرمان بنانا چاہتا تھا۔ شہر پترا کی رونق و شوکت اور دولت مندی و تجارت کو حرص و طمع کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ دمشق سے کوچ کرکے وہ سیدھا ارض عرب کی طرف چلا۔ اور جب وہان سے

پومپے ارض یہودا مین

پلٹا تو ارض یہودا مین داخل ہو گئے اس مقدمے کے فیصلے کا ارادہ کیا۔ ارسطوبلوس اُس کی آمد سنتے ہی ایک مضبوط پہاڑی مقام اسکندرون مین جا کے بیٹھ رہا۔ مگر جب پومپے نے اُسے طلب کیا تو پہاڑون سے نکل کے آیا۔ اور حاضر ہو گیا۔ اس موقع پر پومپے نے کوشش کی کہ اُس سے ایک ایسے عہدنامے پر دستخط کرا لے جس کی رو سے اُسے اپنے تمام کوہستانی قلعون اور مضبوط و مستحکم مقامون سے دست بردار ہونا پڑتا تھا۔

ارسطوبلوس کو یہ نہ گوارا ہوا کہ بے لڑے بھڑے اتنی آسانی سے پومپے کی خواہش پوری کر دے۔ کوئی نہ کوئی موقع پیدا کرکے اُس کے پاس سے بھاگ کے بیت المقدس مین آیا۔ اور محصور ہو کے لڑنے کی تیاریان شروع کر دین۔ مگر یہان دیکھا تو یہ رنگ نظر آیا کہ شہر والون مین اختلاف ہی بہت سے لوگ پومپے سے لڑنا نہین پسند کرتے۔ بہر حال اُسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ آخر تک میرا ساتھ نہ دین گے اور اُن سے آخر تک ثابت قدم رہنے کی

بیت المقدس پومپے کے حوالے کیا گیا

امید نہین ہم وطنون سے مایوس ہو کے وہ پھر پومپے کی پاس چلا گیا

ایک بہت بڑی رقم بطریق نذرانے کے پیش کی۔ اور شہر بیت المقدس بھی اپنی طرف سے اُس کے حوالے کر دیا۔

مگر اہل شہر نے پھاٹک بند کر لیے

پومپے نے اپنے سپہ سالار گوبی نیوس کو روانہ کیا کہ جا کے اس محترم شہر پر قبضہ کر لے۔ شہر والون نے جو رومی لشکر کو آتے دیکھا تو فوراً پھاٹک بند کر لیے۔ اور اُسے اندر قدم نہ رکھنے دیا۔ اس واقعے کی اطلاع پومپے کو ہوئی تو اُس نے بے تکلف ارسطو بلوس کو قید کر لیا۔ اور خود بیت المقدس

پومپے بیت المقدس مین

کی طرف چلا۔ شہر مین ہرقانوس کے طرفدار بہت تھے۔ اُنھون نے بڑے ہی جوش و خروش سے اُس کا خیر مقدم ادا کیا۔ مگر ارسطو بلوس کے سپاہی مسجد اقصیٰ پر قابض تھے۔ اُنھون نے اپنی اندرونی فصیل حرم کے پھاٹک بند کر لیے۔ جتنے مقتدا اور مذہبی سرغنا تھے سب کو حرم کے اندر لے لیا۔ اندر جانے کے جتنے راستے تھے بند کر دیے۔ اور جتنے پُل تھے توڑ دیے۔ اور پوری طرح مقابلے کی تیاریان کر لین۔

جس پہاڑی پر مسجد اقصیٰ قائم تھی وہ تین طرف سے بالکل ڈھالو تھی

حرم مسجد اقصیٰ کا محاصرہ

اور کوئی اُن اطراف سے اندر جا ہی نہ سکتا تھا فقط شمال کی طرف سے راستہ تھا۔ اُسی طرف سے پومپے نے حرم پر حملہ کر دیا۔ مگر راستہ بہت چڑھائی کا تھا۔ اور جا بجا بلند پُلون پر برج بنے تھے۔ لہذا رومیون کے منتخب سپاہیون اور اُن کی بہترین فوج سے بھی مسجد اقصیٰ فتح نہ ہو سکی۔ یہ مجبوری دیکھ کے پومپے نے شہر طائر سے منجنیقین منگوائین۔ مگر اس پر بھی حرم مسجد پر کوئی زور نہ چلتا تھا۔ محاصرے کو تین مہینے ہو گئے۔ اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہین آتی تھی۔

اتفاقاً رومیون کو معلوم ہو گیا کہ بنی اسرائیل یوم السبت کو لڑنا گناہ

اور حرام سمجھتے ہین۔ مکابی خاندان کے حکمرانون نے ہفتے کے دن لڑنا جائز کر لیا تھا وہ بھی صرف مجبوری کی حالت تک محدود تھا۔ اور یہ قید لگی ہوئی تھی کہ اپنے بچانے اور مدافعت کے لیے ہو کسی حریف پر حملہ کرنے جانا وہ آج تک حرام سمجھتے تھے۔ پومپے نے بھی اُن کے اس دینی رواج کے مطابق حکم دے دیا کہ ہفتے کے دن لڑائی ملتوی رہا کرے۔ مگر اس سے وہ یہ فائدہ اُٹھاتا تھا کہ ہفتے کے روز رومی اپنی منجنیقون کو ڈھکیل ڈھکیل کے فصیل کے قریب پہونچاتے۔ اپنی خندقین درست اور گہری کرتے۔ اور دیگر ضرورتون سے فارغ ہوتے۔

تین مہینے کے بعد انھین کارروائیون سے ایک بُرج منہدم ہو گیا۔ اور

پومپے کا اس پر قبضہ

رومیون نے اُسی طرف سے بڑے زور و شور کے ساتھ دھاوا کر دیا۔ آخر ایک نہایت ہی جان ستان مقابلے اور خونریز لڑائی کے بعد رومی حرم کے اندر داخل ہوئے۔ اور مسجد اقصیٰ فتح ہو گئی۔

پومپے حرم الحرم مین

اب پومپے مسجد اقصیٰ کے حرم کے اندر گھُسا۔ چارون طرف پھر کے اُس کے ہر ہر کونے اور ہر ہر حصے کو دیکھا۔ اور آخر خاص حرم الحرم کے اندر بھی گھُس گیا جہان سوائے مقتدائے اعظم کے کسی معمولی مقتدا اور دولت مند اسرائیلی کو بھی اندر قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہان اُسے دیکھ کے بہت ہی تعجب ہوا کہ نہ کوئی مورت ہے نہ بُت۔ نہ تصویرین ہین نہ کوئی اور پوجنے کی چیز۔ حرم کے بعض حصون مین اُس نے بیشمار دولت دیکھی۔ مگر کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ بلکہ حکم دے دیا کہ "بس ہو چکا۔ اب رومی سپاہی

حرمت حرم کا پاس

اس محترم و مقدس حرم کو اپنے قدمون سے ناپاک نہ کرین۔" یون اُس کے حکم سے تمام رومی باہر نکل گئے۔ اور ہرقانوس کو اُس نے امام بنایا۔ مگر امامت کے ساتھ شاہی تاج اُس کو نہین دیا گیا۔

ہرقانوس شاہ ارض یہودا

اس کے بعد پومپے نے سالانہ خراج کی رقم تشخیص کی شہر
بیت المقدس کی شہرپناہ منہدم کرادی۔ اور صرف ارض یہودا کو ہرقانوس کے
حوالے کرکے چلا گیا۔ لیکن ارسطوبولوس اور اُس کے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں
کو زنجیروں میں جکڑ کے اپنے ساتھ روم میں لے گیا جہاں اُس کے جلوس داخلہ
کے ساتھ وہ ذلت و اسیری کی حالت میں روم کی سڑکوں پر نکالے اور تشہیر کرائے گئے

پومپے کو بے ادبی کی سزا

پومپے نے اگرچہ مسجد اقصیٰ کے خزانے کو یا حرم کے قیمتی مال
و اسباب میں سے کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا تھا مگر اُس کی یہ حرکت کہ خاص حرم
الحرم کے اندر دندناتا چلا گیا تمام اسرائیلیوں کے دل میں کھٹک رہی تھی۔ اب
شام سے واپس جاتے ہی اُس کا زوال شروع ہوا تو وہ اُس کی ناکامی کے
واقعات کو بڑی خوشی سے سنتے۔ اور اُنھیں یقین تھا کہ اُس کے زوال کا باعث

جولیس قیصر یہود کا طرفدار

اُس کی یہی گستاخی تھی جو اُس نے حرم اقدس کے ساتھ کی
اب اسرائیلی جولیس قیصر کے طرفدار تھے۔ اور اسی وجہ سے اُنھیں بہت سے حقوق
بھی مل گئے۔

ارسطوبلوس کا بیٹا اسکندر

ارسطوبلوس کا بیٹا اسکندر جو ارض یہودا میں موجود تھا
شجاعت و جوانمردی میں وہ بھی اپنے باپ کی نظیر تھا۔ چنانچہ اُس نے آہستہ
آہستہ ایک فوج جمع کرلی۔ اور یکایک حملہ کرکے بلاد مشارُوس۔ ہرقانیہ اور
اسکندرون پر قبضہ کرلیا۔ ہرقانوس سے جب خود کچھ بنائے نہ بنی تو رومیوں سے
فریاد کی۔ فوراً گابینوس فوج لے کے اُس کی کمک پر آگیا جس نے آتے ہی
اسکندر کو شکست دیدی۔ اور شہر اسکندرون میں اُسے گھیر لیا۔ اسکندر کی ماں
رومیوں کی طرفدار تھی۔ اور دربار روم میں کچھ اثر رکھتی تھی۔ اُس نے کہہ سن کے
اپنے بیٹے اسکندر کا قصور معاف کرادیا۔ اور رومی سپہ سالار نے وعدہ کیا کہ اگر

وہ شہر حوالے کر دے تو اُس کی خطا دربار روم سے معاف کرا دی جائے گی۔

ارسطوبلوس کی رہائی اور پھر اسیر ہونا

ادھر یہ معاہدہ ہوا اور اُدھر ارسطوبلوس اور اُس کا چھوٹا بیٹا جو روم مین گرفتار تھے کسی تدبیر سے بھاگ آئے۔ اور آتے ہی اپنے اثر سے ارض یہودا مین بغاوت کرا دی۔ لیکن مقابلے پر اکیلا بھائی نہ تھا بلکہ رومی بھی تھے۔ اور اُن سے پیش پانا دشوار تھا۔ لڑائی مین ارسطوبلوس زخمی ہو کے گرا اور گرفتار کر لیا گیا۔ اور فوراً پھر زنجیرون مین جکڑ کے روم بھیج دیا گیا۔ اب کی مرتبہ اُس کی بیوی نے پھر اپنے اثر سے کام لے کے دربار روم مین پیروی شروع کی۔ اور رومی سینٹ (پارلیمنٹ) کی منظوری سے اپنے بیٹے انطی غونوس کو آزاد کرا لیا۔ مگر ارسطوبلوس قید ہی رہا۔

حکومت ارض یہودا رومی جنرل گابی نوس کے ہاتھ مین

اب ارض یہودا کی حکومت رومی سپہ سالار گابی نوس کے ہاتھ مین تھی۔ اُس نے یہان کا نظم و نسق اور طرز حکومت بالکل بدل دیا۔ ہرقانوس قوم کا امام بے شک تھا مگر اب امام کو حکومت سے کوئی علاقہ نہ تھا۔

مجالس صنہادرین

گابی نوس نے پانچ مقامات مین جدا جدا صنہادرین کی پانچ مجالس قائم کر دین جو اسرائیلیون کے تمام قومی جھگڑون کا فیصلہ کیا کرتین۔ ایک بیت المقدس مین تھی۔ دوسری جرنیشو مین۔ تیسری غدارہ مین۔ چوتھی اماتھوس مین۔ اور پانچوین سفوریس مین۔ یہود کی یہ قومی مجلس جو مجلس صنہادرین کہلاتی اسیری بابل کے زمانے سے قائم تھی جس مین اکھتر ممبر ہوا کرتے۔ اور مدت ہائے دراز سے وہی اُن کی عدالت تھی۔ یہ طرز حکومت ایک زمانے تک قائم رہا۔ یہان تک کہ جولیس قیصر نے ہرقانوس کو شاہی اختیارات عطا کر دیے۔

پھر اسکندر کا زور

گابی نوس نے ارض یہود مین یہ انتظامات کر کے

مصر کی جانب توجہ کی۔ اُس طرف روانہ ہی ہوا تھا کہ یکایک اسکندر نے میدان خالی دیکھتے ہی پھر علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور جو تھوڑے بہت رومی اس سرزمین مین چھوڑ دیے گئے تھے اُنھین ہر طرف سے ہٹا کے کوہ جرزیم مین محصور کر لیا۔ گابی نوس یہ خبر سُنتے ہی پلٹ پڑا۔ اور اسکندر اُس کے مقابلے کو اسّی ہزار اسرائیلیون کی جمعیت کے ساتھ بڑھا۔ مگر یہ رومیون کے عروج اقبال کا زمانہ تھا۔ ہر طرف اُن کی پامردی و نبرد آزمائی کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ بہادر سے بہادر سپاہی اُن کے خوف سے کانپتے اور اُن کے نام سے ڈرتے تھے۔ اسکندر کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ گابی نوس نے اسرائیلیون کے اس زبردست قومی لشکر کو بھی شکست دے دی۔ اور اسکندر شکست کھا کے اُفتان و خیزان بھاگا۔

اور پھر شکست

جس رومی سردار نے یہود کو ستایا اُس کا پھل ضرور پایا

مگر یہ عجیب بات ہے کہ یہودی تو کبھی کامیاب نہین ہوئے مگر رومیون مین سے جس کسی نے اُن پر مظالم کیے اور اُنھین ستایا اُسے گھر جاتے ہی خود اپنی قوم کے ہاتھ سے اُس ظلم کا بدلہ مل گیا۔ پومپیے نے حرم مین گستاخی کی تھی وطن جاتے ہی بد اقبالی کے کرشمے دیکھنے لگا۔ اسی طرح گابی نوس اسرائیلیون کو تہ و بالا کر کے روم مین گیا تو وہان اُس پر کچھ ایسے الزامات عائد کیے گئے کہ جلاوطن کر دیا گیا۔ اور ایسے ہی متعدد واقعات بعد بھی پیش آئے۔

اس خانہ جنگی کے دور مین ارض یہودا کی قسمت بھی آس پاس کے دیگر صوبون کی طرح تغیر پذیر رہتی۔ اور برابر "کل یوم ہو فی شان" کی حالت آیا کرتی۔

روم کے جھگڑے

اب عظیم الشان دولت روم مین جھگڑے برپا تھے۔

پومپے چاہتا تھا کہ قومی آزادی اور جمہوری سلطنت قائم رہے - اور اُس کا حریف پولیوس قیصر (جولیس سیزر) چاہتا تھا کہ سارے رومیون کو اپنا غلام بنا کے شہنشاہ بن جائے - قیصر نے جو رومۃ الکبریٰ پر قابض ہو چکا تھا ارسطوبلوس کے نام حکم بھیجا کہ اپنے ملک کے تمام لوگون کو میرا طرفدار بناؤ - اُس نے اس کی تعمیل کی - مگر یہان پومپے کے بھی بہت سے طرفدار موجود تھے - اُنھون نے کسی تدبیر سے ارسطوبلوس کو زہر دے کے مار ڈالا - اُدھر اسقی پیو (سی پیو) سپہ سالار روم نے اُس کے جوانمرد بیٹے اسکندر کو علی الاعلان پھانسی پر لٹکا کے مار ڈالا -

انطی پاطور رومیون کا خیر خواہ

نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہرقانوس بے خرخشہ ارض یہوداکا فرمان روا ہو گیا - مگر اس کی طرف سے دراصل انطی پاطور حکومت کر رہا تھا - یا یون کہنا چاہیے کہ اصلی مالک تاج و تخت وہی تھا - انطی پاطور نے رومیون کو بہت مدد دی - اور اُس کے صلے مین اُسے دربار روم سے وہی حقوق عطا کر دیے گئے جو خاص رومی نژاد لوگون کو حاصل تھے - اور وہ ارض یہوداکا پروکیورٹر یعنی کلکٹر مقرر کر دیا گیا - اور ہرقانوس جو اپنی قوم کی امامت سے معزول کر دیا گیا تھا - پھر بنی اسرائیل کا امام مقرر ہوا - اب ہرقانوس اور انطی پاطور دونون کو سب سے بڑی یہ فکر تھی کہ بیت المقدس کی فصیل پھر قائم کی جائے - اور انطی پاطور نے اپنے ایک بیٹے فسائل کو بیت المقدس کا اور دوسرے بیٹے ہیرودؔ کو ارض جلیل کا حاکم مقرر کر دیا - اور گویا پوری سلطنت ارض یہوداکا سیاہ و سفید سب اُسی کے ہاتھ مین تھا -

اُس کے بیٹے فسائل اور ہیرودؔ

ہیرودؔ حاکم ارض جلیل

ہیرودؔ نے ارض جلیل کی حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی لوگون پر سختی شروع کر دی - اور نہایت ہی آزادی و بے باکی سے

فرمان روائی کرنے لگا۔ ڈاکوؤن کی ایک جماعت کو مع اُس کے سردار حزقیا کے پکڑ لیا۔ اور سب کو بلا تامل قتل کر ڈالا۔ لوگون نے جا کے اُس کی شکایت ہرقانوس سے کی۔ اور کہا کہ قتل کی سزا دینا صرف مجلس صنہادرین کا کام ہے۔ اور ہرودڈ کو اسکا حق حاصل نہ تھا۔ مگر اُس نے خلاف قانون بغیر مجلس کی منظوری حاصل کیے اُن لوگون کو قتل کی سزا دے دی۔ اس بنیاد پر وہ جواب دہی کے لیے مجلس صنہادرین مین بلایا گیا۔ ہرودڈ یہان آیا تو مگر آداب مجلس کے خلاف ہتھیار لگائے اور زرہ بکتر سے آراستہ اجلاس مین چلا گیا۔ مگر ارکان مجلس عموماً اُس سے اس قدر خائف تھے کہ کسی صاحب کو اُس سے کچھ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُس کی سپہگرانہ آن بان کا سب پر بے حد رعب پڑ رہا تھا۔ صرف ایک رُکن نے دل مضبوط کر کے دو ایک سوال کیے۔ یہ رنگ دیکھ کے ہرقانوس نے مقابلہ ملتوی کر دیا۔ اور ہرودڈ کے پاس خفیہ طور پر کہلا بھیجا "آپ چپکے سے کھسک جائیے۔ آیندہ جو کچھ پیش آئے گا مین دیکھ لون گا"

ہرودڈ دمشق مین | ہرودڈ یہان سے بھاگ کے دمشق مین پہونچا۔ اور رومی حاکم شام سکس طوس قیصر سے ملا۔ اُس نے اُس کی بڑی عزت اور نہایت قدر و منزلت کی۔ اور اُسے مصر کی ملکہ کلیوپطرا کے لشکر کا افسر مقرر کر دیا۔ یون ایک

بیت المقدس پر اُس کا حملہ اور واپسی | زبردست فوج کو اپنے تحت تصرف مین لا کے وہ جوش و خروش کے ساتھ بیت المقدس کی طرف چلا کہ اُس قدیم شہر پر قبضہ کر لے۔ لیکن اُس کا باپ انطی پاطر یہان موجود تھا۔ اُس نے اس حرکت سے منع کیا۔ اور اُس کا خیال کر کے وہ واپس چلا گیا۔

قاسیوس رومی حاکم شام | اتنے مین سکس طوس حاکم شام مر گیا اور اُس کے عہدے پر قاسیوس مقرر ہوا۔ یہ رومی سردار نہایت ہی حریص طامع تھا۔

مال و دولت کے لالچ مین اُس نے ارض یہودا کو نہایت سخت نقصان پہونچادیا۔ اُس نے اس سرزمین کو اس قدر لوٹا اور اتنا روپیہ طلب کیا کہ بہت سے گاؤن کی پوری کی پوری آبادی غلامون کی طرح بازار مین بیچ ڈالی گئی تاکہ قاسیوس کی حرص پوری ہو۔ اس لوٹ مار کے دوران مین مالیخوس نام ایک یہودی نے جو قاسیوس کا مددگار تھا انطی پاطور کو زہر دیکے مروا ڈالا۔ ہیرودؔ فوراً باپ کا انتقام لینے کے درپے ہوا۔ اُس وقت تو خاموش ہو رہا۔ مگر کچھ دنون کے بعد اُسے پکڑ لیا۔ اور فوراً قتل کر ڈالا۔ اس زمانے مین ارسطوبلوس کا دوسرا بیٹا انطی غونس اُٹھ کھڑا ہوا کہ اپنے باپ کے حماد کہ علاقۂ ارض جلیل پر قابض ہوجائے مگر ہیرودؔ نے مقابلہ کرکے اُسے شکست دیدی۔ اب ۱۳ قبل محمدؐ مین میدان فلپی کی لڑائی مین دولت روم کے باہمی جھگڑون کا فیصلہ ہوچکا تھا۔

اُس کا ارض یہودا کو لوٹنا

انطی پاطور کی موت

ارسطوبلوس کا دوسرا بیٹا انطی غونس

فرمان روائے روم انطونی اور ہیرودؔ کے تعلقات

مارک انطونی چونکہ اس لڑائی مین کامیاب ہوا تھا اور سلطنت روم کا عنصر اعظم وہی تھا اس لیے ہیرودؔ نے اُس کی خدمت مین بہت سا روپیہ نذر کیا۔ اور اپنی طرف سے اظہار اطاعت مین کسی قسم کی کمی نہین کی۔

انطونی بھی اُس پر مہربان تھا۔ اس کے معاوضے مین اُس نے ہیرودؔ اور فسائل دونون بھائیون کو ارض یہودا کا گورنر مقرر کردیا۔ یہودیون کے موافق کئی احکام جاری کیے۔ اور اُن اسرائیلیون کو آزاد کردیا جو قاسیوس کی زیادتیون کی وجہ سے لونڈی غلام بنالیے گئے تھے۔

اہل فارس کا غلبہ

اسی اثنا مین ناگہان علاقۂ کوئل سیریا یعنی اضلاع ارض یہودا متعلقۂ شام پر فارس والون نے قبضہ کرلیا۔ انطی غونس کو موقع

وہ انطی غونس کے حامی بنے

ہاتھ آیا ۔ جا کے اُن کا شریک ہو گیا ۔ اور وعدہ کیا کہ اگر تم مجھے یہان کا بادشاہ بنا دو تو ایک ہزار ٹیلنٹ سونا اور پانچ سو بیبیویہ عورتین تمھاری ہی نذر کرون گا ۔"

انطی غونس اور ہرقانوس کے باہمی جھگڑے

انطی غونس کو اس مین ایک حد تک کامیابی ہوئی اور حاکم کی حیثیت سے بیت المقدس مین داخل ہوا ۔ شہر مین بہت سی جماعتین تھین جو عید کی وجہ سے چارون طرف سے آ کے جمع ہو گئی تھین ۔ اُن مین اختلاف بڑھا اور آپس مین تلوار چلنے لگی ۔ انطی غونس مسجد اقصیٰ پر قابض تھا ۔ اور ہرقانوس شہر اور حصار تون پر ۔ روز لڑائیان ہوتین ۔ اور گلیون کی تمام مہریون مین خون بہا کرتا ۔ آخر باہمی خونریزی سے عاجز آ کے دونون فریقون نے فارس کی فوج کے سپہ سالار کو حکم قرار دے دیا کہ وہ جو فیصلہ کر دے اُس پر عمل کیا جائے

سپہ سالار فارس حکم بنا گیا

فسائل اور ہرقانوس دونون اس غرض کے لیے اُس کے پاس گئے ۔ ان سے وہ بہت ہی اخلاق سے ملا ۔ اور کوشش کی کہ ہرودڈ بھی آ جائے ۔ لیکن

ہرودڈ اُس کے فریب سے بچا

اُس کی باتین سُن کے اور اُس کی حرکات دیکھ کے فسائل کو کچھ کھٹکا ہو گیا ۔ چنانچہ اُس نے ہرودڈ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم ہرگز نہ آنا ۔ اس اندیشے سے ہرودڈ اپنے محل کی تمام عورتون اور لڑکون بالکون کو لیکے مقام مصعدہ مین چلا گیا جو نہایت ہی مضبوط قلعہ تھا ۔ اور اپنے بھائی یوسف کی حمایت مین سب کو وہان چھوڑ کے ارض عرب اور مصر ہوتا ہوا روتہ الکبریٰ مین پہونچ گیا ۔

ہرقانوس اور فسائل کی گرفتاری

ہرودڈ کے جاتے ہی سپہ سالار فارس نے اُن دونون فریقون کو جو اُس سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کو آئے تھے

یعنی ہرقانوس اور فساتل کو قید کرلیا - ہرقانوس کے اُس نے دونون کان کاٹ لیے تاکہ پھر کبھی یہود کا امام نہ مقرر ہوسکے ۔ بنی اسرائیل مین قربانی کے بکرے کی طرح امام کے لیے شرط تھی کہ ناک کان نہ کٹے ہون - اور سب اعضا موجود ہون ۔ اس کے بعد اُس نے چالاکی سے فسائل کے قتل کرنے کا بھی ارادہ کیا مگر اُس نے

انطی غونس شاہ یہودا

قبل اس کے کہ قاتل کا وار پڑے خود ہی اپنا سر دیوار سے توڑ کے خودکشی کرلی - آخرکار فارس والون کی مدد سے انطی غونس بادشاہ ہوگیا اور گو کہ اہل فارس اُس کی دوستی کا دم بھرتے تھے مگر تمام شہر اور گاؤن لوٹ لیے -

ارسطوبلوس کی طرفداری مین ہرودڈ کی کوشش

ہرودڈ کو رومۃ الکبریٰ مین پہونچ کے بڑی کامیابی ہوئی - وہان وہ اسکندر کے بیٹے ارسطوبلوس کی تخت نشینی کی کوشش کر رہا تھا جس کی مان ہرقانوس کی بیٹی اسکندرہ تھی - اور اسا بنیاد پر وہ ارسطوبلوس اور ہرقانوس دونون کا وارث اور دونون کے

اور خود ہیرودڈ کا بادشاہ قرار پاتا

حقوق کا دعویدار تھا۔ لیکن دونون فرمان رواؤن اغسطوس اور انطونی دونون نے ارسطوبلوس کو تاج و تخت سے محروم کرکے خود ہیرودڈ کو ارض یہودا کا بادشاہ تسلیم کرلیا - یون اسرائیلی تاج و دیہیم حاصل کرکے وہ روم سے روانہ ہوا - اور ارض یہودا کے ساحلی شہر طولمیس مین جہاز سے اُترا -

اُس کے آنے کے وقت شہر مصعدہ جہان وہ اپنی بی بی بچون کو چھوڑ گیا تھا محصور تھا - یہ سنتے ہی ہرودڈ نے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج جمع کی - کچھ رومی سپاہی ساتھ لیے - اور بھائی کی مدد پہ چل کھڑا ہوا - محاصرہ کرنے والون کو شکست دیکے بھگایا - اور بھائی اور اہل وعیال کو وہین چھوڑ کے بیت المقدس کی طرف چلا - لیکن رومی سپاہی ساتھ چھوڑ کے چلے گئے - اور خود اُس کے پاس

کافی فوج نہ تھی۔ اس لیے بیت المقدس کا ارادہ ترک کر کے سماریہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور ارض جلیل اور شمالی اضلاع ارض یہودا پر قبضہ کر کے اپنا تسلط جمانے لگا۔ وہان بدنظمی کے باعث بے انتہا ڈاکو پیدا ہو گئے تھے جو سارے ملک کو علانیہ لوٹ رہے تھے۔ ہیرودڈ نے اُن سب کی قرار واقعی سرکوبی کی۔ اور انتظام خوب درست کر لیا۔

بیت المقدس پر حملہ اور ناکامی

دوسرے سال وہ بیت المقدس کی طرف چلا۔ یہودی فوج کے علاوہ رومی فوج بھی اُس کے ساتھ تھی۔ لیکن حملہ آورون کی تعداد پھر بھی اتنی کم تھی کہ جاتے ہی شکست ہو گئی۔ اور شکست سے زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ رومی سپاہیون نے اپنی ناکامی کا بخار اُن اسرائیلیون پر نکالا۔ جو ہیروڈ کے ساتھ لڑنے کو گئے تھے۔ اس کی شکایت لے کے ہیرڈ حاکم روم انطونی کے پاس پہونچا جو اُن دنون شہر سموسطہ کا محاصرہ کیے پڑا تھا۔

ارسطوبلوس کی بہن مریم سے ہیروڈ کی شادی

اب دولت روم سے مدد لے کے اُس نے پھر بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے دوران ہی مین فوج کو محاصرے پر چھوڑ کے وہ شہر سماریہ مین چلا آیا۔ اور ارسطوبلوس کی بہن مریم سے شادی کر لی۔ یون اسمونی خاندان کی ایک شاہزادی کو اپنی دُولھن بنا کے قوم کی نظر مین بھی اپنے آپ کو سلطنت کا مستحق بنایا۔ اور بیت المقدس مین واپس آ کے محاصرے اور حملہ کی کارروائی زیادہ مستعدی سے شروع کی تاکہ شہر کو جلد ہی فتح کر کے تاج شاہی اپنے سر پر رکھے۔

اور بیت المقدس پر اُس کا قبضہ

اب بیت المقدس کو محصور ہوئے چھ مہینے ہو چکے تھے۔ اور قحط کی وجہ سے اہل شہر مین برداشت کی طاقت نہین رہی تھی۔ سب نے مجبور ہو کے ہتھیار ڈال دیے۔ اور پناہ مانگی۔ اس موقع پر رومی سپاہیون ـ ن

اپنی گزشتہ ناکامی کا بہت سخت انتقام لینا چاہا۔ لیکن ہیروڈ نے اُن کو ایسی کسی دستبرد سے روکا۔ بلکہ اس کا خاص اہتمام کیا کہ کوئی رومی سپاہی مسجد اقصیٰ کے حرم کے اندر قدم نہ رکھے۔ اسے خواہ چالاکی کہیئے یا دینی حمیت۔ مگر ایسی کارروائی تھی کہ وہ اسرائیلیون مین نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گیا۔ اور جب کبھی موقع ہوتا قوم کو اپنا یہ دینی احسان جتا کے اپنے موافق بنا لیا کرتا۔

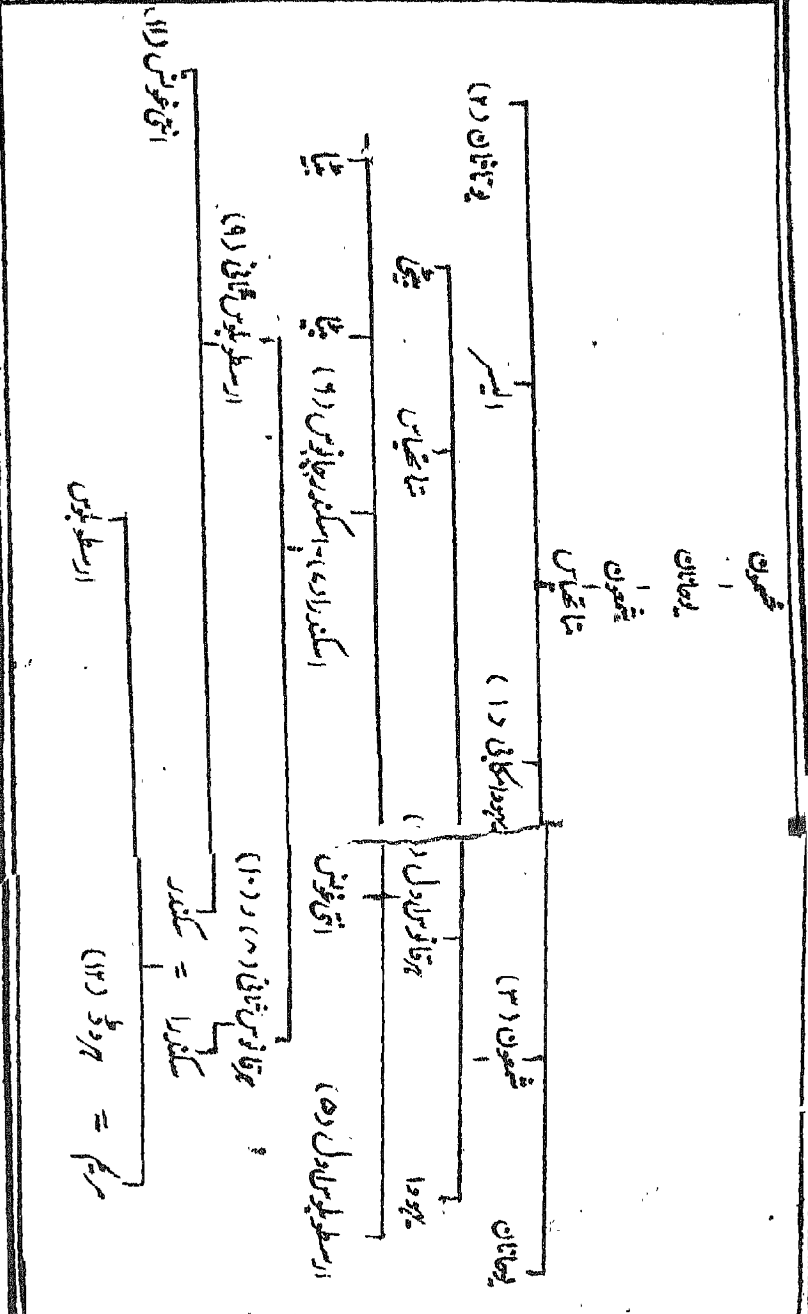
انطی غونس کا قتل جب شہر فتح ہو گیا۔ اور حامی وطن سپاہیون نے ہتھیار ڈال دیے تو انطی غونس کوئی مفر نہ دیکھ کے خود ہی رومی کیمپ مین چلا گیا۔ اور اپنے آپ کو عساکر روم کے جنرل سوسیوس کے حوالے کر دیا۔ لیکن اس لڑائی مین اُس سے ایسی کمزوری اور بزدلی ظاہر ہوئی تھی کہ سوسیوس نے اُسے صورت دیکھتے ہی بجاے انطی غونس کے انطی غونہ کہہ کے خطاب کیا۔ یعنی اُسے عورت کہہ کے پکارا۔ اور پھر زنجیرون مین جکڑ کے انطونی کے پاس بھیجدیا جہان ہیروڈ کی مرضی کے مطابق ایک نہایت ہی ذلیل شخص کی طرح اُس جلاد کے ہاتھ سے قتل ہوا جو بہت ہی ادنیٰ درجے کے ذلیل و خوار مجرمون کو قتل کیا کرتا تھا۔

انطی غونس کے بعد پھر کوئی حریف باقی نہ تھا اور ہیروڈ نہایت ہی خوش تدبیری سے ارض یہودا پر حکومت کرنے لگا۔

اسمونی خاندان کے فرمانرواؤں کی فہرست

نمبر شمار	نام	مدت سلطنت	سنہ جلوس		سنہ اختتام سلطنت	
			قبل محمدؐ	قبل مسیح	قبل محمدؐ	قبل مسیح
(۱)	یہودا مکابی	۶ سال	سنہ ۷۳۸	سنہ ۱۶۷	سنہ ۷۳۲	سنہ ۱۶۱
۲	یوناثان	۱۸ سال	سنہ ۷۳۲	سنہ ۱۶۱	سنہ ۷۱۴	سنہ ۱۴۳
۳	شمعون	۸ سال	سنہ ۷۱۴	سنہ ۱۴۳	سنہ ۷۰۶	سنہ ۱۳۵
۴	ہرقانوس اول	۲۹ سال	سنہ ۷۰۶	سنہ ۱۳۵	سنہ ۶۷۷	سنہ ۱۰۶
۵	ارسطوبلوس اول	۱ سال	سنہ ۶۷۷	سنہ ۱۰۶	سنہ ۶۷۶	سنہ ۱۰۵
۶	اسکندر رجانوس	۲۷ سال	سنہ ۶۷۶	سنہ ۱۰۵	سنہ ۶۴۹	سنہ ۷۸
۷	اسکندرا	۹ سال	سنہ ۶۴۹	سنہ ۷۸	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹
۸	ہرقانوس ثانی	چندماہ	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹
۹	ارسطوبلوس ثانی	۶ سال	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹	سنہ ۶۳۴	سنہ ۶۳
۱۰	ہرقانوس ثانی (بار دوم)	۲۳ سال	سنہ ۶۳۴	سنہ ۶۳	سنہ ۶۱۱	سنہ ۴۰
۱۱	انطی غونس	۳ سال	سنہ ۶۱۱	سنہ ۴۰	سنہ ۶۰۸	سنہ ۳۷
۱۲	ہیرودیس	۴۱ سال	سنہ ۶۰۸	سنہ ۳۷	سنہ ۵۶۷	سنہ ۴

شجرۂ خاندان اسمونی یا مکابی



باب دوازدہم

ہروڈ شاہ ارض یہودا کا عہد

ہروڈ کے زمانے کے اہم واقعات - اسی عہد مین حضرت مسیح پیدا ہوے - ہروڈ کے کارنامے - قحط زدون کی امداد - قلمرو ارض یہودا کی توسیع - ملکہ کلیوپٹرہ سے ہروڈ نے فائدہ اٹھایا - شہر قیساریہ آباد ہوا - اُس مین رومیون کے آباد کرنے کی مصلحت - بیت المقدس مین تھیٹر - یہود کی ہروڈ سے بدگمانی - اس ناراضی کا انجام - مسجد اقصیٰ کی تعمیر - بیت المقدس کی اُس عہد کی شان وشوکت - قدیم اور جدید حالت کا مقابلہ - موجودہ شہر بیت المقدس کی تصویر - پہلی فصیل - دوسری فصیل - تیسری اور قدیم فصیل - شہر کے چار حصے - اُس کے برج - انطونیا - خاص مسجد اقصیٰ کی حالت - بیرونی عمارت - اُس کے پھاٹک اور اُس کا صحن - درمیان کا بلند حصۂ مسجد - اندرونی عمارت کے پھاٹک - اندرونی صحن - قربان گاہ اور دہلیز طلاکاری - خاص عبادت کدہ اور اُس کی آب وتاب - ہروڈ کے محل مین سازشین - حضرت عیسیٰ کی ولادت - ہروڈ کی موت -

ہروڈ کے زمانے کے اہم واقعات

ہروڈ کے زمانے سے ارض مقدس کی تاریخ مین ایک جدید تغیر شروع ہوا - اول تو یہی تغیر کیا کم تھا کہ ایسا شخص یہودیت کا بادشاہ ہوا جس نے رومیون کی خوشنودی حاصل کر کے اپنے قومی مرکز کی رونق دوبالا کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا - علاوہ برین ہروڈ نے قدیم اسمونی خاندان کا خاتمہ کر دیا - اور سلطنت کا تاج اپنے سر پر رکھ کے ایک نئے شاہی خاندان کی بنا ڈالی جس کا پہلا اور زبردست بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اکیلا رکن خود وہی تھا - مگر نہین اُس کے عہد مین سب سے بڑا انقلاب جسے انقلاب عالم کہنا چاہیے اور جو دنیا کو قیامت تک یاد رہے گا اسی مقام کا نام ستارہ قرار پایا تھا

اسی عہد مین حضرت مسیح پیدا ہوئے

آخر زمانے مین حضرت مسیحؑ پیدا ہوے جن کی ولادت دنیا مین ہمیشہ کے لیے ایک زندہ یادگار رہے گی۔

اِس یہودی نامور بادشاہ کا زمانہ ایک مبارک اور قومی اقبال مندی کا زمانہ خیال کیا گیا ہے۔ اگرچہ ابتدا ہی مین ایک ایسا زلزلہ آیا کہ ۳۰۰۰۰ جانین عذاب الٰہی کی نذر ہو گیئن۔ پھر اُس کے بعد ہی ایسا سخت قحط پڑا جس مین خدا کی یہ مقبول و منتخب قوم فاقے کرنے لگی۔ مگر اِن آسمانی بلاؤن کا مقابلہ

ہیروڈ کے کارنامے

ہیروڈ نے بڑی فیاضی اور مستقل مزاجی سے کیا۔ زلزلے نے جن مکانون کو منہدم کر دیا تھا اُن کی جگہ اُس نے ارض یہودا مین ایسی عالی شان اور سر بفلک عمارتین قائم کرا دین کہ دولت روم بھی اس یہودی فرمانروا کی دولت مندی کو حیرت و استعجاب کی نگاہون سے دیکھنے لگی۔ صرف عمارتین ہی نہین بلکہ اس اسرائیلی تاجدار نے ارض فلسطین کے جغرافیے مین

قحط زدون کی امداد

عظیم الشان شہر قیساریہ (قیصریہ) بڑھا دیا جس کا اس سے پیشتر نام و نشان بھی نہ تھا۔ قحط کی مضرتون سے بچانے کے لیے ہیروڈ نے ملکِ مصر سے غلہ منگوا منگوا کے اپنی ہم قوم رعایا کی پرورش کی۔ کہتے ہین کہ خاص ارض یہودا مین پچاس ہزار جانین صرف ہیروڈ کی خبرگیری اور مخیری سے بچین۔ ہیروڈ نے یہی نہین کیا کہ اپنی رعایا کو موت اور فاقے کے پنجے سے بچا لیا بلکہ یہودی اور نیز ملک شام کے دیگر سرحدی کاشتکارون کو آیندہ موسم کی تخم ریزی کے لیے بھی غلہ دیا۔

قلمرو ارض یہودا کی توسیع

فلسطین کی حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کے چند ہی روز بعد اُس نے اپنی قلمرو کے وسیع کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہر چہار طرف دولت روم کے مورچے قائم تھے

اور رومی شان و شوکت اپنے جوانی کے عروج پر تھی - انھین کی گود مین بیٹھ کے پاؤن پھیلانا اور اپنی سلطنت کے بڑھانے کی کوشش کرنا کوئی آسان اور معمولی عقل کا کام نہ تھا - یہ تو ظاہر ہی کہ رومیون کی باضابطہ فوجون کے مقابلے مین صف آرا ہونا - ہرڈ اور اس کی قوم کی قوت سے باہر تھا. مگر ہان دانائی و حکمت عملی سے - اور قیصر روم کو خوش کر کے مطلب نکالا جا سکتا تھا - چنانچہ یہی تدابیر تھے جن کو وہ کام مین لایا - اور اس مین شک نہین کہ بہت ہی اچھی طرح کام مین لایا -

ملکۂ کلیوپٹرہ سے بھی ہرڈ نے فائدہ اُٹھایا | اسی زمانے مین مصر کی مشہور ملکہ کلیوپٹرہ اور رومی نامور سردار انطونی کی عشق بازیون کا بازار گرم تھا - کلیوپٹرہ دولت روم پر اپنی زلف گرہگیر کی کمند پھینک چکی تھی - جس کی وجہ سے مختلف قسم کی پیچیدگیان پیدا ہو گئی تھیں ... ہلاک و حسن فروش ملکہ کی جادو نگاہی نے انطونی کو اپنے ملک و قوم ... مخالف بنا دیا تھا - قیصر روم کے دل مین جگہ پیدا ... ون سے پہلا فائدہ یہ حاصل کیا کہ شام کے تمام ... نیز مصر سے وابستہ تھے اپنے قبضے مین کر لیے - اور ... (ہیفہ) سماریہ - یافہ - غزہ وغیرہ مشہور اور آباد ... ومت مین شامل ہو گئین - اور گو آزادی و ... ی سرت ہین حاصل تھی. مگر قریب قریب اُتنا ہی ملک ایک یہودی فرمانروا کے تابع فرمان تھا جتنا کہ کبھی پہلے رہ چکا تھا - ان مین سے سماریہ کو ہرڈ نے خوب آباد کیا - اور قدیم سماری الاصل یہودیون

عـہ شہر سماریہ کی نسبت ہم صفحہ ۱۲۳ مین لکھ آئے ہین کہ تالاب بنا دیا گیا تھا - معلوم ہوتا ہی باقی ماندہ اہل سماریہ اپنے شہر کے قریب ہی کسی اور جگہ جا کے آباد ہو گئے اور اب اُسی مقام کا نام سماریہ قرار پایا تھا

کے ساتھ اُس مین چند اپنے سپاہی بھی بسا دیے - مگر سب سے بڑا کام قیساریہ کا آباد کرنا تھا - یہ شہر اسی مسترد شدہ زمین پر بحیرۂ روم کے کنارے کئی مصلحتون سے آباد کیا گیا تھا - خود قیصر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اُس کا نام قیصریہ رکھدیا گیا - جو عربون کے زمانے مین قیساریہ ہوگیا - مگر اصل مین ایسا نام رکھنے مین اُس کا یہ مقصد تھا کہ اس شہر کے ساتھ تمام مسترد شدہ سرزمین کی ہمیشہ کے لیے یا کم ازکم دولت روم کے اقتدار کے زمانے تک یہودیون یا فرمان روا ے بیت المقدس کے نام پر رجسٹری ہوجائے - ہیروڈ کی عقلمندی نے

شہر قیساریہ آباد ہوا

اس مین رومیون کے آباد کرنے کی مصلحت -

اسی ضمن مین اس شہر کی تعمیر سے ایک اور فائدہ بھی اُٹھایا - وہ یہ کہ قوم یہود ایک عجیب خود سر و سرکش قوم تھی - تباہ و برباد ہوگئے تھے - سلطنت و شان و شوکت سب چیزین مٹ چکی تھین - مگر خود رائی و سرتابی مین کسی طرح فرق نہ آتا تھا - اپنی قوم مین بھی وہ کبھی کسی حکمران کو زیادہ مدت تک نہین پسند کرتے تھے - ادنیٰ ادنیٰ باتون پر آئے دن جھگڑے پیدا ہوتے اور بغاوت و سرتابی کا بازار روز گرم رہتا - اس فساد کی بیخ کنی کے لیے ہیروڈ نے صرف یہی نہین کیا کہ اپنے نو آباد اور خوبصورت شہر کو قیصر روم کے نام سے نامزد کردیا بلکہ یونانیون اور رومیون کو لاکے اس مین بسایا - اور خاص یہودیون کے حلقے مین بت پرستون کی ایک کالونی آباد کردی - تاکہ اس غیر قوم اور دولت روم کے اُن وکیلون کا یہودیون پر دباؤ پڑے - اور ذرا ذرا سی بات پر سر اُٹھانے سے باز آجائین - قیساریہ مین اُنھین لوگون کے مذاق کے مطابق یونان کے قدیم اُلمپک کھیلون کے لیے عمدہ ایمفی تھیٹر اور دیگر قسم کے گانے بجانے کے معمولی

ناٹک قائم کیے گئے۔ جن سے رومیون پر ہیروڈ کی دوستی و یکجہتی کا بہت اچھا اثر پڑا - اور قیصر کو اُس کے ساتھ اور زیادہ ہمدردی ہو گئی۔

مگر یہ یونانی و رومی مشاغل اور اُن کی قومی دلچسپیان اِن دونون عام قومون کے مذاق مین داخل ہو گئی تھین چنانچہ خود بیت المقدس بھی اُن سے مستثنیٰ نہ رہ سکا۔ ہیرود کے رومی مذاق نے خانۂ خدا کے پڑوس مین بھی ایمفی تھیٹر اور ناٹک قائم کرا دیے۔ اور جس جگہ لوگ خداوند واحد ذو الجلال کی عبادت کرتے تھے اس کے برابر ہی کھیل تماشے شروع ہو گئے۔ ورزشون اور کثرتون کا رواج ہوا - اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کیے ہوئے شہر مین بُت پرستون کے اس وحشیانہ مذاق کا سمان بھی نظر آنے لگا کہ آدمیون پر وحشی درندے چھوڑے جاتے۔ اور اسرائیلی اُمرا بیٹھ کے یہ ظالمانہ تماشہ دیکھتے۔

بیت المقدس مین تھیٹر

ان پولیٹیکل کارروائیون سے ہیروڈ نے اپنی زندگی مین اگرچہ بہت کچھ فائدہ اُٹھایا۔ مگر انھین باتون نے انجام مین ارض یہود اور خاص اُس کے خاندان کو نقصان بھی پہونچا دیا۔ یہ بُرا نتیجہ تو اُس کی زندگی ہی مین ظاہر ہو گیا کہ قوم یہود جو اس وقت دنیا کی تمام قومون سے زیادہ موحدانہ خیالات رکھتی تھی اُس کی طرف سے بدظن ہو گئی۔ یہودیون مین عموماً یہ خیال پھیل گیا کہ ہیروڈ فقط دکھانے کے لیے اپنے آپ کو ملت اسرائیلی اور شریعت موسوی کا پابند ثابت کرتا ہے مگر حقیقت مین بُت پرست ہو گیا ہے دل سے رومیون کا ہم عقیدہ ہے۔ اور چاہتا ہے کہ آہستہ آہستہ رومیون کے مذہب کو اولاد اسرائیل اور ارض مقدس مین پھیلا دے۔ یہودیون مین یہ خیالات عموماً پھیل گئے - اور ہیروڈ کو چند روز تک سخت تردد مین

یہود کی ہیروڈ سے بدگمانی

مبتلا رہنا پڑا۔

اس ناراضی کا انجام

اگر ہیرودؔ کی زندگی بھر اُس کی حکمت عملی اس عام ناراضی کو دبائے رہی۔ لیکن اُس کی آنکھ بند ہونے کے بعد اُس کے خاندان والوں نے اس کا سخت خمیازہ اُٹھایا۔ اور اسی چیز نے رُومیوں اور یہودیوں میں تعصب کی آگ بھڑکا دی۔ دونوں ایک دوسرے کی توہین پر آمادہ ہو گئے۔ اور چند ہی روز بعد خانۂ خدا کو بخت نصر کے زمانے سے بھی بدتر زمانہ دیکھنا پڑا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر

اپنی قوم کے راضی و مطمئن کرنے کے لیے ہیرودؔ نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ خانۂ خدا کو از سر نو تعمیر کیا۔ گذشتہ پانچ سو برس کے انقلاب نے اس عمارت میں بہت کچھ تغیرات پیدا کر دیے تھے۔ جو عمارت بابل سے واپس آنے کے بعد زروبابل کے ہاتھ سے تعمیر ہوئی تھی اُس کو ہیرودؔ نے منہدم کر کے نئے سرے سے بنوایا اور ایسی خوبصورتی و عمدگی سے تعمیر کیا کہ یہودیوں کے دل اُس کی دینی مستعدی و سرگرمی کے قائل ہو گئے۔ اس تعمیر نے ہیرودؔ کی وقعت اسرائیلیوں میں بہت بڑھا دی اور وہ ایک بڑا کامیاب بادشاہ تسلیم کیا جانے لگا۔

بیت المقدس کی اُس عہد کی شان و شوکت

اب شہر بیت المقدس کی رونق ہمیشہ سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور رفیع الحال وہ ہر عہد سے زیادہ مضبوط اور خوبصورت شہر تھا۔ عالی شان معبد الٰہی اور ہیرودؔ کے خوبصورت محلوں اور بُرجوں کے گرد و پیش چھ لاکھ سے زیادہ مخلوق الٰہی آباد تھی۔ حرم کے صحنوں میں ہر وقت بھیڑ لگی رہتی۔ قربان گاہ میں ہر گھڑی قربانیاں ہوتی نظر آتیں۔ اور اس رسم کے ادا کرنے کے لیے اضلاع اور گاؤں سے ہر روز ہزارہا نئے آدمی شہر میں آیا کرتے تھے۔

ث کا مقابلہ

حضرت سلیمان کے زمانے مین یہ مسجد اقصیٰ جیسی تھی
یا ۔۔۔یر ہم دکھا چکے ہین۔ اب ضرورت ہو کہ اس عہد کی تصویر بھی
یادین تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ زمانے کے چڑھ آنے یا قومون کے باہمی
ل سے اُس زمانے کے مقابل ان دونون یہان کی رونق کس قدر
ہ ہو گئی تھی۔ مسجد اقصیٰ ہی نہین مناسب ہو گا کہ پورے شہر کی ایک
لی تصویر دکھا دی جاے۔ صرف اسی طرح یہ نظر آ سکتا ہو کہ ہیروڈ کی کوشش
نے یہودیون کے قومی اور مذہبی مرکز کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔

ہیروڈ کے شہر بیت المقدس کی تصویر

اِن دونون بیت المقدس کے گرد تین دیوارین تھین اس طریقے سے نہین کہ ایک دیوار کے اندر دوسری دیوار واقع ہو اور تینون دیوارین تہ در تہ پورے رقبے کا محاصرہ کرتی چلی گئی ہون۔ نہین بلکہ ہر دیوار ایک خاص حصۂ شہر کو گھیرے ہوے تھی۔ شہر مختلف حصون مین تقسیم ہو گیا تھا۔ اور ہر حصے کی حفاظت کا سامان جداگانہ دیوارون اور قلعہ بندیون سے کیا گیا تھا۔ پہلی قدیم آبادی جو صیہون پر تھی اب بلندی شہر کے نام سے نامزد تھی۔

موریا کی پہاڑی جس پر مسجد اقصیٰ قائم تھی وہ بھی اُسی قدیم آبادی مین شامل کر لی گئی تھی۔ محلۂ اکرہ یعنی شہر کا نشیبی حصہ جو حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کے زمانے مین موریا مین شامل تھا اب جدا کر کے ایک مستقل شہر کی طرح مضبوط و محفوظ کر لیا گیا تھا۔ موریا اور اکرہ کے درمیان مین جو چھوٹی سی گھاٹی تھی اور جس نے قدیم زمانے مین اِن دونون محلون کو جدا رکھا تھا اب وہ پاٹ پاٹ کے برابر کر دی گئی تھی۔ اکرہ ہی کی جانب مسجد کا رُخ تھا۔ اور اُس کے سامنے مسجد اقصیٰ کی عالی شان و دلپذیر اپنا جلوہ

دکھائی تھی - جنوب کی طرف ایک نالہ بہا تھا جو صیہون یعنی بلندی شہر کو شیبی محلون سے جدا کرتا تھا - یہ نالہ شہر کے درمیان مین دور تک بہتا چلا گیا تھا - اور اکثر سڑکون اور راستون کو جا بجا قطع کرتا تھا - لیکن خوبصورت پلون سے اکثر جگہ دونون جانب کے راستے ملتے تھے - اور بعض بعض جگہ مکانون کی دیوارین بھی اس نالے کو پاٹ کے اُس کے اوپر سے گذرتی چلی گئی تھین -

پہلی فصیل | جنوب مین بسیطہ یعنے نئے شہر کی آبادی پھیلی ہوئی تھی اور بیرونی پاس سے پہلی دیوار اسی حصۂ شہر کا محاصرہ کرتی تھی - یہ دیوار کسی قدر کم زور تھی - اگرپاے اعظم نے جو ہیرودؔ کے خاندان سے تھا اُس کے مضبوط کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر رومی مانع ہوئے - اور اُس عہد کے یہودی مورخ یوسیفس کا بیان ہو کہ اگر یہ دیوارین باقی تو غیر ممکن تھا کہ کوئی اس شہر کو فتح کر سکے - ایک عالی شان برج کے پاس سے جو بَپِّی قوس کا برج کہلاتا تھا اور کوہ صیہون کے انتہائی کونے پر قائم تھا یہ بیرونی دیوار شروع ہوئی تھی - اور مذکورہ نالے پر سے گذر کے سفینہ کے برج تک چلی گئی تھی - اور قدرون کے پاس مین مسجد اقصیٰ کے نیچے پرانی یا اندرونی دیوار سے مل گئی تھی -

دوسری فصیل | دوسری دیوار شہر کے باب الجنہ سے شروع ہو کے انطونیا کے شمالی اور جنوبی کونے سے جا ملی تھی - انطونیا بیت المقدس مین رومیون کے بنائے ہوے قلعے کا نام تھا جس مین خود ہیرودؔ رہتا تھا اور وہ مسجد الٰہی کے شمالی و مغربی کونے پر واقع تھا - اُس کے اور بسیطہ کے درمیان مین ایک بڑی کھائی تھی جو انطونیا اور مسجد اقصیٰ دونون کے شمالی پہلو کی حفاظت کرتی تھی - باب الجنہ سے پُرانی دیوار مین واقع تھا

تیسری اور قدیم فصیل |

جو صیہون کی دیوار کہلاتی تھی۔ یہ دیوار حرم کی جنوبی و مغربی ڈیوڑھی سے شروع ہو کے نالے کے کنارے کنارے چلی گئی تھی۔ اور چکر کھاتی ہوئی آکے حرم کی مشرقی ڈیوڑھی سے مل گئی تھی۔

شہر کے چار حصے اس طریقے سے شہر کے چار حصے تھے۔ اور ہر حصہ اُسی وقت فتح ہو سکتا تھا جب اُس کے محاصرہ کا جداگانہ اہتمام کیا جائے۔ پہلی دیوار پر قبضہ ہو جانے سے فقط بیسیطہ فتح ہو سکتا تھا اور باقی شہر کی حفاظت انطونیا اور دوسری دیوار سے بخوبی ہو سکتی تھی۔ حریف اگر دوسری دیوار پر بھی قبضہ کر لے تو اور تھوڑا سا حصہ شہر اُس کے قبضے میں آجاتا مگر انطونیا، مسجد اقصیٰ۔ اور صیہون اُسی قوت سے مقابلے کرنے کو تیار رہتے۔

اس کے برج ان دیواروں پر جابجا نہایت ہی مضبوط اور عالی شان برج بنے ہوئے تھے۔ ہر برج ۳۵ فٹ چوڑا اور اسی قدر بلند تھا۔ اُنکی بلندیوں پر عمدہ اور وسیع کمرے تھے۔ اور اُن پر بھی بالاخانے تھے۔ جہاں جابجا حوض بنا دیے گئے تھے۔ اور اُن میں اتنا پانی بھر لیا جا سکتا کہ مہینوں کام آتا۔ اس طرح کے ۹۰ برج پہلی دیوار میں چودہ دوسری میں اور ۶۰ تیسری میں تھے۔ ایک برج سے دوسرے برج تک ۳۵۰ فٹ کا فاصلہ تھا۔ اور اسی حساب سے کل دیواروں کا رقبہ کچھ اوپر چار میل کا تھا۔ سب سے عالی شان برج سفینہ تھا۔ یہ برج ۱۲۲½ فٹ بلند تھا۔ اور ساری ارض یہودا اُس کے نیچے پھیلی اور کھلی نظر آتی تھی۔

انھیں برجوں میں ملے ہوئے وہ برج نظر آتے تھے جو مختلف عالی شان عمارتوں خصوصاً شاہی قصروں پر قائم تھے۔ وہ برج شہر پناہ کے برجوں سے بھی زیادہ مضبوط اور عالی شان تھے۔ اُن کے نیچے فوج کے رہنے کے لیے

مضبوط بارکین بنائی گئی تھین - اور ہر بارک مین ایک سو بچھونے تھے -

انطونیا | انطونیا کا قلعہ سب سے الگ ایک ٹیلے پر قائم تھا - اور ۹۰ فٹ بلند تھا - اور مسجد اقصی کی ڈیوڑھی سے اس قلعے مین آنے کے لیے زینے بنے ہوے تھے -

خاص مسجد اقصی کی حالت | مگر ان سب سے زیادہ شاندار اور رفیع الشان خدا کا گھر یعنی قدیم مسجد اقصی تھی جس کی عمارت مین خوبصورتی و تقدس کے علاوہ مضبوطی کو بھی بہت دخل تھا - حضرت سلیمان کے زمانے کے مقابل اب ہرودڈ کی تعمیر کے بعد اس کا رقبہ بہت بڑھ گیا تھا - اس لیے کہ قدیم چھوٹے سے خانۂ خدا کے عوض اب یہ عبادت کدۂ توحید پورے ایک فرلانگ کے مربع قطعۂ زمین کو اپنے دامن کے نیچے دباے ہوئے تھا - اسکی تعمیر مین اتنے اتنے بڑے پتھر لگاے گئے تھے کہ اسی زمانے مین نہین آج بھی ان پتھرون کو دیکھ کے حیرت ہوتی ہے - کہ کہان سے لائے اور کیونکر لگائے گئے ہون گے - بعض پتھر ۷۰ فٹ سے بھی زیادہ لمبے تھے -

بیرونی عمارت | یون سمجھیے کہ نہایت ہی مضبوط بنیاد پر ایک دوہری عمارت بڑی ہی شاندار ی سے چارون طرف پھیلتی چلی گئی تھی - جو جنوب کی طرف جا کے تہری ہو گئی تھی - اندر نہایت صفائی سے ترشے ہوے اکڈال اور نہایت خوبصورت ۱۶۲ ستون تھے - اس مربع عمارت مین مشرق اور شمال کی طرف ایک ایک - جنوب مین دو - اور مغرب مین چار - کل آٹھ پھاٹک

اس کے پھاٹک | تھے - ان پھاٹکون مین سے ایک انطونیا کو - ایک سے شہر کو - اور ایک سے نشیبی باغون کو راستہ گیا تھا - درمیان کے کھلے ہوے صحن مین سنگ مرمر کا منقش فرش تھا - اور یہ صحن پتھر کا ایک خوبصورت

اور اُس کا صحن

کٹہرہ لگا کے دو حصون مین تقسیم کردیا گیا تھا جو آگے پیچھے واقع تھے۔ پہلے حصۂ صحن تک غیر قوم کے لوگ خصوصاً رومی جا سکتے تھے۔ اور بعد والا صرف اسرائیلیون کے لیے مخصوص تھا! اس سنگی کٹہرے کے ساتھ ہی ساتھ کھلی فضا مین سُتونون کی ایک قطار چلی گئی تھی۔ جن پر عبرانی۔ یونانی۔ اور لاطینی زبانون مین کندہ تھا کہ "یہ کیسا ادب کا مقام ہے! اور کوئی شخص چاہے کسی قوم کا ہو خبردار بغیر طہارت کے آگے قدم بڑھانے کی جُرأت نہ کرے!"

درمیان کا بلند حصۂ مسجد

اس صحن سے آگے بڑھیے تو زمین اس قدر بلند ہو گئی تھی کہ جانے والے کو چودہ[۱۴] زینے چڑھنا پڑتے۔ یہ زینے بڑی خوبصورتی کے ساتھ پورے رقبے کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے۔ اور اُن پر چڑھ کے اندر والا

اندرونی عمارت کے پھاٹک

سب سے مقدس صحن ملتا۔ اس صحن کے احاطے کی دیوار باہر سے تو ۷۰ فٹ بلند نظر آتی تھی اندر سے جا کے دیکھیے تو صرف ۳۴ فٹ رہ جاتی۔ اس لیکن اندر والے صحن مین مغرب کی طرف تو کوئی پھاٹک نہ تھا۔ مگر شمال و جنوب مین چار چار اور مشرق مین دو پھاٹک تھے۔ جن کی مجموعی تعداد دس تھی۔ ہر طرف کے پھاٹکون مین سے ایک ایک اسرائیلیہ عورتون کے لیے مخصوص تھا۔ اندر والے اِن دس پھاٹکون مین سے نو نہایت ہی آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور بڑی دولت مندی کے ساتھ مطلّا و مذہّب کیے گئے تھے۔ ہر پھاٹک کے پٹ ۲۵ فٹ لمبے اور اُس کے نصف چوڑے تھے۔ اُن پر نیچے سے اُوپر تک سونا پھرا ہوا تھا۔ اور اُن کے دونون پہلوؤن مین کمرے تھے۔ اور ہر پھاٹک بجائے خود ایک عالی شان بُرج نظر آتا تھا جس کی رفعت ۷۰ فٹ سے کم نہ تھی۔ خصوصاً اُن مین سے وہ

دروازہ نہایت ہی خوشنما تھا جو خوبصورت دروازہ کہلاتا تھا۔ اُس کے پٹ پیتل کے تختے ۶۰ فٹ لمبے تھے۔ اور اُس کی عمارت مجموعی طور پر ۸۷½ فٹ بلند تھی۔ اسکندر طبریوس کے باپ نے ان پھاٹکوں پر سونے چاندی کی چادریں چڑھوادی تھیں۔ ان پھاٹکوں کے اندر داخل ہو کے جو مربع عمارت چاروں طرف پھیلی نظر آتی تھی وہ خوشنمائی و دلکشی میں بیرونی عمارت سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اس کے ستون اگرچہ کسی قدر پست اور چھوٹے

اندرونی صحن

تھے مگر سب نہایت ہی نازک تھے اور ایک ہی سانچے کے ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس اندرونی صحن کا ایک خاص حصہ عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا جس سے آگے قدم بڑھانے کی وہ جرأت نہ کر سکتی تھیں۔

یہ مقدس مربع صحن بھی دو حصوں پر منقسم تھا۔ ایک تو وہ جو عام اسرائیلیوں کے لیے تھا۔ اور دوسرا وہ جس میں احبار اور مقتدایان اُمت کے سوا کسی کو بھی قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک پست سی مُنڈیر صحن کے ان دونوں حصوں کو جدا کیے ہوئے تھی۔ اس منڈیر کے پاس بڑی برنجی

قربان گاہ اور دہلیز

قربانگاہ تھی جس کے پاس پہونچتے ہی معبد الٰہی کی محترم عمارت نظر کے سامنے ہو جاتی۔ اور اُس کی اِدھر کی رُوکار جس پر اُوپر سے نیچے تک سونا چڑھا ہوا تھا اپنی آب و تاب سے نظر کو خیرہ کرنے لگتی۔ اسی جگہ پر ایک بڑی بھاری دہلیز قائم تھی۔ جو معبد سے بھی زیادہ چوڑی تھی۔ اور اس دہلیز کے سلسلے میں ایک اور مربع عمارت چاروں طرف پھیلتی چلی گئی تھی۔ اس دہلیز کی بلند محراب ۱۳۲½ فٹ بلند تھی۔ اور اُس کے سامنے کے رُخ پر بھی اُوپر سے نیچے تک سونا چڑھا ہوا تھا۔ اس دہلیز کی محراب کے اندر پٹ نہ تھے

چنانچہ اُس کے اندر سے مسجد اقصیٰ کا جلوہ ہر وقت نظر آتا رہتا۔ مسجد کا خاص

طلاکاری | سُنہرا پھاٹک عین اس کی محاذاۃ میں واقع تھا۔ اور اُس پھاٹک

پر سونے کی موٹی چادر چڑھی ہوئی تھی۔ اور اُسی پھاٹک پر وہ مشہور طلائی

انگور آویزاں تھے جن کا اُن دنون بہت شہرہ تھا۔ اور روز بروز اُن کی تعداد

بڑھتی ہی جاتی تھی۔ اس لیے کہ لوگ تقرب الٰہی اور حصول ثواب کی نیت سے

دولت صرف کر کے اس قسم کی طلائی انگور بنوا بنوا کے حرم پر چڑھاتے اور

وہ فوراً اُس پھاٹک میں آویزاں کرا دیے جاتے۔ دہلیز کی محراب اور

کے پھاٹک کا سونا ایک دوسرے پر اپنی ضو ڈال کے درمیانی صحن میں

عجب عالم نور پیدا کرتا رہتا تھا۔

خاص عبادت کدہ اور اُس کی آب و تاب | اسی پھاٹک کے اندر خاص عبادت کدہ تھا۔

اور اُس کا رقبہ آج بھی اتنا ہی تھا جتنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے

عہد میں تھا۔ اور اُس کے خزانے میں وہی دولت اور وہی قیمتی چیزیں آج

بھی موجود تھیں جو اُس زمانے میں تھیں۔ یہ سنگ مرمر کی عمارت جو ہر

طرف سے مطلّا و مذہب تھی بالکل ایسی نظر آتی تھی کہ جیسے برف کے پہاڑ

کو سنہرے کپڑے پہنا دیے گئے ہیں۔ آفتاب کوہ زیتون کے پیچھے سے

طلوع کر کے جب اپنی کرنیں اس مقدس اور عالیشان عمارت

پر ڈالتا تو زائرین کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔ اور کیا عجب کہ اکثر لوگوں

کو یہاں بھی اُس جلوے کا دھوکا ہو جاتا ہو جو حضرت موسیٰ کو طور پر

نظر آیا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ یہ شان و شوکت لوگوں کو حیرت میں نہ ڈال

دیتی۔ یہودی تو یہودی رومی بھی یہاں آ کے اور اسرائیلیوں کے خدائے

واحد کا جلوہ دیکھ کے اپنے دیوتاؤں کو بھول جاتے تھے۔

الغرض یہ رونق تھی جو ہیروڈ کی ہمت اور اس کی فیاضی نے قائم کر دی تھی اور ساری قوم کو اپنا گرویدۂ احسان بنا لیا تھا۔ اور جس کی وجہ سے دولت روم و دولت روم کو بھی ہیروڈ کی شوکت و حشمت کا بہت کچھ اعتراف کرنا پڑا۔

ہیروڈ کے محل کی سازشیں

لیکن باوجود ان سب کامیابیوں کے ہیروڈ کے محل کی سازشوں اور حرم سرا کی بے انتظامیوں نے اس کی نیکنامی پر بہت کچھ خاک ڈال دی۔ وہ بہت ہی اچھا بادشاہ ہوتا اگر اس کے محل میں مختلف اغراض اور خیالات کی بیبیاں نہ جمع ہوتیں۔ اور وہ ان کے بس میں نہ ہوتا۔ انھیں عورتوں کی وجہ سے روز ایک نیا جھگڑا پیدا ہوتا۔ اور اس کے نتیجے میں بڑے بڑے مظالم ہو جاتے۔ اس کے دس محل تھے۔ اور ہر محل والی اپنے بیٹوں کی طرف دار رہ کر فتنہ و فساد پیدا کرتی رہتی۔ یہاں تک کہ انھیں عورتوں کی شرارت کی وجہ سے خود ہیروڈ کے بیٹے اس کے مظالم کی فریاد لے کے دربار روم میں پہونچے۔ جہاں بار بار شکایتیں پہونچتیں اور سب لوگوں کو ماننا پڑتا کہ ہیروڈ اپنے بیٹوں پر ظلم کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی ولادت

ہیروڈ کے آخر عہد میں حضرت مسیح پیدا ہوئے جن کی ولادت کے ساتھ ہی مذہب مسیحی کی بنیاد پڑی۔ مسیحی لوگ ہیروڈ کے دامن پر یہ دھبہ بھی لگاتے ہیں کہ فقط حضرت مسیحؑ کی جان لینے کے خیال سے اس نے بیت اللحم میں بہت سے معصوم بچوں کے گلوں پر چھری پھیر دی۔ مگر موجودہ اناجیل کے سوا عہد قدیم کی یہودی اور رومی دونوں تاریخیں اس واقعے کے بیان سے خالی ہیں۔

ہیروڈ کی موت

حضرت مسیح کی ولادت کے چند ہی روز بعد ہیروڈ کی زندگی کا چراغ گل

ہو گیا وہ سنہ ۳۷ قبل مسیح میں تخت پر بیٹھا تھا۔ اور سنہ ۴ قبل مسیح میں دنیا سے رخصت ہو گیا جبکہ حضرت مسیح تو تقریباً ۸ سال کے ہوں گے مگر عیسوی سال سنہ ۴ تھا۔ اُس نے ۳۳ سال حکومت کی۔ اور یہودہ کا آخری فرمان روا تھا جس کے ساتھ ہی تاج و تخت اور دولت اقبال نے اسرائیلیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔

باب سیزدہم

ارض یہودا پر رومیوں کا تسلط اور اسرائیلی حکومت کا خاتمہ

ہیرودؔ کی وصیت۔ بیت المقدس پر والیٔ شام کا قبضہ۔ ہیرود کا بیٹا۔ ارخلاؤس۔ اُس کا بھائی انٹی پاس۔ ارخلاؤس کی نالائقی۔ اور تخت سے معزولی۔ ارض یہودا پر دولت روم کا قبضہ۔ مجلس سنہڈرین۔ اُس کے ارکان اور نشست کی ترتیب۔ رکنیت کے شرائط۔ اجلاس کی وضع۔ اُس مجلس اور رومی والی کے متنازع اقتدارات۔ پہلا رومی کلکٹر کوپونیس۔ دوسرا اور تیسرا رومی کلکٹر۔ طبریس قیصر روم۔ پونطیوس پائلٹ رومی کلکٹر۔ بیت المقدس رومی کلکٹر کا مستقر قرار پایا۔ رومی عقابی جھنڈا بیت المقدس میں۔ یہود پر اُس کا اثر۔ رومی جھنڈے کی واپسی۔ حضرت مسیح تبلیغ کرتے ہیں۔ پونطیوس معزول ہوا۔ ویٹلیوس بیت المقدس میں۔ اُس کی ہر دلعزیزی۔ قالی غلہ قیصر روم۔ اگریپا کی سرگزشت۔ اُس کی حکومت ارض یہودا۔ قیصر روم دیوتا بنا چاہے۔ ہیکل سلیمانی میں اُس کی مورت رکھنے کی تجویز۔ مصری یہودیوں کی نیابت روم میں۔ اُن کا قتل عام۔ حرم میں مورت قائم کرنے کی کوشش۔ یہودیوں کا

ف موجودہ سنہ میں چار سال کی غلطی ہے۔ لاعلمی سے اس سنہ کا حساب اُس وقت شروع کر دیا گیا جبکہ حضرت مسیح کو پیدا ہوئے چار سال ہو چکے تھے۔ یہ غلطی آج تک چلی جاتی ہے۔

جوش توحید - پطرونیوس کو مجبوراً توقف کرنا پڑا - قالی غلا کی برہمی - اگرپا پر اُس کی عنایت - اور اُس کی موت - قلادیوس قیصر روم - اگرپا پر اُس کی مہربانی - اگرپا کی خوبیان - اُس کی موت پر رومیون کی خوشی - یہودی حکومت کا خاتمہ -

ہیروڈ کی وصیت | ہیروڈ کے بیٹون مین ملک کے لیے جھگڑا ہوا - ایک وصیت نامے کے ذریعے سے وہ اپنی ساری قلمرو کئی بیٹون مین تقسیم کر گیا تھا - لیکن اُس وصیت کے خلاف شام کے رومی والی ملک وارس نے چاہا کہ ہیروڈ کے ورثہ کو تاج و تخت سے محروم کر کے اُس کی مملکت کو دولت روم کی قلمرو مین شامل کر لے - اِن مختلف واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو متوفی بادشاہ یہود ہیروڈ کا بیٹا ارکالیوس اپنے خاندانی جھگڑے لے کے روم مین پہونچا - اور دوسری طرف وارس نے بڑھ کے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا - اور ہیروڈ کا **بیت المقدس پر والی شام کا قبضہ** | کُل خزانہ اور اُس کا محل اُس کے تصرف مین آگیا -

یہودیون کو یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ ایک بت پرست رومی خانۂ خدا پر حکومت کرے - اور انبیاے سلف کا پُرانا مقدس وطن اور اُن کی محترم خوابگاہین مشرکون کے قدم سے ناپاک ہون - فوراً بغاوت پر آمادہ ہو گئے - **یہود کی برہمی** | اور بہادر اسرائیلیون نے فوجی لشکر مرتب کر کے جا بجا تاخت و تاراج اور قتل و خون کا بازار گرم کر دیا - وارس آنے کو تو یروشلیم مین چلا آیا - مگر شہر مین داخل ہوتے ہی اُسے عزت سنبھالنا مشکل ہو گیا - اور اضلاع کے یہودیون نے ایسی شورش مچا دی کہ اُسے گھر سے نکلنا مشکل تھا -

جس وقت بیت المقدس پر طوائف الملوکی حکومت کر رہی تھی اور وارس بے دست و پا تھا ارکالیوس اور ہیروڈ کے دیگر ورثہ کا دعویٰ دربار روم کے سامنے پیش ہوا - مقدمہ چل ہی رہا تھا کہ مشرق سے خبر آئی جس ملک کے لیے

پیروی ہو رہی ہے وہ اب دولت روم کے قبضے ہی مین نہین - اور وارُوس اسرائیلیون کے نرغے مین گھرا ہوا ہے - مگر اغسطوس قیصر نے اس خبر کی مطلق پروانہ کی - اور ہیروڈ کے وصیت نامے کے مطابق فیصلہ کر دیا - اب بیت المقدس کی یہ حالت تھی کہ وارُوس اپنی جان بچا کے بھاگ گیا تھا - اور قوم کے باہمی جھگڑون اور رنزاعون - اور بیرونی ڈاکوؤن کی لُوٹ مار کی وجہ سے خانۂ

ارکالیوس | خدا کے زیر سایہ رہنے والے پریشان و دہشت زدہ ہو رہے تھے کہ یکایک ارکالیوس ۵۶۷ قبل محمد مین یعنی سنہ عیسوی کے شروع ہونے سے دو سال پہلے اور ولادت مسیح کے دو سال بعد شاہانہ ٹھاٹھ سے آ کے ارض یہودا کے ساحل پر اُترا - اور بڑھ کے بیت المقدس پر قابض ہو گیا -

ہیروڈ نے اپنے وصیت نامے کی رُو سے دیگر ازواج کی اولاد کو محروم کر کے فقط اپنی سماریہ والی بی بی ملتاس کی اولاد پر مُلک کو تقسیم کیا تھا - ان مین سے ارکالیوس خاص ارض یہودا اور علاقہ سماریہ وغیرہ کا مالک ہوا -

اُس کا بھائی انطی پاس | اور اضلاع جلیل اور دیگر ساحلی بلاد دوسرے بیٹے ہیروڈ انطی پاس کے سپرد ہوے -

انطی پاس نے تو ایک مدت تک حکومت کی - مگر ارکالیوس جس کا مرکز

ارکالیوس کی نالائقی | فرمان روائی خاص شہر بیت المقدس تھا کچھ ایسا نالائق اور جابر و ظالم ثابت ہوا کہ اُس نے خود اپنے ہاتھ سے بہت ہی جلد اپنی سلطنت کا خاتمہ کر دیا - رعایا اور خود اُس کے عزیزون کی مظلومی کی آواز روم مین پہونچی - اور اُسے تخت پر بیٹھے نو ہی برس ہوے تھے کہ ایک دن جبکہ وہ جشن

اور تخت سے معزولی | طرب مین بیٹھا لطف اُٹھا رہا تھا یکایک حکم ملا کہ فوراً دربار روم مین حاضر ہو - کمزور بادشاہ مین سرتابی یا تامل کی مجال نہ تھی - فوراً اُٹھ کھڑا ہوا -

اور روم کی راہ لی۔ وہاں اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی مدعی اپنا کام کر چکے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ارکالیوس روم میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر کے بسزائے جلا وطنی ارض گال یا (فرانس) کے علاقے میں بھیجدیا گیا۔ اور ارض یہودا دولت روم کا ایک چھوٹا صوبہ بنا لی گئی۔

ارض یہودا پر دولت روم کا قبضہ

اس واقعے سے یہودیوں کی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو گیا۔ قومی حکومت نہایت ہی خوشی کے ساتھ بغیر کسی مزاحمت کے اُن کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اس انقلاب سے یقیناً بڑے بڑے فساد پیدا ہوتے اور سخت خونریزی ہوتی۔ مگر رومیوں کی حکمرانی ایسی حکمت عملی کے ساتھ تھی کہ یہودیوں کا جوش دل ہی میں دبا رہ گیا اور سب کو بے عذر بت پرستوں کے جوئے کے نیچے سر جھکا دینا پڑا۔

مجلس صنہادرین

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بنی اسرائیل میں ایک نامعلوم زمانے سے ایک خاص قسم کی کونسل چلی آتی تھی جو دار القضا کی شان رکھتی تھی۔ یہ کونسل بادشاہ یا حکمران کی ماتحتی میں ہر قسم کی قومی نزاعون کا تصفیہ کیا کرتی۔ اس کونسل کے ارکان صنہادرین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔

اس کے ارکان

جن کی تعداد (۷۱) ہوتی۔ اس کونسل کے لیے کچھ ارکان تو احبار یعنی علمائے یہود میں سے۔ کچھ بنی لاوی میں سے جو خاندانی طور پر مقتدائی کے لیے مخصوص ہو گئے تھے۔ اور کچھ عام قسم کے سربرآوردگان قوم میں سے منتخب کر لیے جاتے۔ اپنی عظمت اپنا گذشتہ وقار و تقدس قائم رکھنے کے لیے یہ کونسل اپنے اجلاسوں میں بہت سے مقررہ آداب کا لحاظ رکھتی تھی۔ قوم کا سب سے بڑا مقتدا یعنی امام کونسل کا میر مجلس ہوتا۔ اور ناسی کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ وہ اپنا امامت کا تاج اور خلعت پہن کے

نشست کی ترتیب — بیچ وسط مین بیٹھتا۔ اُس کے داہنے ہاتھ پر ابوالدین (دین کا باپ) بیٹھتا جس کی حیثیت اس مجلس مین وائس پریزیڈنٹ کی ہوتی۔ اور اس کے بائین ہاتھ پر حبر یعنی سب سے بڑا ماہر شریعت یا فقیہ بیٹھتا۔

رکنیت کے شرائط — اس باوقعت کونسل کے لیے جو لوگ ممبر منتخب کیے جاتے اُنکے لیے لازمی تھا کہ مذہبی آدمی ہون۔ فنون اور مختلف زبانون مین کامل دستگاہ رکھتے ہون نیز علم طب حساب۔ ہیأت۔ اور نجوم مین بھی اُنھین تبحر حاصل ہو۔ اُن مین کوئی جسمانی عیب و نقصان نہ ہو۔ نہ بالکل نوعمر ہون نہ پیرفانی۔ جادو طلسم اور بت پرستی کے رسوم و عقائد سے بھی خوب واقف ہون۔ اس لیے کہ بغیر واقفیت کے اِن چیزون سے احتراز نہین کیا جا سکتا۔ اور سب کے آخر مین یہ شرط تھی کہ وہ متاہل اور صاحب اولاد ہون۔

اجلاس کی وضع — یہ لوگ ایک قوس نما صف مین اجلاس کرتے۔ قوس کے بیچ بیچ مین میر مجلس بیٹھا ہوتا۔ اور دونون جانب کے سرون پر ایک ایک معتمد بیٹھتا جو کونسل کے منشی ہوتے۔ اِن دونون معتمدون مین سے ایک ملزم ٹھہرانے والے ممبرون کی رائین قلمبند کرتا اور ایک اُن ممبرون کی رائین لکھتا جو برأت کی راے دیتے۔ یہی مجلس صنہادرین تھی جو یہودیون مین صدیون پیشتر سے چلی آتی تھی۔ اور جس کے اعتبار سے بنی اسرائیل دعوی کر سکتے ہین کہ ایک باضابطہ طریق حکمرانی کو اُنھون نے رومیون سے بھی پہلے دنیا مین جاری کر دیا تھا۔

اس مجلس اور رومی والی کے متمائز اقتدارات — رومی سلطنت ہو جانے کے بعد بھی یہ باضابطہ کونسل قائم رہی۔ رومی والی ملک محاصل وصول کرتا۔ فوجون کو ضروری مقامات پر متعین کرتا۔ اور باغیون یا پولٹیکل ہنگامے

پیدا کرنے والوں کو سزا نہیں دیتا۔ مگر یہود پر یہی کونسل حکومت کرتی۔ اور رعایا کا مذہبی و قومی تعلق مجلس صنہادرین کے سوا اور کسی کے ساتھ نہ رہتا۔ پہلے جس طرح یہ مجلس یہودی بادشاہ کی ماتحتی میں اجلاس کرتی تھی اب دولت روم کے کسی ذمہ دار عہدہ دار کی زیر نگرانی اجلاس کر کے یہود کے تمام قومی اور مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ کرتی۔ یہودجس کسی کو اپنے عقائد کے خلاف اور مذہبی احکام کی رو سے واجب القتل سمجھتے۔ اس کو یہ مجلس پوری آزادی سے مناسب سزا دیتی۔ اور جس کسی پر دولت روم بغاوت و سرکشی کا جرم قائم کرتی اس کو رومی والی سزا دیتا۔

آرکالیوس کو جلاوطن کرنے کے بعد قیصر روم نے اپنے شام کے والی سلفنی سیوس کو لکھا کہ ارض یہودا کا مناسب انتظام کرو۔ اس نے فوراً قوقونیوس نام ایک رومی سردار کو بیت المقدس اور اسکے توابع کا پہلا رومی پروکیوریٹر یعنی کلکٹر مقرر کیا۔ اور یہی پہلا رومی افسر ہے جس کے آگے مجلس صنہادرین کو سر جھکانا پڑا۔ اغسطوس قیصر اپنے طرز عمل سے ایک نہایت ہی غیر مستقل مزاج فرمان روا ثابت ہوا ہے۔ ارض یہودا میں اس کی تلون طبع کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ جلد جلد کلکٹر بدلتے رہتے۔ قوقونیوس چند ہی روز رہا تھا کہ امبی ویلیس مقرر کر کے بھیجا گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت بھی ختم ہو گئی۔ اور رانیوس رفوس اس کا قائم مقام ہوا۔

پہلا رومی کلکٹر قوقونیوس

دوسرا اور تیسرا رومی کلکٹر

طبریوس قیصر روم

بیت المقدس میں یہی پروکیوریٹر تھا کہ ۵۵ھ قبل محمد میں اغسطوس قیصر مر گیا اور طبریوس نے تخت روم پر قدم رکھ کے تاج قیصری اپنے سر پر رکھا۔ اس قیصر کی تئیس سال کی مدت فرمان فرمائی میں

ارض یہودا کو فقط دو رومی والیوں سے سابقہ پڑا - اول والیریوس غراطوس

پونطیوس پائلٹ رومی کلکٹر

جو ۵۵۶ قبل محمد میں مقرر ہوا - اور دوسرا پونطیوس پائلٹ جس نے ۵۴۵ قبل محمد میں آکے ارض یہودا کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی -

اس وقت تک معمول چلا آتا تھا کہ رومی پروکیوریٹر جو ساری ارض یہودا پر حکومت کرتا معمولاً ہیروڈ کے آباد کیے ہوئے شہر قیساریہ میں رہا کرتا - اور جاڑوں کے موسم میں سماریہ میں چلا جاتا - پونطیوس پائلٹ نے اپنے زمانے میں سماریہ کے عوض خاص شہر بیت المقدس کو اپنا موسم سرما کا مستقر

بیت المقدس رومی کلکٹر کا موسمی مستقر قرار پایا

قرار دیا - یہود کو اشتعال دلانے کے لیے یہی کیا کم تھا کہ پونطیوس نے ایک اور ایسی کارروائی کی کہ تمام اسرائیلیوں میں سخت برہمی پیدا ہو گئی -

خواہ یہودیوں کی درشت مزاجی اور اُن کے تعصب سے ڈر کے یا اپنی عدالت گستری کے تقاضے سے رومی سلطنت نے اس وقت تک مذہبِ اسرائیلی کی حرمت اور قدر و منزلت کا ہمیشہ خیال رکھا تھا - بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس موحد قوم کے تعصب کو قیاصرہ وقعت کی نظر سے دیکھتے رہے تھے - اسی مہربانی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ باوجود فتح کر لینے اور یہود کو مغلوب و مقہور کر چکنے کے اس وقت تک رومیوں کا عقابی جھنڈا بیت المقدس کی چار دیواری کے اندر نہیں آیا تھا - پونطیوس نے اس قید کو اُٹھا دینے کی کوشش کی - اور ایک

رومی عقابی جھنڈا بیت المقدس میں

اندھیری رات کو یہودی غافل پڑے سو رہے تھے کہ رومی سپاہی باضابطگی و ترتیب کے ساتھ صفیں باندھے اور اپنا قومی جھنڈا لیے ہوئے شہر کے پھاٹک میں داخل ہوئے - اس جھنڈے پر عقاب کے علاوہ خود قیصر کی تصویر بھی بنی تھی - رات کو تو یہودیوں نے اس کا

خیال نہ کیا۔ مگر جب صبح کو دیکھا کہ ہیکل ربانی اور مسجد اقصیٰ کے برابر ہی رومی جھنڈا نصب ہے۔ عقابی بیرق ہوا مین لہرا رہی ہے۔ اور قیصر کی تصویر بیت المقدس کی سڑکون پر علانیہ طور پر نمایان ہے تو انتہا سے زیادہ پریشان ہوئے۔ اس ذلت و توہین کے منظر نے اُنھین از خود رفتہ کر دیا۔ اور حرم کی بیحرمتی کے خیال سے اس درجہ خائف ہوئے کہ ڈرتے تھے کوئی عذاب الٰہی نہ نازل ہو جائے۔ مگر باوجود اس برہمی کے اُنھون نے غیر معمولی صبر و تحمل سے کام لے کے ضبط کیا۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی ہنگامہ بپا ہونے پائے بنی اسرائیل کے وکیلون کا ایک گروہ عاجزی کی وضع اور التجا کی شان سے قیساریہ مین خاص پونطیوس کے سامنے پہونچا۔ اور درخواست کی کہ ہمارے معبد اور ہمارے مذہب کو اس توہین سے بچایئے۔ پونطیوس نے اس درخواست سے یہ نتیجہ نکالا کہ یہودی اپنے سردار کو بدتر روم سے نفرت کرتے ہین۔ اور کوشش کی کہ یہودی بزور ... کیا۔ اور بے جا ہین۔ مگر جب اُسے یہ تماشا نظر آیا کہ یہودیون نے تلوار کے آگے سر جھکا دیے۔ اور سب کی زبان پر یہی الفاظ ہین کہ ہمین مرجانا گوارا ہے مگر مذہب کی توہین ان آنکھون سے نہین دیکھی جا سکتی"۔ تو اُس سے زیادہ مخالفت کرتے نہ بنی۔ اور طوعاً و کرہاً عقابی جھنڈے اور قیصر کی تصویر دونون چیزون کو بیت المقدس سے واپس منگوا لیا۔

یہودیہ پر اُس کا اثر

رومی جھنڈے کی واپسی

حضرت مسیح کی تبلیغ

رُدھیون کے اسی پر وکیوریٹر پونطیوس کے زمانہ مین جناب مسیح نے اپنی شریعت حقہ کی تبلیغ فرمائی۔ اور یہود کے جوشِ مخالفت سے وہ واقعات پیش آئے جو آج تک یہود و نصارا۔ اور مسلمانون مین جداگانہ شانون سے بیان کیے جاتے ہین۔ ہم اُن واقعات کو مسیحیت کی

تاریخ مین مفصل وشرح بیان کرین گے۔

پونطیوس معزول ہوا | اتفاقاً حضرت مسیح کے واقعے کے چند ہی روز بعد سماریہ والون مین ایک شورش پیدا ہوئی جس کے دبانے مین پونطیوس نے اعتدال سے زیادہ سختی سے کام لیا۔ اہل سماریہ اس مظلومی کی فریاد لے کے شام کے بڑے نائب دولت رُوم یا کمشنر نطلیوس کے دربار مین پہونچے اور فریاد کی۔ اُس نے اُن کی فریاد سنی اور پونطیوس کے نام حکم بھیجا کہ فوراً روم مین جا کے حاضر ہو۔ اور اُس پر جو الزامات عائد کیے گئے ہین اُن کی جوابدہی کرے۔

نطلیوس بیت المقدس مین | پانطیوس کے جاتے ہی نطلیوس دورے کے طریق سے خاص شہر بیت المقدس مین آیا۔ جہان اُس کا استقبال بڑی ہی دھوم دھام سے کیا گیا۔ اتفاقاً انھین دنون یہودیون کی بڑی عید درپیش تھی جس کے فرائض بجا لانے کے لیے تمام اضلاع شام اور دُور دُور کے یہودی بیت المقدس مین آئے ہوے تھے۔ اتنی بڑی جماعت کثیر یا یون کہیے کہ ایک قوم کی قوم نے اپنے آپ کو نطلیوس کا شکرگذار اور زیر بار احسان ظاہر کیا تو اُس کے دل پر بڑا اثر پڑا۔ نہایت ہی مہربانی سے پیش آیا۔ بعض محاصل بھی معاف کر دیے۔ اور سب سے بڑی عنایت یہ کی کہ

اُس کی مہربانیان | یہودیون کے مقتداے اعظم (امام) کا مقدس ومتبرک اور نہایت ہی پُر تکلف خلعت جو بہت ہی بابرکت خیال کیا جاتا تھا ہمیشہ کے لیے یہودیون کے لیے حوالے کر دیا۔ ایک زمانے سے یہ لباس رومیون کے قبضے مین تھا۔ اور معمول ہو گیا تھا کہ وہ خلعت ایک صندوق مین رکھ کے مقفل کر دیا جاتا۔ اور امام یہود اپنی مُہر لگا کے اُسے رومیون کے

سپرد کر دیتا - اور سال بھر انھین کی حراست مین رہتا۔ فقط عید کے موقعون
پر سات دن پیشتر جا کے یہودی اُسے بڑی دھوم دھام اور بڑے جلوسون
سے لے آتے - اور عید کے بعد اُسے مقفل کر کے اور اپنے امام کی اُس پر
مُہر لگا کے پھر اُسی طرح رومیون کے حوالے کر دیتے۔ ویٹلیوس کی مہربانی سے
یہ پشمینہ صندوق بالاستقلال اُن کو مل گیا۔ اور اُس کے محافظ وہ خود ہی
قرار پائے۔

اس واقعے کے چند ہی روز بعد ۵۸۵ قبل محمد مین طبریوس قیصر مر گیا۔ اور
قالی غلا قیصر روم | سریر قیصری قالی غلا کو ملا۔ اُس کی تخت نشینی کے ساتھ ہی
بیت المقدس مین ایک دوسرا انقلاب عظیم ہوا جس کی نسبت کہہ سکتے ہین
کہ ایک حد تک یہودیون کے مقاصد کے موافق تھا۔ ہیرودڈ کے خاندان کے
ہاتھ سے گو کہ ارض یہودا اور بیت المقدس نکل گئے تھے۔ مگر دیگر اضلاع ابھی
تک اُس کے خاندان ہی کے ہاتھ مین تھے۔ خاصۃً علاقہ جلیل تو ہیرودڈ کے
بیٹے ہیرودڈ انطپاس ہی کے زیر فرمان تھا۔ قالی غلا کے تخت نشین ہوتے ہی
ہیرودڈ کا ایک نیا وارث نمودار ہوا جسے خود اُس نے اپنے وصیت نامے کے
ذریعے سے بالکل محروم کر دیا تھا۔

اگرپا کی سرگذشت | ہیرودڈ کا ایک بیٹا ارسطوبولوس بھی تھا جس سے اُسے اپنی
حرم سرا کی سازشون کی وجہ سے عداوت ہو گئی تھی۔ مگر اس لڑکے کو خود
اُس نے تعلیم و تربیت کی غرض سے رُوم مین بھیجا تھا۔ جہان وہ مدتون رہا
تھا۔ اور چونکہ ایک بادشاہ کا فرزند تھا اس لیے وہان کی نہایت معزز
صحبتون مین آتا جاتا اور بڑے بڑے معزز خاندان والے سرداران رُوم سے
ملتا جلتا رہا تھا۔ ارسطوبولوس کا بیٹا اگرپا جو باپ کے محروم الارث ہونے

کے باعث فاقہ زدہ ہو گئے مدتوں ارض یہوداور روم مین خاک اُڑتا رہا تھا۔
اب قالی غلہ کی سلطنت کے ساتھ اُس کے دن پھرے۔ تخت نشینی سے پیشتر قالی غلہ
سے اُس سے بہت اچھے اور یکجہتی کے تعلقات رہے تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ
شکار کے موقع پر قالی غلہ کے ساتھ گاڑی مین بیٹھے بیٹھے اگر پا کی زبان سے
نکل گیا تھا "خدا جلد وہ دن لائے کہ طبریوس تخت و تاج کو خالی کرے
اور آپ تاج قیصری اپنے سر پر رکھین" گاڑی بان نے انعام کے لالچ
مین یہ خبر طبریوس کو پہونچادی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگر پا پابزنجیر قیدخانے مین
بھیجدیا گیا۔ اُس کے ساتھ یہ سلوک دیکھ کے جتنا صدمہ قالی غلہ کو ہوا تھا
شاید خود اگر پا کو نہ ہوا ہوگا۔ اب تخت پر قدم رکھتے ہی قالی غلہ نے پہلا یہ کام
کیا کہ اگر پا کے پاؤن سے بیڑیان کٹوائین۔ اور بڑی قدر و منزلت کے ساتھ اُسے قیدخانے سے
نکال کے باہر لایا۔ اور ایک معزز عہدے پر سرفراز کر دیا۔ پھر چند ہی روز مین بادشاہی کا
خطاب دیکے اُسے بالاستقلال ارض یہوداکا فرمان روا بنادیا۔ | اس کی حکومت ارض یہودا
الغرض چند روز تک رومی حاکمون کے قبضۂ تصرف مین رہنے کے بعد سنہ ۴۱ قبل محمدؐ ارض یہودا
اور یروشلیم پھر ہیروڈ اعظم کے پوتے اگر پا کے زیر حکومت ہو گئے۔

اگر پا کا زمانہ بہت ہی اچھا ہوتا۔ اس لیے کہ وہ رحم دل۔ ذی فہم۔ تجربہ کار۔
یہودیون کا ہم قوم۔ اور اُن کے ایک نامور بادشاہ کا فرزند تھا۔ مگر ان دنون
قالی غلہ کی لغویت و خود پرستی نے ہر جگہ ایسے جھگڑے پیدا کر رکھے تھے۔
خصوصاً قوم یہود کو ایسی مصیبت مین مبتلا کر دیا تھا کہ اگر پا کو خود اپنی عزت
سنبھالنا مشکل پڑ گیا۔ اُس خود پرست اور طفلانہ مزاج | قیصر روم دیوتا بنتا ہے
قیصر نے اپنے آپ کو رومیون کا ایک دیوتا بنانے کی کوشش کی۔ اور حکم
دیدیا کہ تمام مندرون اور عبادت خانون مین اُس کی مورت رکھ کے پوجی

جاے۔ کاش یہ حکم بت پرست رومیون ہی تک محدود رہتا۔ قیامت یہ تھی کہ یہودی بھی اس حکم کے اُسی طرح پابند کیے گئے جس طرح کہ بُت پرست پابند کیے گئے تھے۔ ایک طرف تو والی مصر کے نام حکم نامہ گیا جس کے علاقے مین دس لاکھ سے زیادہ یہودی آباد تھے اور جا بجا اُن کے معبد بنے ہوے تھے کہ یہود کے ہر عبادت خانے مین قالی غُلہ کی مورت رکھوادے۔ اور یہود کو حکم دے کہ بلا عذر اُس کی پرستش کرین۔ دوسری طرف لطرونیوس کو جو اب بطلیموس کی جگہ شام کا رومی گلشنر تھا تاکید کی گئی کہ قدیم ہیکل سلیمانی یعنی خاص مسجد اقصیٰ کے اندر جو سب سے زیادہ مقدس مقام ہے اُس معزز قیصر کی ایک برنجی مورت بنوا کے اور اُس پر سونے کا مُلمع کرا کے نصب کرا دی جاے۔ تاکہ سارے یہودی اُس کی پرستش کرنے لگین۔

ہیکل سلیمانی مین اُس کی مورت رکھنے کی تجویز

یہ خبر سُنتے ہی ہر جگہ یہودیون کے دل کانپ گئے۔ وہ سب طرح کے گناہون مین مبتلا تھے۔ مگر مشرک نہ تھے۔ قیصر کے حکم کا روکنا بھی اُن کے اختیار سے باہر تھا۔ سب سے پہلے اس کی تعمیل مصر مین ہوئی۔ اور وہین سے مخالفت بھی شروع ہوئی اپنے مذہب کی طرف سے پیروی کرنے یا یون کہیے کہ اپنی معذوری ظاہر کرنے کے لیے اُن کا ایک چھوٹا وفد رومۃ الکبریٰ مین پہونچا۔ اور وہان پہونچ کے جب اُنھون نے سُنا کہ یہی بُت پرستی کا حکم بیت المقدس اور (خداوند جل و علےٰ) کے مقدس ترین حرم مین بھی گیا ہے تو وہ بہت ہی پریشان ہوے۔ بڑی کوششون کے بعد قالی غُلہ کے دربار مین باریابی نصیب ہوئی۔ قیصر نے اِن لوگون کی صورت دیکھتے ہی ایک تنفر کی شان سے

مصری یہودیون کی نیابت روم مین

کہا "تم ہی وہ دیوتاؤن کے دشمن ہو جنھین میری اُلوہیت تسلیم کرنے مین عذر ہے؟ اور ایک ایسے دیوتا کو پوجتے ہو جس کا نام لیتے بھی تمھین ڈر معلوم ہوتا ہے!" اور یہ کہتے ہی اُس نے اس سراپا جلال نام "یہوا"[ع۵] کو اپنی ناپاک زبان سے ادا کر دیا۔ اُس کی زبان سے وہ جلالی اسم اعظم سنتے ہی یہودی سہم گئے۔ اور ڈرے کہ کہین خدا کا غضب نہ نازل ہو جائے۔ مگر بے بس تھے۔ خاموش کھڑے سنتے رہے۔ اب اس کے بعد قالی غُلہ نے پوچھا "اور ہان تم لوگ سور کا گوشت کیون نہین کھاتے؟" اُس کے اس سوال پر سارے اہل دربار نے زور سے ایک قہقہہ لگایا اور مرعوب وکلائے اُمت اسرائیل جھینپ کے رہ گئے۔ آخر وہ مصری یہودی دربار سے ناکام واپس گئے۔ اور

اُن کا قتل عام

حاکم مصر مذہبی تعصب کے باعث اُن سے کچھ ایسا جلا ہوا تھا کہ فوراً یہودیون کو باغی قرار دیدیا۔ اور اسکندریہ و دیگر بلاد مصر مین ہزارہا یہودی مع زن و فرزند قتل کر ڈالے گئے۔

بیت المقدس مین مورت قائم کرنے کا جو حکم گیا تھا وہ اس قدر خلاف مصلحت تھا کہ خود پطرونیوس کو اُس کی تعمیل کرتے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ آخر

حرم مین مورت قائم کرنے کی کوشش

اُس نے اپنے مشیرون کو جمع کر کے اس بارے مین رائے لی۔ گو کہ ہر شخص اس کارروائی کے خلاف تھا مگر قیصر کے خوف سے مجبوراً سب نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ حکم واجب التعمیل ہے۔ آخر ناچار ہو کے پطرونیوس نے سدونیا کے کاریگرون کو مورت بنانے کا حکم دے دیا۔ اور اس قیصری حکم کی یہودیون کو

ع۵ یہودی خدا کو "یہوا" کہتے تھے۔ اور اُن کے اعتقاد مین یہ نہایت ہی پُرہیبت اور جلالی نام تھا جس کو زبان سے ادا کرتے ہوئے وہ بہت ڈرتے تھے۔ اور ممکن نہ تھا کہ کوئی اسرائیلی سو زبان پر لائے

خبر بھی کردی۔ اور جب مورت تیار ہو گئی تو تعمیل کے لیے بذات خود ارض یہودا میں آیا۔

یہودیوں کا جوش توحید

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس ناگہانی آفت نے یہودیوں کے دل کی کیا حالت کر دی ہو گی؟ مقتدا اور خدام حرم سب کو سناٹا ہو گیا۔ اور ساری رعایا حیرت میں رہ گئی۔ اور نسل اسرائیلی میں ایک بیقراری و بیتابی پیدا ہو کے ساعت بہ ساعت بڑھنے لگی۔ ایک فوری آگ کی طرح یہ خبر ہر طرف پھیلی۔ اور ساری ارض یہودا میں تہلکہ پڑ گیا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قریوں میں جس یہودی نے یہ خبر سنی بدحواس گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ اور سیدھا بیت المقدس کی طرف دوڑا۔ تھوڑے ہی زمانے میں بے سرو سامان و ہقانیوں۔ بوڑھوں۔ بچوں۔ مردوں اور عورتوں کا اتنا بڑا گروہ عظیم بیت المقدس کے گرد جمع ہو گیا۔ کہ خود پطرونیوس گھبرا گیا۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ کوئی جنگی حربہ تھا۔ نہ لڑنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ مگر سب کی زبان پر متفق اللفظ یہی کلمات تھے۔ اور بار بار چلاتے تھے۔ کہ حرم ربانی پر اپنی جانیں فدا کر دیں گے؛ پطرونیوس نے تالیف قلوب کی پالسی اختیار کی۔ اور ہر ہر شخص کو بلا کے سمجھایا۔ مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ یہود نے ہر مشورے سے کان بہرے کر لیے۔ اور یہ غل تھا کہ "ہمیں موت گوارا ہے مگر یہ نہیں گوارا کہ اپنے وحدہٗ لاشریک خدا کی توہین اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ہم قیصر کی ناراضی سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا کہ خدا کے غضب سے ڈرتے ہیں"؛ پطرونیوس نے پوچھا "اچھا تو کیا تم قیصر سے لڑنے کو تیار ہو؟" انسانوں کے متلاطم سمندر نے ایک طوفان کی شان سے جواب دیا "لڑائی کا تو ہمیں خیال بھی نہیں۔ مگر جان دینے کے لیے

جان دینے کو تیار ہیں" اتنا کہا اور سب نے سر جھکا دیے۔ اور زمین پر گر گر کے کہا" آؤ ہمیں مار ڈالو"

مختصر یہ کہ چالیس دن تک بیت المقدس کے گرد یہی سماں رہا۔ بدنصیبی سے یہ زراعت کا زمانہ تھا۔ بارش رُکی ہوئی تھی۔ اور لوگ تخم ریزی کے لیے پہلے دونگڑے کے منتظر تھے۔ اس مصیبت کے سامنے سب کے سب زراعت کو بھول گئے۔ مگر پطرونیوس دیکھ رہا تھا کہ قحط کی

پطرونیوس کو مجبوراً توقف کرنا پڑا

آفت سر پر منڈلا رہی ہے۔ ایک تو بارش نہیں ہوئی۔ دوسرے یہ سب اس مذہبی مصیبت کے باعث کھیتی باڑی چھوڑ کے یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ آخر اپنی تمام کوششوں میں تھک گئے اور عاجز آگئے اور نیز قحط کے خوف سے اُس نے اپنے مشیروں سے پھر رائے لی۔ سب کی صلاح یہ ہوئی کہ سردست اس حکم کی تعمیل میں ذرا تامل کرنا چاہیے۔ اور یہ بہانہ کر کے کہ صورت بن رہی ہے قیصر سے پھر رائے طلب کی جائے۔ اور یہ ساری مشکلیں اُس کے پیش نظر کر دی جائیں" الغرض پطرونیوس نے اس حیلے سے بلا کو ٹالا۔ اور یہودی اپنے گھروں کو لگ گئے۔ خدا کی قدرت اُن کے جاتے ہی مینہ بھی برس گیا۔ اور خدا کی اس رحمت نے رومیوں کو بھی یہودیوں کے خدا کا معتقد کر دیا۔ دوسری طرف اگرپا جو اب یہودیوں کا بادشاہ تھا فریادیوں کی صورت بنا کے اور اپنی قوم کا سفیر بن کے رُوم کو روانہ ہوا۔

تائی غائس کی برہمی

اتفاقاً اگرپا کے پہونچنے سے پہلے ہی پطرونیوس کی رپورٹ پہونچ گئی جس پر تائی غائس بہت بگڑا۔ والی شام کو یہودیوں سے مل جانے اور رشوت لینے کا الزام دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ اس سرتابی و رشوت ستانی کی تجھے سخت سزا دی جائے گی" مگر اس حکم کے روانہ ہو چکنے کے بعد جب

اگرپا پر اُس کی عنایت | اگرپا پہونچا تو اُس سے نہایت ہی خلق و مروت سے پیش آیا - یہودیوں کے اس عاجز و حقیر بادشاہ کی قیصر کے قصر مین دعوت ہوئی - اور اُس سے بڑی نیاضی کی شان سے پوچھا گیا "مانگ کیا مانگتا ہی ؟" اگرپا نے نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اپنی تمنا پیش کی - اور وہ فوراً منظور ہوئی حرم ربانی مین مورت قائم کرنے کا حکم منسوخ ہوا - مگر پطرونیوس کے اوپر جو غصہ تھا وہ بدستور باقی رہا -

اور اُس کی موت | اسی اثنا مین سنہ ۴۱ قبل محمد مین قالی غلہ مارڈالا گیا - اور اُس کے عتاب نامے سے پہلے اُس کے مرنے کی خبر پطرونیوس کے پاس پہونچی - اور پطرونیوس اور اُس کے ساتھ ساری قوم یہود کو بے انتہا خوشی ہوئی - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ سب کی جان مین جان آئی -

قلادیوس قیصر روم | اگرپا نے روم مین اپنے خودپرست مربی قالی غلہ کے جنازے کے جلوس کے ساتھ قلادیوس کی تخت نشینی کا جشن دیکھا - اور ایسی حکمت عملیون اور ریشہ دوانیون سے کام لیا کہ نیا قیصر پہلے سے بھی زیادہ اُس پر مہربان ہوگیا -

اگرپا پر اُس کی مہربانی | قلادیوس نے اُسے ساری ارض فلسطین کا بادشاہ بنا دیا - اور وہ تمام چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہیرود کے اور لڑکون کی نسل مین چلی آتی تھین سب اُس کی قلمرو مین شامل کر دین - چنانچہ اُس نے روم سے واپس آکے پورے اُس ملک کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی جو کبھی ہیرود اعظم کے قبضے مین تھا -

اگرپا کی خوبیان | اگرپا کی سلطنت یہود کے حق مین نہایت ہی اچھی تھی - اب کی جو وہ روم سے واپس آیا تو اُس نے ملت اسرائیلی کو بہت فائدہ پہونچایا وہ شریعت موسوی کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتا تھا - اور حرم محترم کی

قربان گاہ میں اُس کی طرف سے روز قربانیاں لاکے چڑھائی جائیں۔ وہ اس قدر نیک تھا کہ اگر کوئی اُس سے دشمنی یا بُرائی کرتا تو اُس سے بھی وہ بہ لطف و مہربانی پیش آتا۔ مگر افسوس اُسے زیادہ حکومت کرنا نہ نصیب ہوا۔ سات ہی سال بادشاہ رہا۔ اور اُن میں سے فقط تین سال پوری ارض فلسطین کی باگ اُس کے ہاتھ میں رہی۔

اُس کی موت پر رومیوں کی خوشی اس نیک نام یہودی فرمان روا کے مرتے ہی ایک ایسا جھگڑا پیدا ہوا جس نے یکایک ہر طرف تعصب کی آگ بھڑکا دی اور ستم زدہ اسرائیلیوں کی بدقسمتی کا زمانہ پھر شروع ہو گیا۔ اگرپا چونکہ ہر امر میں یہود کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا تھا اور اپنی قوم کا سچا وکیل تھا اس لیے یونانی اور رومی اُس سے بہت جلتے تھے۔ اُس کے مرنے کی خبر سنتے ہی قیساریہ کے رومیوں نے بڑے زور و شور سے اظہار مسرت کیا۔ اُس سے اپنی مخالفت و عداوت ظاہر کی۔ اور اگرپا کا نام لے لے کے گالیاں دیں۔ اُس کی بیٹیوں کے پُتلے بنا کے سر بازار نکالے۔ اُن کے ساتھ نہایت ہی شرمناک بے عزتی و آبرو ریزی کی حرکتیں کیں۔ اور خوشی کے جشن منائے۔ یہ حال جب قلادیوس قیصر نے سنا تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اور قیساریہ کی فوج کو یہ سزا دی کہ وہاں سے بدل دیا۔

یہودی حکومت کا خاتمہ مگر باوجود قیصر کی اس جنبہ داری و ہمدردی کے افسوس کہ اگرپا ہی پر خاندان ہیرودؔ کی سلطنت ختم ہو گئی۔ بس یہی زمانہ ہے جس کے بعد پھر کبھی کسی یہودی بادشاہ کو بیت المقدس کی حکومت نہ نصیب ہوئی۔ اگرپا کا بیٹا چونکہ بالکل کم سن تھا اور ۱۷ سال سے زیادہ کا نہ تھا اس لیے وہ باپ کے تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا۔ اور رومی حاکموں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

باب چہاردہم

یہود کے زوال کا سبب اور اُس کی بنا

حاکم و محکوم قومون کی عداوت - یہود پر مظالم کا آغاز - قیصر روم کی مہربانی - ایک یہودی کلکٹر - قوبانوس کلکٹر - اُس کا ظلم - بیت المقدس اور سماریہ والون مین پھر دشمنی - رومی کلکٹر فیلکس - نیرو قیصر روم - یہودیون کا باہمی نفاق - قیساریہ مین یہودیون پر ظلم - فسطوس اور البانیوس کلکٹر - البانیوس کے مظالم - تباہی کے غیر معمولی آثار - ایک صاحب باطن اسرائیلی مجذوب - قیساریہ سے فساد کی ابتدا - فلوروس کلکٹر - کمزور کے غصے کا انجام - فلوروس خزانۂ حرم لوٹنا چاہتا ہے - بیت المقدس پر اُس کا حملہ - اُس کے مظالم - خزانۂ حرم لوٹنے کی کوشش - اور ناکامی - گورنر شام کے دربار مین فریاد - اُس کا نائب بیت المقدس مین - یہود کے ساتھ اُس کی ہمدردی - اگریپا کی صلح جو پالیسی - خود اگریپا کی توہین -

حاکم و محکوم قومون کی عداوت افسوس کہ تائی ٹس اور قلادیوس قیصرون کی مہربانی و جنبہ داری نے اسرائیلی اور یہودی قومون مین دشمنی پیدا کر دی - رومیون کو یہ کوفت تھی کہ ہم اگرچہ حکمران قوم ہین مگر یہود پر ہمارا کچھ زور نہین چلتا - اور اُن کی نظر مین ہماری ذلت اور سبکی ہوتی ہے - اور اس جوش مین جب اُنھون نے

ع۵ ارض مقدس کی تاریخ کے اس حصے کو اہل ہند عموماً اور مسلمان خصوصاً بہت غور سے پڑھین - ہم کوئی راے نہین دیتے - مگر حاکم و محکوم کے تعلقات کا نازک ہو جانا بعض ایسے خوفناک نتائج پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اس قابل نہین ہین کہ ہمارے وطن کے سیاسی لیڈر اپنی سیاسی پالیسی قرار دیتے وقت اُن کا لحاظ نہ کرین - یہود کے زوال کی یہ داستان نہایت ہی عبرتناک داستان ہے جس سے ہمین بڑے بڑے سبق مل سکتے ہین -

اگرپا آخری فرمانروائے یہود کے مرنے پر علی الاعلان اُس کی تذلیل و توہین کی تو یہود کو بھی رومیون کے ساتھ سخت تعصب ہو گیا۔

اگرپا کے مرنے کے وقت شام کا رومی کمشنر قاسیوس لانجی نوس تھا

یہود پر مظالم کا آغاز

اُس نے اپنی طرف سے قوسپیوس فادوس کو ارض یہودا کا کلکٹر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ان دونون متعصب رومی حاکمون نے اسرائیلیون کی قسمت اپنے ہاتھ مین دیکھتے ہی دل کا بُغض نکالنے کا موقع پایا۔ اور یہود پر ظلم و جور شروع کر دیا جس کی ابتدا اس سے ہوئی کہ ٹبلیوس کا وہ حکم منسوخ کر دیا جس کی رُو سے مذہبی مقتدا کا لباس خود یہود کے قبضے مین دیدیا گیا تھا اور ارادہ کیا کہ اُس مذہبی تبرک کو رومی پھر اپنے قبضے مین لے لین۔ اس کارروائی کے لیے یہود سختی سے دھمکائے گئے۔ اور اُن پر زور اور دباؤ ڈالنے کے لیے خود لانجی نوس اپنی فوج کے ساتھ بیت المقدس مین آپہونچا۔ مگر یہودیون کی طرف سے بھی اس بارے مین بڑی دوڑ دھوپ ہوئی۔ اور اگرپا کے محروم الارث بیٹے نے قیصر کے دربار مین التجا کی۔ اور وہان سے

قیصر روم کی مہربانی

یہودیون کے حسب مراد فیصلہ ہوا۔ اور لانجی نوس دل مین کڑھتا ناکام واپس گیا۔ اس کے ساتھ ہی قیصر کے دربار سے یہ حکم بھی آیا کہ بیت المقدس کے مقتدائے اعظم یعنی امام کا عزل و نصب ایک یہودی شاہزادے ہیرود کے اختیار مین دیدیا جائے۔ جو اگرپا کا بھائی اور شہر خالقیس کا حکمران تھا۔ یہودی اس حکم کو اپنی بڑی خوش قسمتی اور کامیابی سمجھے۔

ایک یہودی کلکٹر

فادوس کے بعد اسکندر طبریوس نام ملک مصر کا ایک یہودی ارض یہودا کا کلکٹر مقرر ہوا۔ مگر اس ہم قوم حکمران سے اسرائیلی کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اس لیے کہ اُسے اس خدمت پر مامور رہنے کا زیادہ

قوما نوس کا کلکٹر

موقع نہین ملا - اور چند ہی روز نیطریوس نے اُس کی جگہ قوما نوس کو ارض یہودا کا کلکٹر مقرر کر دیا - اس کلکٹر قوما نوس کے زمانے مین یہودیون اور رومیون کی باہمی عداوت بہت بڑھ گئی - یہودیون کے عید کے موقع پر کسی

اُس کا ظلم

رومی سپاہی نے ملت موسوی کی توہین کی تھی جس پر یہودی بہت بگڑے - اور بے سوچے سمجھے خود قوما نوس پر چڑھ دوڑے - قوما نوس نے اُن کی روک تھام مین فوج سے کام لیا - رومیون کی باضابطہ صفون کے سامنے بھلا یہودی کیا ٹھہر سکتے ہین ؟ پریشان و بدحواس بھاگے - اور ایسے بُرے حالون سے کہ واپس آتے آتے بیس ہزار یہودی لقمۂ شمشیر ہو گئے

اب یہودیون اور رومیون کا باہمی تعصب نمایان طور پر ظاہر ہو گیا تھا - اور عداوت روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی - اسی کشاکش کی حالت مین اتفاقاً ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ کسی رومی سپاہی نے توریۃ کا ایک نسخہ پھاڑ ڈالا - اگرچہ اُس شخص کو یہودیون کی شکایت پر قوما نوس کے حکم سے سزائے قتل دی گئی - مگر یہودیون کا جوش جہالت اس پر بھی فرو نہ ہوا - اور حاکم و محکوم قومون کی دشمنی

بیت المقدس اور سماریہ والون مین پھر دشمنی

ایک درجے تک اور ترقی کر گئی - پھر خرابی یہ پیدا ہوئی کہ اہل بیت المقدس اور اہل سماریہ مین پُرانی عداوت پھر زندہ ہو گئی تھی - جھگڑون کے بعد جھگڑے پیدا ہوتے اور سخت خونریزیون کی نوبت آجاتی - اس کی شکایت جب دربار رُوم مین پہنچی تو سماریہ والون کی زیادتی ثابت ہوئی - اور اُس کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہوا کہ

رومی کلکٹر فیلکس

قوما نوس نے بے شبہ اہل سماریہ کی طرف داری کی چنانچہ اس جرم کے پاداش مین وہ معزول کر دیا گیا - اور اس کی جگہ فیلکس نام ایک خوش نصیب غلام ارض یہودا کا کلکٹر مقرر ہوا -

اس غلام کے عہد مین بھی بڑے بڑے ہنگامے ہوے - اور اُسی کے زمانے مین قلاودیوس قیصر نے دنیا سے رخصت ہو کے تاج قیصری خالی کیا اور

نیرو قیصر روم

مشہور ظالم قیصر نیرو نے تخت قیاصرہ پر قدم رکھا - قلاودیوس اسرائیلیون کے حق مین بہت اچھا تھا - وہ ہمیشہ اُن کی رعایت کرتا - اور اُن سے مہربانی کے ساتھ پیش آتا - مگر اس کے بعد ایک طرف تو نیرو قیصر ہی کو اسرائیلیون سے کوئی ہمدردی نہ تھی - اور دوسری طرف یہودو نے اپنی بے عقلی سے اپنی حالت

یہودیون کا باہمی نفاق

آپ خراب کرنا شروع کر دی - خانہ خدا کے منتظمون اور اسرائیلی مقتدا اُن مین خود غرضیان پیدا ہوئین - اور باہمی حسد و نفاق نے مقتدایان اُمت کے دو فریق کر دیے - جو ہمیشہ ایک دوسرے کی ضرر رسانی کی فکر مین لگے رہتے - اور خفیہ طریقون سے اپنے دشمنون کو قتل کرا دینے کے شرمناک و بُزدلانہ ذرایع کامیابی بھی اکثر استعمال کیے جاتے ایسے بدمعاشون کا ایک چھوٹا گروہ بھی پیدا ہو گیا جو عہد اسلام کے باطنی اسماعیلیون اور اُن کے فدائیون کی طرح اپنے سرغناؤن کا اشارہ پاتے ہی حریفون کو چھپ کے قتل کر ڈالتے -

قیساریہ مین یہودیون پر ظلم

شہر قیساریہ جو ارض یہودا مین رومیون کا بڑا مرکز تھا وہان بھی رومیون اور یہودیون کے تعلقات بہت ہی نازک ہو گئے - اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ شہر مین رہنے کے مساوی حقوق بھی یہودیون سے چھین لیے گئے اور جب نیرو کے دربار مین یہودو نے اس کی فریاد کی تو اُس نے خود اپنی قوم کی طرفداری مین بجاے انصاف کرنے کے یہودیون کو اور زیادہ ذلیل کیا -

فسطوس اور البانیوس کلکٹر

نیرو نے فسطوس نام ایک شخص کو اس ملک کا کلکٹر مقرر کیا تھا - وہ چند ہی روز حکومت کر کے مرگیا اور اُس کی جگہ ایک نہایت

سخت گیر رومی جس کا نام البانیوس تھا حاکم ارض یہودا مقرر ہوا - یہ ملک
اب زیادہ تر ارض فلسطین کے نام سے مشہور تھا - البانیوس نے سنہ ۵۰۸ قبل محمد
یعنی سنہ ۶۲ع میں یہود پر ایسے سخت محاصل بڑھا دیے کہ سارا ملک مفلس وتباہ
البانیوس کے مظالم | ہو گیا - اور لطف یہ کہ یہود کا امام بھی البانیوس سے ملا
ہوا تھا - اور اُن سخت گیری کی تمام کارروائیوں میں یک تھا - اُس نے اپنی
ساری قوم کو نقصان پہونچا کے فقط اس قدر فائدہ اُٹھایا کہ سب کو مفلس
کرکے اپنا گھر دولت سے بھر لیا - اگریپا کا بیٹا اگریپا دوم ان دنوں روم کی جانب
سے یہودیوں کا سردار بنایا گیا تھا - اگرچہ وہ باپ کی طرح بادشاہ اور ملک
کے سیاہ وسفید کا مالک نہ تھا مگر خانۂ خدا کی تولیت اور یہود کے امام کا عزل
ونصب اُسی کے اختیار میں تھا - نوجوان اگریپا نے ان سختیوں کے روکنے
کی بہت کوشش کی اور یہ بھی چاہا کہ بدباطن امام قوم کو معزول کردے -
مگر البانیوس اُس کا طرفدار تھا - اور اُس کے خلاف کارروائی
چل نہ سکتی تھی -
تباہی کے غیر معمولی آثار | بیت المقدس والوں پر مظالم ہو رہے تھے کہ سنہ ۵۰۶ قبل محمد آیا
اور یکایک کسی غیر معمولی انقلاب کے آثار نظر آنے لگے - وہ خوف دلانے والی
نشانیاں جو تباہی اور ادبار کے پیشتر ہر جگہ نظر آیا کی ہیں - بیت المقدس والوں
کو بھی دکھائی دینے لگیں - ممکن ہو کہ ان باتوں میں یہود کی ضعیف الاعتقادی کو بہت
کچھ دخل ہو - مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کسی قدرتی اثر نے خود اُن کے
دل کو تباہی کا اس درجہ یقین دلا دیا تھا کہ جدھر نظر اُٹھا کے دیکھتے نحوست
ہی نحوست کا سامان دکھائی دیتا تھا - آسمان پر ایک تارہ تلوار کی وضع میں
نمایاں ہوا جس کی نوک شہر بیت المقدس کی طرف جھکی رہتی تھی - ایک تیز روشنی جس نے

رات کو دن بنا کے دکھا دیا خاص خانۂ خدا کی قربان گاہ پر چلی - حرم کا اندرونی
پھاٹک جس کو بیس آدمی زور لگا کے بند کر سکتے تھے خود بخود کھل گیا - اور دہشت
زدہ اسرائیلیوں کو غروب آفتاب سے پہلے تباہی رتھیں اور سواروں کے
پرے آسمان پر اُڑتے اور دوڑتے نظر آئے - اس کے بعد مسجد اقصیٰ کے اندر سے
ایک بہت زور کی آواز میں یہ الفاظ سُنے گئے کہ "آؤ اب یہاں سے چلیں!" جس کے
سنتے ہی یہود کو یقین ہو گیا کہ خداوند ذوالجلال والاکرام نے اُن کے معبد کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ع

ایک صاحب باطن اسرائیلی مجذوب | سب سے زیادہ عجیب و غریب یہ واقعہ پیش آیا
اَنانوس نام ایک دہقانی یہودی کا نوجوان بیٹا جو عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا
مجذوبوں کی شان سے گھر چھوڑ کے نکلا اور یکایک خانۂ خدا میں آ کے زور سے
چلّایا "ایک صدا مشرق سے! ایک صدا مغرب سے - ایک صدا چاروں طرف کی فضا سے!
ایک صدا یروشلیم اور معبد کے خلاف! ایک صدا دولھوں اور دلھنوں کے خلاف!
ایک صدا تمام لوگوں کے خلاف!" حرم میں یہ صدا بلند کر کے وہ باہر نکلا اور
بیت المقدس کی سڑکوں میں پھرنے لگا - مگر قدم قدم پر ٹھہر کے یہی صدا لگاتا اور
آگے بڑھتا تھا - اُس کی حالت یہ تھی کہ گویا کسی بات کی فکر نہ تھی - نہ کسی سے
بولتا چالتا - نہ کسی سے کچھ مانگتا - کوئی کچھ کھانے کو دیدیتا تو کھا لیتا - ورنہ اس کی
بھی پروا نہ تھی دینے والوں کا شکریہ بھی نہ ادا کرتا - عیدوں اور تقریبوں کے

ع ان واقعات کو عقیدت کیش مسیحیوں نے زیادہ زور دے کے چمکایا ہے جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کے بعد یا آپ کے ساتھ بدسلوکی ہونے کے باعث خدا نے مسجد اقصیٰ کو چھوڑ دیا - اور اُس کی عظمت منسوخ ہو گئی - حالانکہ حضرت مسیح نے ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے نہیں فرمایا تھا - بلکہ بخلاف اس کے یہ ارشاد کیا تھا کہ میں شریعت موسوی اور ملت اسرائیلی کے کسی حکم کے منسوخ کرنے کو نہیں آیا ہوں -

موقعون پر یا جہان لوگون کا زیادہ مجمع ہوتا سب کے پہلے پہونچتا اور مجنونون کی طرح وہی صدا لگاتا - اکثر اوقات اُس کی زبان سے یہ جملہ بھی نکلتا "غم! اور غم! شہر کے لیے اور خانۂ خدا کے لیے!" لوگون نے اُسے پکڑ کے بہت مارا پیٹا مگر اُس نے اِس کی ذرا بھی پروا نہ کی - آخر لوگ اُسے رومی حاکم البانیوس کے سامنے پکڑ لے گئے - اور بید رومی افسر کے حکم سے وہ کوڑون سے پیٹا گیا - کھال پھٹ گئی - گوشت اُدھڑ کے گر گیا - سفید سفید ہڈیان نظر آنے لگین - مگر اُس نے آہ تک نہ کی - اور ہر ضرب پر یہی کہے جاتا تھا کہ "غم! اور غم! شہر کے لیے - اور خانۂ خدا کے لیے!" آخر مجبور ہو کے چھوڑ دیا - غرض یہ نوجوان مجذوب برابر چار سال تک یہی صدائین لگاتا رہا - یہان تک کہ بیت المقدس کا محاصرہ شروع ہو گیا - طیطس کی فوجین حرم کے گرد آ کے اُتر پڑین - چارون طرف رومی منجنیق لگا دیے گئے - اور اُن کا ایک پتھر خود اِس نوجوان پر پڑا - جس کے ساتھ ہی اُس نے نعرہ بلند کیا - کہ "غم! اور غم! خود میرے واسطے!" اتنا کہا اور گر کے مر گیا - جو چند دبے اور ڈرے ہوے مسیحی شہر کے اندر تھے وہ حضرت مسیح کی پیشین گوئی کا وقت سمجھ کے باہر چلے گئے - اور پلا نام ایک گاؤن مین جا کے سکونت پذیر ہوے -

قیساریہ سے فساد کی ابتدا آخر عام تباہی اور ہلاکت کا وقت آ گیا - اور فساد کی ابتدا قیساریہ سے شروع ہوئی جس مین خود یہودی بادشاہ ہیروڈ نے اپنی پولیٹکل مصلحت سے رومیون اور بُت پرستون کو آباد کیا تھا - قیساریہ مین یہودیون کا ایک یعنی عبادت خانہ تھا - اور اُس کے قریب ایک اُفتادہ زمین تھی - اُس زمین کا مالک کوئی رومی شخص تھا - یہودی چاہتے تھے کہ اُسے خرید کے اپنے معبد مین شامل کر لین - مگر بُت پرست اور متعصب مالک زمین نے دینے سے قطعی انکار کر دیا - بلکہ اُلٹے یہود کے چھیڑنے کے لیے اُس پر چند ذلیل قسم کی

دُکانیں بنانا شروع کر دیں۔ اور کوشش کی کہ یہودیوں کا معبد شاہراہ عام سے دُور ہو جائے۔ اِن دنوں ارض یہودا کا کلکٹر فلوروس تھا۔ عمائد یہود نے بہت سا

فلوروس کلکٹر

روپیہ فراہم کرکے اُس کی نذر کیا۔ اور التجا کی کہ ان دُکانوں کی تعمیر کو رُکوا دیجیے۔ اُس نے روپیہ تو لے لیا۔ مگر جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا۔ تو شہر سے نکل کے کسی اور جگہ چلا گیا۔ شاید یہودی اُس کی اس بدعہدی کو بھی صبر و تحمل کے ساتھ گوارا کر لیتے۔ مگر قیامت یہ ہوئی کہ دوسرے دن یوم السبت تھا۔ اور ایک یہودی مٹی کا ظرف رکھ کے اس میں چڑیوں کی قربانی کرنے لگا تو رومیوں نے اُس پر آوازہ کسا کہ "معلوم ہوتا ہے بنی اسرائیل کوڑھی ہو کے مصر سے نکلے تھے" ان دنوں یہودیوں میں چڑیوں کی قربانی کوڑھیوں کے لیے مخصوص تھی۔ یہ طعنہ سُن کے یہودیوں میں ضبط کی تاب نہ رہی۔ طیش میں آ کے کر دور سکے یعنی غصہ کا انتظار بلا تامل رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومیوں کی طرف سے یہ چھیڑ جان بوجھ کے کی گئی تھی۔ لڑنے کو تیار بیٹھے تھے۔ سخت لڑائی ہوئی۔ مگر قواعد دان رُومیوں کے مقابلے میں یہودی رعایا کی کیا اصل و حقیقت تھی؟ شکست ہوئی۔ مجبور ہو کے اُنھوں نے تورۃ کا ایک نسخہ جو شہر میں تھا لے لیا اور قیساریہ کے پھاٹکوں سے نکل کے چلے گئے۔ ان مفرور یہودیوں کا سرغنا اپنی قوم کے دس معزز آدمیوں کے ساتھ فلوروس کے پاس گیا جو سماریہ میں تھا۔ یہود کے ان وکیلوں نے بہ عجز و الحاح اُس سے مدد مانگی۔ اور اپنی رشوت کا روپیہ یاد دلایا۔ مگر فلوروس نے رحم کی جگہ یہ کارروائی کی کہ اُن سب کو قید کر لیا۔

یہ خبر جب بیت المقدس میں پہونچی تو لوگوں میں بڑا جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ اور لوگ مارے غصے کے آپے سے باہر ہونے لگے۔ یہی بات

فلوروس چاہتا ہی تھا۔ اُس نے سُنا تھا کہ حرم مسجد اقصیٰ مین بے انتہا دولت جمع ہی۔ اور چاہتا تھا کہ کسی طرح یہودیون مین برہمی پیدا کرکے فوج کشی اور قتل وغارت کا بہانہ پیدا کرے۔ اس وقت موقع دیکھ کے یہودیون کو اور زیادہ مشتعل و برافروختہ کرنے کے لیے وہان حکم بھیجا کہ "شاہی ضرورت کے لیے حرم اقدس کے خزانے سے ایک معتدبہ رقم ادا کی جائے" یہ سننا تھا کہ یہودیون مین شور مچ گیا۔ سخت ہنگامہ بپا ہوگیا۔ اور پُرجوش اسرائیلیون کے گروہ ہر طرف سے سمٹ کے حرم کے گرد جمع ہوگئے۔ اور غل مچانے لگے۔ فلوروس کا نام ہر ایک کی زبان پر تھا۔ اور حقارت و توہین کا کوئی کلمہ نہ تھا جو اُٹھ رہا ہو۔ اسی اثنا مین بعض منچلے نوجوانانِ یہود نے مسخرہ پن سے ایک ٹوکری ہاتھ مین لے لی۔ اور ایک ایک کے سامنے جا کے کہنے لگے "محتاج وفلاکت زدہ فقیر فلوروس کے لیے کچھ خیرات دو"

فلوروس خزانہ حرم لوٹنا چاہتا ہے

اپنی اس توہین کی خبر سُن کے فلوروس آگ بگولا ہوگیا اور جلدی مین جتنی فوج فراہم ہوسکی ساتھ لے کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ مگر یہان آکے دیکھا تو اپنی اُمید وآرزو کے خلاف لوگون کو اظہار اطاعت اور صلح جوئی کے لیے تیار پایا۔ بیت المقدس والون نے نہایت ہی عاجزی وگرم جوشی سے اُس کا اور اُس کی فوج کا استقبال کیا۔ فلوروس نے ان خوشامدون کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا بلکہ کہا "مجھے اپنے نام کی بے عزتی ہرگز نہین گوارا ہوسکتی" یہ کہہ کے اپنے ایک افسر کا پچاس سوارون کے ساتھ آگے بڑھایا۔ اور یہودیون کو حکم دیا کہ منتشر ہوجائین۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور اپنے گھرون مین جا کے بیٹھ رہے۔ اگرچہ رات کچھ خوف ودہشت سے کانپتے ہی گذری۔ فلوروس میدان صاف دیکھ کے

بیت المقدس پر اُس کا حملہ

اُس کے مظالم

قصر شاہی میں ٹھہرا - اور صبح کو تحقیقات شروع کی - اسرائیلیوں کا امام اور مجلس صنہادرین کے ارکان بلائے گئے اور اُن کو حکم ہوا کہ جن جن لوگوں نے فلوروس کے نام کی توہین کی ہے اُن کو فوراً حاضر کریں - ان لوگوں نے ادب و عاجزی سے عرض کیا کہ "ساری قوم اطاعت و فرمان برداری کو حاضر ہے - ہر جگہ امن و امان قائم ہے - اور اگر کسی قسم کی گستاخی ہوئی ہو تو آپ اُسے معاف کریں اور اگر چند پُرجوش نوجوان نے حضور والی کی شان میں کچھ کہا تھا تو اُن کا پتہ لگانا غیر ممکن ہے - نہ کوئی خود اپنی زبان سے اپنے آپ کو ملزم بتائیگا اور نہ کسی کو خبر ہے کہ اُس جوش کے عالم میں کس کی زبان سے کیا نکلا تھا" اس جواب پر فلوروس آپے سے باہر ہو گیا - اور فوج کو حکم دیدیا کہ "بلندی کے حصۂ شہر کو لوٹ لیں - اور جو مزاحم ہو بلا تامل قتل کیا جائے - اُس کی زبان سے نکلتے ہی اس حکم کی تعمیل شروع ہو گئی - بہت سے آدمی قتل ہو گئے - اکثر بدحواسی میں بھاگتے ہوئے بھیڑ کے اندر کچل کے مر گئے - اور آخر پناہ گزینوں کی ایک بڑی بھاری جماعت اسیر کر کے فلوروس کے سامنے لائی گئی - اُن میں سے بعض سولی پر لٹکا دیے گئے - اور بعض پر کوڑے پڑے - غرض اُس دن تین ہزار چھ سو بے گناہ نذر اجل ہوئے جن میں عورتیں بھی تھیں اور معصوم بچے بھی تھے -

اگرپا مصر گیا ہوا تھا - اُس کی خوبصورت اور نازک اندام بہن برنیقہ موجود تھی جس نے اپنی قوم کی ہمدردی میں فلوروس کی بہت خوشامد کی - مگر شنوائی نہ ہوئی - دوسرے دن دو رومی رسالے بیت المقدس میں آ رہے تھے - اُن کے استقبال کے لیے فلوروس کے حکم کے مطابق یہودی بڑے جوش و خروش سے اور نہایت ہی عمدہ جلوس کے ساتھ

خزانۂ حرم لوٹنے کی کوشش

شہر کے باہر نکلے - مگر اُن سوارون نے ظالم رومی حکمران کی ہدایت کے مطابق اس خیر مقدم کا یہ جواب دیا کہ وہین سے ان کو مارنا پیٹنا اور اپنے گھوڑون کے نیچے روندنا شروع کر دیا - اسی طرح بیگناہون کو ذلیل و خوار کرتے وہ شہر مین داخل ہوے - اور ارادہ کیا کہ سیدھے مسجد اقصیٰ پر جا چڑہین - اور چونکہ آپس مین کھٹ بدی تھی اس لیے اُن لوگون کے بڑھتے ہی خود فلورس بھی اپنی فوج کو لے کے دوسری طرف سے چڑھ دوڑا - لیکن ایک طرف تو شہر ایسا پیچیدہ تھا اور دوسری طرف یہود کے جوش مذہبی نے اُن کو ایسی جانبازی پہ آمادہ کر دیا کہ کسی طرح کامیابی نہ ہوئی - اول تو ہر گلی کوچے مین اسرائیلیون کی بھیڑ لگی ہوئی تھی جو نہ مارنے سے ہٹتے تھے اور نہ اُن مین سے ہو کے گذرنا ممکن تھا - دوسری طرف یہودیون کی اُس جماعت نے جو حرم کے اندر تھی وہ تمام برآمدے اور پل توڑ کے گرا دیے جن پر سے ہو کے خانۂ خدا مین دشمنون کی فوج داخل ہو سکتی تھی - یہ حالت دیکھ کے فلورس کو یاس ہو گئی کہ بیت المقدس کا خزانہ نہین مل سکتا - مجبوراً یہودیون سے امن و امان اور اطاعت و فرمانبرداری کا عہد لیا اور قیساریہ کو واپس چلا گیا -

اور ناکامی

گورنر شام کے دربار مین فریاد

قیساریہ مین پہونچتے ہی فلورس نے رومی گورنر شام تسطیوس گیلوس کو یہودیون کی سرکشی و سرتابی کا حال لکھا - اور کوشش کی کہ دولت روم کو بیت المقدس کی بیخ کنی پر آمادہ کر دے - لیکن ادھر سے یہود کے وکلا بھی فلورس کی شکایت لیے اور اپنی مظلومی کا قصہ سناتے ہوے اُس کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور جوابدہی مین اپنے عذرات پیش کیے - اُس رحم دل اور منصف مزاج رومی سردار نے تحقیقات کے لیے خود بیت المقدس کا سفر کیا بلکہ تحقیقات کے لیے

اُس کا نائب بیت المقدس مین

نو پولی طانوس نام ایک افسر کو روانہ کیا - وہ راستہ ہی مین تھا کہ اگرپا بھی آملا جو مصر سے واپس آرہا تھا مسجد اقصیٰ کا حرم ہنوز سات آٹھ میل کے فاصلے پر تھا کہ رومیون کو عجب جگر خراش منظر نظر آیا - اور ہوا یہ کہ اُن لوگون کی آمد سنتے ہی ہزارہا مظلوم یہودی جن مین مقتولون کی بیوائین اور بچے بھی شامل تھے روتے پیٹتے اور خاک اُڑاتے ہوے اُن کے سامنے آئے - اور آہ و زاری کے ساتھ فریاد کرنے لگے - اُن کی حالت دیکھ کے رومی افسر کا دل بھر آیا اُس نے دلدہی و تشفی کی - اور تالیف - قلوب کے لیے خود مسجد اقصیٰ مین حاضر ہو کے نذر چڑھائی - اور لوگون کی خموشی اور امن وامان سے رہنے کی ہدایت کر کے واپس گیا -

یہود کے ساتھ اُس کی ہمدردی

اگرپا کی صلح جو پالیسی

اگرپا کے ہاتھ مین گو کہ ارض یہودا کی حکومت نہ تھی مگر درحقیقت اُن کا قومی بادشاہ وہی تھا جس کے حکم سے وہ بہت کم سرتابی کرتے تھے - اور وہ بھی ہر نیک و بد مین انھین نیک نیتی سے مشورہ دیا کرتا تھا - رومی افسر کے چلے جانے کے بعد اُس نے سب یہودیون کو اپنے سامنے بلایا - اور زمانہ شناسی کا سبق دینے کی کوشش کی - یہ ایک بہت ہی پُرجوش قومی جلسہ تھا - جس مین قوم کی اپیل خود قوم کے سامنے کی گئی تھی - اس مجمع مین یہودی عورتین بھی شریک تھین - جن مین خاص اسرائیلیہ شہزادی اگرپا کی بہن برنیقہ بھی بال کھولے اور مظلومی کی صورت بنائے کھڑی تھی - اگرپا نے قوم کے سامنے ایک پُرزور تقریر کی جس مین بتایا کہ قیصر کی مخالفت مین کیسے کیسے خطرے ہین - رومیون کا دبانا آسان نہین ہے اُن کے جبروت کے سامنے - یونان جرمن گال (فرانس) افریقہ اور ایشیا کی زبردست سے زبردست قومون کی بے دست و پائی ظاہر کی - اور آخر مین کہا "ان ناتجربہ کاری کی سرکشیون

اور بے سود آزادیون کے انجام مین سخت خونریزی کا خوف اور ہیکل ربانی کے کھد جانے کا اندیشہ ہی" یہ خیال ظاہر کرتے ہی وہ آنکھون مین آنسو بھر لایا - اور شہزادی چلا چلا کے رونے لگی - مگر یہودی نے چارون طرف سے شور کرکے کہا ہم رومیون کے مقابلے مین ہتھیار نہین اُٹھاتے ہین - ہم تو فقط فلوروس کے شر سے بچنا چاہتے ہین" اس کے جواب مین اگرپا نے کہا "مگر محصول ادا کرنے سے انکار کرنا اور شاہی قصر اور معبد الٰہی کے درمیانی عمارت کھود ڈالنا - اس کے معنی یہی سمجھے جائین گے کہ دولت روم کے مقابلے مین بغاوت کی گئی" اس کے بعد اُس عاقبت اندیش یہودی اسٹیفن نے بتایا "مصلحت اسی مین ہے کہ شاہی محاصل ادا کر دیے جائین - اور یہ عمارتین پھر تعمیر کر دی جائین تاکہ قصر و معبد کے تعلقات بدستور قائم رہین" اس راے کو سب نے پسند کیا" تعمیر کا کام اُسی وقت شروع ہو گیا - اور خود اگرپا اور اُس کی بہن دونون تعمیر مین شریک ہوے -

خود اگرپا کی توہین | اس کے بعد شامت اعمال سے اگرپا نے اس امر کی کوشش کرنا چاہی کہ اپنی قوم کے خیالات کو فلوروس کی طرف سے صاف کرے - مگر اس ظالم رومی سردار کا نام آتے ہی یہودی اس قدر آپے سے باہر ہوے کہ خود اگرپا کی توہین شروع کر دی - چارون طرف سے اُس پر پتھر برسنے لگے - اور اُسے حکم دیا گیا کہ اسی وقت یہ مقدس شہر چھوڑ کے چلا جائے - اگرپا نے اپنی بے عزتی کا بھی چندان خیال نہ کیا - اور قوم کی تباہی اور معبد الٰہی کی توہین کا اُسے اس قدر اندیشہ تھا کہ جس طرح بنا چند عمائد شہر کو فلوروس کے پاس بھیجا کہ محاصل وصول کرنے کے لیے کسی کو جلدی بھیجے - بس اتنی ہی کارروائی کر کے وہ ناسپاس قوم کے حلقے سے نکل کے چلا گیا - اور اُس کے جاتے ہی شہر مین

علانیہ طور پر لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں۔

باب پانزدہم

رومیون کی فوج کشی - اور ارض جلیل کی حمایت مین یوسفوس کے کارنامے

باغیون کا سرغنا ایلیزر - اگرپا نے پھر اصلاح کی کوشش کی - باغیون کی فتح - سارے شہر پر باغیون کا قبضہ - قیساریہ کے یہود پر علانیہ ظلم - ہر جگہ یہودی قتل ہونے لگے - اُن کا جوش شمعون کی عبرتناک سرگذشت - اسکندریہ کی حالت - بیت المقدس پر غالیوس کا حملہ - لڑائی اور رومیون کی شرمناک شکست - اس مہم کے لیے وس پےسین کا انتخاب - بیت المقدس کی حالت - یوسفس اور انانوس - یوسفوس حاکم جلیل - اُس کی تاریخ - مقابلے کے لیے اُس کی تیاریان بیت المقدس مین اُس کے خلاف سازش - وس پےسین آ پہونچا - اُس کی پہلی اقبالمندیان - وسپےسین ارض جلیل مین - قلعۂ جوتاپتا - وسپےسین کا اُس پر حملہ - یوسفوس کی مستعدی و ہوشیاری - فصیل کے گرد فصیل اور اُس کا توڑ - پانی حاصل کرنے کی تدبیرین - یوسفوس کی پُرجوش تقریر - رومیون کے دانت کھٹے کر دیے - قلعے پر سنگباری - یوسفوس نے منجنیقین غارت کر دین - خود وس پےسین زخمی ہوا - قلعے کی دیوار شق ہو گئی - سنگباری کے دہشتناک نتیجے - سخت معرکہ - یوسفوس کے نئے نئے تدابیر - رومیون کے غلبے کی ابتدا - اور اُن کی پوری فتح - قتل عام - رومی سردار - انتونیوس کا قتل - یوسفوس کی کمین گاہ - اُس کا سراغ لگنا - اُسے امان دی گئی - جان دینے مین یہودیون کا جوش - یوسفوس کا باہر آنا - وہ فوجی افسر سے پیغمبر بن گیا - اُسکی پیشین گوئی -

جولیس کے زمانے سے معمول چلا آتا تھا کہ قیاصرۂ رُوم کی طرف

باغیون کا سرغنا ایلیزر | بیت المقدس مین حرم مسجد اقصیٰ کی قربان گاہ پر

قربانیان چڑھائی جائین - ایلیزر نام ایک شخص ان دنون عام اہل شہر پر بڑا اثر رکھتا تھا - اور سپہ سالاری کا دعویدار تھا - وہ رومیون کی مخالفت مین اس رسم کے اُٹھا دینے پر آمادہ ہو گیا - صاحب رائے اسرائیلیون نے بہت سمجھایا مگر کسی کی پیش نہ گئی - اس پر بھی شمعون نے جو صلح جو گروہ یہود کا سردار تھا - فلوروس اور اگرپا کے پاس پیام بھیجا کہ جلدی آئیے ورنہ خانۂ خدا کا خاتمہ ہو جائے گا - اس درخواست کی طرف فلوروس نے توجہ بھی نہ کی - اس لیے کہ وہ یہود مین جوش بغاوت کو بڑھانا اور اُن کی تباہی کا تماشا دیکھنا چاہتا تھا - مگر اگرپا قوم کی محبت کے جوش سے مجبور تھا - پھر ہمدردی پر آمادہ ہوا - اور بیرونی لٹیرون یعنی ایلیزر کے گروہ کے دبانے

اگرپا نے پھر اصلاح کی کوشش کی

کے لیے تین ہزار سوار بھیج دیے - مگر یہ فوج جب تک پہونچے پہونچے باغیون کا گروہ شہر پر قبضہ کر چکا تھا - اس کے بعد وہ سوار جو آگے پہونچے تو شہر مین علانیہ خونریزی ہونے لگی - اکثر اور بالائی گلی کوچون مین بہت لڑائی ہوئی مسلسل سات روز تک یہ

باغیون کی فتح

حالت رہی کہ شہر مقدس مین کسی جگہ امن و امان نہ تھا - آخر اگرپا کی فوج کو باغیون نے پسپا کر دیا جس کے ساتھ ہی تاخت و تاراج کا بازار گرم ہو گیا - خود اگرپا اور اس کے عزیزون کے محلون مین آگ لگا دی گئی - دوسرے دن انطونیا کے قلعے پر حملہ ہوا جس مین رومی سپاہیون کا ایک دستہ موجود رہا کرتا تھا - دو دن کے متواتر حملون کے بعد ایلیزر کے لوگون نے اس کو بھی فتح کر لیا - رومی سپاہی قتل کیے گئے - اور قلعے کی عمارت مین آگ لگا دی گئی -

سارے شہر پر باغیون کا قبضہ

پھر لقدیر کی سخت خونریزی کے بعد پورے شہر پر

باغیون کا تسلط ہو گیا۔ رُومی سپاہی اور اگرپا کے طرفدار علی العموم مارے گئے اور جو زندہ بچے وہ شہر سے نکال دیے گئے۔ خود ان باغیون مین بھی باہم جھگڑے پیدا ہوے۔ مگر آخر مین ایلیعزر ہی سب پر غالب آیا اور مطمئن ساتھ حکومت کرنے لگا۔

قیساریہ کے یہود پر علانیہ ظلم

اِدھر خاص شہر بیت المقدس اور قوم یہود کے اصلی مرکز مین تو یہ بدامنی پھیلی ہوئی تھی اُدھر قیساریہ مین یہود کی اس عام اور علانیہ بغاوت کی خبر پہونچی تو وہان کی رُومی رعایا کو جو اختلاف مذہب اور قومی تعصبات کے باعث پہلے ہی سے اسرائیلیون کے خون کی پیاسی ہو رہی تھی انتقام لینے یا دلی بخارات نکالنے کا پورا موقع ہاتھ آ گیا۔ اُن لوگون نے خیال کیا کہ اب یہودی علانیہ سلطنت کے باغی ہو رہے ہین اس لیے اُن پر جو ظلم و زیادتی کی جاے حکام اون کی نظر مین جرم نہ سمجھی جائے گی۔ فوراً رُومی بُت پرست ہر طرف سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بلا استثنا و امتیاز یہود پر تلوارین بلند کر دین۔ اتنا بڑا قتل عظیم ہوا کہ کہتے ہین فقط ایک گھنٹے کے اندر بیس ہزار یہودی جان سے مارے گئے۔ اور جو جان بچا کے بھاگے اُن کو فلورس نے پکڑ لیا۔

ہر جگہ یہودی قتل ہونے لگے

قیساریہ کے اس قتل عام نے تمام ارض یہود بلکہ سارے مصر و شام مین بھی جہان جہان یہودی آباد تھے ہر جگہ آگ لگا دی۔

ایک طرف تو اس خبر کے مشہور ہوتے ہی بیت المقدس کے یہودیون کا جوش بغاوت دوچند ہو گیا۔ دوسری طرف ہر شہر اور ہر قریے کے لوگ اسی وحشیانہ کام کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے جس کا آغاز قیساریہ مین ہوا تھا۔ غرض اب کوئی جگہ نہ تھی جہان اسرائیلیون کا قتل عام نہ ہو رہا ہو۔ اور اُن کے گھرون مین آگ

نہ لگائی جاتی ہو۔ اور چونکہ یہ قومی معاملہ تھا اس لیے یہودی بھی کسی جگہ بے لڑے بھڑے اور بغیر اس کے کہ بہتون کو میدان مین گرا نہ لیا ہو پسپا نہ ہوتے۔ اس جور و تشدد اور بے پرسش قتل و جور سے چھوٹے چھوٹے گاؤن بھی محفوظ نہ تھے سارے ملک شام مین ہر قطعہ زمین پر یہ حالت تھی کہ طلوع آفتاب سے غروب تک سارا وقت خونریزی مین گذرتا۔ اور رات خوف و دہشت مین کٹتی۔ رومیون نے بالاتفاق دل مین ٹھان لی تھی کہ سارے اسرائیلی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دین۔ اور سڑکین اور گلیان یہودی زن و مرد اور بوڑھون بچون کی لاشون سے پٹی پڑی تھین۔

ان کا جوش

مگر یہودی بھی بلا کے ہٹیلے تھے۔ ہر طرح کے صدمے اٹھائے۔ دوستون اور عزیزون کو اپنے سامنے تڑپ تڑپ کے جان دیتے دیکھا۔ مگر یہ ذلت گوارا نہ کی کہ دشمنون کے سامنے دب کے سر جھکا دین۔ ان کے بہادرون نے دل مین ٹھان لی تھی کہ ہم سب مرین گے۔ اور جہان تک بنے گا مار کے مرین گے۔ مقام ستی تھوپولی کے رہنے والے ایک یہودی شمعون نے اس قومی مظلومی عام کے زمانے مین ایسا کام کیا کہ اس کا واقعہ آجتک حیرت و عبرت کی نگاہون سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ اپنے ہم وطنون کے مقابلے مین

شمعون کی عبرتناک سرگذشت

بڑی شجاعت سے لڑا تھا صدہا آدمیون کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ کیا۔ بڑی بڑی جماعتون کو تن تنہا شکستین دین۔ مگر انجام مین جب اپنا قومی ادبار قریب نظر آنے لگا۔ اور ایک ہی رات مین شہر کی چاردیواری کے اندر تیرہ ہزار یہودی قتل ہو چکے تو اس نے جوش مین آکے اپنے تمام قریب کے عزیزون کو جمع کیا۔ جب سب آگئے تو پہلے اپنے باپ کو بڑھاپے کے سفید بال پکڑ کے کھینچا۔ اور تلوار سے اس کا سر اڑا دیا

حسرت زدہ ماں نے خود ہی دوڑ کے اپنا برہنہ سینہ اُس کے خنجر پر رکھ دیا۔ ماں باپ کے بعد اُس نے اپنی بی بی بچون کو قتل کیا۔ پھر اُن سب کی لاشون کا تودہ بنا کے اُس پر کھڑا ہوا اور چلا کے کہا "ذلیل دشمنون! یہ نہین ہو سکتا کہ مین شمعون (خود آپ) کے ایسے بہادر شریف کے قتل پر تم کو لاف زنی اور فخر کرنے کا موقع دون!" اتنا کہا اور اُسی تلوار سے جس نے ماں باپ اور جورو و بچون کی زندگی تمام کی تھی خود اپنا سینہ بھی چاک کر ڈالا۔

اسکندریہ کی حالت

اسکندریہ کا ظلم و جور سب جگہ سے بڑھا ہوا تھا۔ وہان صبح کے آفتاب نے زمانے کے سامنے ایک خون آلود ہرم (پیرامیڈ) بنا کے کھڑا کر دیا۔ جو پچاس ہزار زن و مرد کی لاشون سے بنا تھا۔

بیت المقدس پر غالیوس کا حملہ

ساری ارض یہود مین ایسا قتل عام ہو رہا تھا اور شہرت تھی کہ بیت المقدس مین مقابلے کی تیاریان ہو رہی ہین۔ آخر رومی افسر غالیوس دس ہزار رومیون اور تیرہ ہزار دیگر اقوام کی سپاہ لے کے بیت المقدس کے مغلوب کرنے کو روانہ ہوا۔ یہودیون کا برائے نام سردار اگرپا بھی اُس کے ہمراہ رکاب تھا۔ یہ لوگ اس کوشش مین تھے کہ ڈرا دھمکا کے یا سمجھا بجھا کے جس طرح بنے بغیر خونریزی کیے یہودیون کو مغلوب اور بیت المقدس کو سر کرین۔ مگر اُس مقدس شہر مین یہ حالت ہو رہی تھی کہ صلح جو اور امن دوست لوگ مجرم قرار پا کے خانہ نشین ہو گئے تھے۔ اور خانۂ خدا پر دہقانی لٹیرون کا تسلط تھا جن کا سردار ایلیعزر صلح کے نام سے بھی برافروختہ ہوتا تھا۔ لہذا غالیوس کی طرف سے صلح کی جو کارروائی ہوئی اُسے انھون نے ذلت و حقارت سے مسترد کر دیا۔

لڑائی اور رومیون کی شرمناک شکست

آخر لڑائی شروع ہو گئی۔ پہلے تو رومی برابر

بڑھتے چلے گئے۔ بلکہ ایک حصۂ شہر کی فتح بھی کر دیا۔ لیکن انجام مین میدان یہودیون کے ہاتھ رہا۔ اور رُومی لشکر پسپا ہو کے بھاگا۔ رُومی ترتیب اور باضابطگی کے ساتھ تھوڑی ہی دُور تک واپس جانے پائے تھے کہ ناگہان اطراف و جوانب کے اسرائیلیون کے ایک بے حد و بے پایان گروہ نے دریاے مواج کی طرح بڑھ کے چارون سے گھیر لیا۔ اُن کا زور و شور اور جوش و خروش دیکھ کے شاہی لشکر خیمہ و خرگاہ اور سارا سامان جنگ چھوڑ کے نہایت ہی بدحواسی اور بے ترتیبی سے بھاگا۔ اور یہود نے تعاقب کیا۔ اور رُومی فوج کا زیادہ حصہ تعاقب کرنے والون کے ہاتھ سے بھاگنے مین قتل ہو گیا۔ جرمنی کے جنگلون کی لڑائی کے بعد سے آج تک کبھی رُومیون کو ایسی شرمناک اور فاش شکست نہین نصیب ہوئی تھی۔ بقیۃ السیف رومی نہایت ہی نادم و دل شکستہ ذلت سے سر جھکائے ہوئے اپنے مستقر مین واپس آئے۔

اس شکست کی خبر روم مین پہونچی تو اس قومی بے عزتی کی ندامت پر ساری قوم روم مین ایک غصہ پیدا ہو گیا۔ اور دوسرے حملے کے لیے بڑے بڑے

اس مہم کے لیے وس پے سین کا انتخاب

سامان ہونے لگے۔ ان دنون دولت رُوم کا سب سے بڑا مدبر اور سب سے زیادہ شجاع افسر وس پے سین تھا لہذا وہی اس مہم کے لیے سپہ سالار اعظم منتخب کیا گیا۔ حکم پاتے ہی اُس نے فوجین فراہم کرنا شروع کر دین۔ اپنے بیٹے طیطوس کو اس کام کے لیے مصر بھیجا۔ اور خود دیگر اضلاع کی راہ لی۔

بیت المقدس کی حالت

بیت المقدس مین بھی اس فتح کے بعد ایک قومی انقلاب ہو گیا۔ ایلنیزر کا اثر مٹ گیا۔ اور تمام سربر آوردہ لوگون نے مل کے دو نئے شخصون کو اپنا سردار منتخب کیا۔ اُن مین سے ایک کا نام یوسف

یوسف اور اناوس

اور دوسرے کا انانوس تھا۔ ان دونوں شخصوں نے جو ایک دوسرے کے دشمن اور شہر کے جدا جدا حصوں پر متصرف تھے اپنی طرف سے والی و حاکم بھیجے۔ اور ہر جگہ قومی جہاد کی آواز بلند کر دی گئی۔ تاکہ ساری قوم ہتھیار اُٹھا کے مرنے کٹنے کو تیار ہو جائے۔

یہودیوں کے اور سب حاکم اور سردار تو معمولی خود غرضیوں اور نفسانیتوں میں مبتلا تھے جن اخلاقی عیوب سے ان دونوں شاذ و نادر ہی کوئی یہودی بچا ہوگا

یوسفوس حاکم جلیل

مگر علاقہ جلیل کا گورنر یوسفوس آخر میں ایک بے عدیل و یکتا شخص ثابت ہوا۔ یہ جیسا مدبر و منتظم تھا ویسا ہی بہادر و شجاع تھا جس اعلیٰ درجے کا سپاہی تھا اُسی درجے کا سپہ سالار بھی تھا۔ یوسفوس بڑا لائق و تجربہ کار شخص تھا۔ اقطار ارض میں سیاحت کر چکا تھا۔ اور زمانے کے نشیب و فراز کو خوب جانتا تھا۔ اگر اُس کے سے چند اور آدمی اسرائیلیوں میں موجود ہوتے تو وہ قیامت خیز نتائج ہرگز ظاہر ہوتے جو انجام میں نمایاں ہوئے۔ اِسی یوسفوس

اُس کی تاریخ

کے قلم کی لکھی ہوئی مفصل تاریخ آج تک ہمارے ہاتھ میں موجود ہے جس میں اُس نے اس عہد کی ہولناک تصویریں دکھائی ہے۔ اور قوم یہود کے زوال کی ساری داستان من و عن سنا دی ہے۔ اگرچہ یوسفوس اُن لوگوں میں تھا جو صلح و اطاعت کے طرفدار تھے۔ مگر جب ساری قوم اُٹھ کھڑی ہوئی تو اُس نے بھی جان بازی و سرفروشی کا ارادہ کر لیا۔ علاقہ

مقابلے کے لیے اُس کی تیاریاں

جلیل کی حکومت ہاتھ میں لیتے ہی تمام شہروں اور قلعوں کو اُس نے مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ پہلے تو بڑی دشواریوں سے اپنے علاقے میں امن و امان قائم کیا۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کو تاخت و تاراج کے کام سے روک کے قومی فوج میں بھرتی

کر لیا۔ اس کے بعد فوج کے باضابطہ بنانے کی کوشش شروع کی ایک لاکھ فوج مرتب کی۔ اس کے لیے بڑی بڑی دشواریوں سے اسلحہ فراہم کیے اور انھیں مستعدی وسرگرمی سے رومی اصول پر قواعد سکھانا شروع کی۔ مگر باوجود اس کی ان بیدار مغزیوں کے

بیت المقدس میں اس کے خلاف سازش

بیت المقدس میں اس کے خلاف سازشوں کا سلسلہ کسی طرح موقوف ہونے کو نہ آتا تھا۔

حاسد اس کی ہر کوشش کو بیکار بتاتے۔ اور اس کی ہر خوبی کو عیب بنا کے دکھاتے۔ یہان تک کہ خود حکمران بیت المقدس نے اس کی موقوفی کا حکم جاری کر دیا۔ مگر یوسفوس نے قومی گناہ سمجھ کے علاقۂ جلیل کی حکومت نہ چھوڑی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے اُسے اپنے ہی قوم کے سپاہیون سے لڑنا پڑا پھر اس کے بعد رومیون سے مقابلے کی نوبت آئی۔

رومی سردار پورے ایک سال تک سامان جنگ فراہم کرتے رہے جس مدت مین سوا یوسفوس کے اور کسی یہودی سردار کو سازشون کے سوا کسی بات کی فکر نہ تھی۔ آخر خانہ خدا کی تباہی و بربادی کا وقت آگیا سنہ ۵۰۶ قبل محمد یعنی سنہ ۶۵ع مین رومیون کو شکست ہوئی تھی۔ اس کے دوسرے برس سنہ ۵۰۵ قبل محمد مین موسم بہار شروع ہی ہوا تھا کہ رومی سپہ سالار

وسپسین آپہونچا

اعظم وسپسین شہر انطاکیہ مین آپہونچا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے اگریپا بھی اپنی فوجین لیے ہوے اس سے جاملا۔ اب رومی علم کے نیچے ساٹھ ہزار باضابطہ فوج تھی۔ اور اس کے علاوہ باربرداری اور دیگر انتظامی امور کے لیے عام قسم کے لوگون کی بھی ایک بڑی تعداد تھی۔

وسپیسین نے انطاکیہ سے قدم بڑھایا ہی تھا کہ اقبالمندی قدم چومنے لگی۔

اس کی پہلی اقبالمندیان

اور پہلا علاقہ جسے رومیون نے پامال کرنا شروع کیا علاقۂ جلیل تھا۔ جہان یوسفوس نے مقابلے کی بڑی بڑی تیاریان کر رکھی تھین۔ مگر رومیون کے سامنے وہ اسب کوششین بیکار نظر آنے لگین اس لیے کہ رعایا خود ہی ٹوٹ ٹوٹ کے رومیون کے سامنے سر جھکانے لگی۔ خود علاقۂ جلیل کے صدر مقام سے یوسفوس کے مرضی کے خلاف وکلاے رعایا کا ایک وفد وسپیسین کے سامنے حاضر ہوا۔ اور اظہار اطاعت کیا۔ رومی سپہ سالار نے اُن کی درخواست خوشی سے منظور کر لی اور ایک ہزار سوار اور چند ہزار پیادے اُن کے ہمراہ کر دیے کہ انھین اور اُن کے شہر کو سرکش یہودیون کی دست برد سے بچائین۔

وسپیسین ارض جلیل مین

اس کے بعد جب رومیون کو یہ نظر آیا کہ یوسفوس مقابلے اور مزاحمت کی کوشش کر رہا ہے تو اُنھون نے ارض جلیل کے گاؤن لوٹنا شروع کر دیے۔ اور رعایا کو بلا تامل قتل کرنے لگے۔ جس گاؤن مین رومی سپاہی پہونچے وہان کی ساری رعایا مین سے جو ہتھیار اُٹھانے کے قابل ملا قتل ہوا۔ اور جو زندہ بچے لونڈی غلام بنا لیے گئے۔ یوسفوس رومیون کی پامردی اور اُن کے قواعد جنگ سے خوب واقف تھا۔ لہذا کھلے میدان مین مقابلہ کرنے کی اُسے جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ ارادہ کیا کہ قلعون اور شہرون مین محصور ہو کے لڑے۔ اسی خیال سے اُس نے تمام گاؤن اور شہرون کی رعایا کو عام حکم دے دیا کہ بھاگ بھاگ کے قلعون مین پناہ گزین ہو جائین اُس کا حکم ہوتے ہی لوگ قلعون مین آ آ کے پناہ لینے لگے۔ اور جنھون نے اس مین ذرا بھی کوتاہی یا تاخیر کی رومیون کے ہاتھ سے مارے گئے۔

قلعۂ جوتاپتا | خود یوسفوس نے اپنے لیے جوتاپتا کا مضبوط اور زبردست قلعہ منتخب کیا جس کا فتح کر لینا زبردست سے زبردست فوجون کے لیے بھی غیر ممکن نظر آتا تھا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا تھا۔ اور گرد ایسے نامناسب نشیب و فراز تھے کہ اُن کو دیکھنے سے بھی انسان کو ڈر معلوم ہوتا۔ یہین بیٹھ کے یوسفوس اپنے علاقے کی تباہی و بربادی کی خبرین سُننے لگا۔ روز ایک نئے شہر کی تباہی و بربادی اور اُس کے سمار ہو جانے کا حال معلوم ہوتا اور روز کسی نئی جماعت یہود کے قتل و اسیر ہونے کی حسرت و اندوہ کے ساتھ سُنی جاتے۔

وسپیسین کا اُس پر حملہ | ہوتے ہوتے گرد و نواح کے تمام شہر اور قریے جل کے خاک سیاہ ہو گئے۔ فقط قلعہ جوتاپتا ہی کا مغرور و متکبر اٹھا سر جھکنے کو باقی رہ گیا تھا کہ وسپیسین کی فوجون نے اُس کی طرف توجہ کی۔ رومی سپاہیون نے یہان آتے ہی اپنی ہیبت بٹھانے اور اپنی شان و شوکت دکھانے کے لیے یہ حرکت کی کہ سامنے کی ایک اونچی پہاڑی پر چڑھے۔ اور ترتیب سے صفین باندھ کے جوتاپتا والون کو دُور سے بتایا کہ ہم کیسے بہادر اور جوانمرد ہین۔ اور واقعی یہ تماشا دیکھ کے یہودیون کے دل لرز گئے۔ مگر یوسفوس نے قومی غیرت دلا کے اُن کو اُبھارا۔ اور اُن کے دلون مین یکایک ایک ایسی شجاعت پیدا کر دی کہ اُنھون نے فوراً شہر سے نکل کے دشمنون پر حملہ کر دیا۔ اور اس بہادری سے لڑے کہ رومی گھبرا اُٹھے۔

متواتر پانچ دن کی سخت لڑائی اُنھون نے رومیون کو مجبور کر دیا کہ قلعے کی فتح کرنے کی اور تدبیرین سوچین۔ فقط لڑنے سے کام نہ چلے گا۔ مگر یوسفوس

یوسفوس کی مستعدی و ہوشیاری | یہان ایک ایسا شخص موجود تھا۔ جو وسپیسین کی ہر تدبیر کو

اپنی دانائی وہوشیاری سے بیکار کر کے رومیون کی ہر کوشش کو مسترد کر دیتا - رومیون نے قلعہ کی فصیل کے برابر برابر ایک نئی چوڑی دیوار قائم کر لی تو یوسفوس نے نہایت

فصیل کے گرد فصیل اور اس کا توڑ

ہی مستعدی سے اپنے قلعے کی فصیل اور اونچی کروالی - یہی نہین کیا بلکہ جوتاپاٹا کی فصیل پر جابجا نئے برج قائم کرا لیے - جن مین سے یہودی نہایت ہی حفاظت و اطمینان کے ساتھ مقابلہ کر سکتے - اس تدبیر مین بھی ناکام ہو کے رومیون نے محاصرے مین سختی شروع کی - اور باہر سے غلے اور پانی کی

پانی حاصل کرنے کی تدبیرین

آمد بالکل رُک گئی - غلے کی تو قلعے مین چندان کمی نہ تھی اس لیے کہ سالہا سال کے لیے بھر لیا گیا تھا - مگر پانی کے ملنے مین دشواری پیدا ہوئی تو یوسفوس نے ایک مخفی راستے سے کام لیا جو زمین کے نیچے سے ہو کے باہر نکل گیا تھا - چند ہی روز تک اس راستے سے پانی آنے پایا تھا کہ رومیون کو پتہ لگ گیا - اور اُس کی نکاس پر اُنھون نے پہرہ بٹھا دیا جب اُدھر سے پانی ملنا دشوار ہوا تو یوسفوس نے یہ نئی تدبیر نکالی کہ عین قلعے کی فصیل کے نیچے ایک دروازے کے پاس پانی کا چشمہ تھا - شہرپناہ پر سے مار مار کے رومی روکے اور ہٹائے جاتے اور یہودی پھاٹک سے نکل کے پانی بھر لاتے - آخر رومیون نے یورش کر کے یہ راستہ بھی بند کر دیا تو یہودی فصیل پر سے کپڑے لٹکاتے اور اُن کو پانی مین بھگو بھگو کے کھینچ لیتے اور جتنا پانی اُن کپڑون کے نچوڑنے سے ہاتھ آتا اُسی سے کام چلاتے -

لیکن رومیون کی یہ مستعدیان دیکھ کے آخر یوسفوس دل مین متردد ہوا -

یوسفوس کی پُرجوش تقریر

بعض لوگون نے بھاگ جانے کی رائے دی مگر ایسی رائے دینے والے کو اُس نے حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھا - اور کہا "ناموری وعزت سے مرجانا ایسی بیحیائی کی زندگی سے لاکھ درجے اچھا ہے" اب

یوسفوس انتظار کرنے لگا کہ محاصرے کی سختیون سے یہودیون مین ذرا جوش
دبے صبری پیدا ہو تو مقابلے کا ارادہ کرے۔ اور یہی ہوا۔ چند ہی روز مین
اہل جوتاپتا گھبرا گئے۔ اور اپنے شریف النفس سردار کے سامنے آکے شکایت
کی۔ اُس کے جواب مین اُس نے ایک نہایت ہی پُرجوش تقریر کی۔ سب کو
قومی عزت کے لیے جان دینے پر آمادہ کیا۔ اور جب دیکھا کہ سب کے دل
مین قومی غیرت کی آگ بھڑک اُٹھی ہے تو اُن کو لے کے وسپیسین کے

رومیون کے دانت کھٹے کر دئے

مقابلے کو نکلا۔ تین دن تک یہودیون نے ایسے ایسے
جان بازی کے حملے کیے کہ وسپیسین گھبرا اُٹھا۔ اور دوبدو لڑنے سے عاجز آ کے
آمادہ ہوا کہ منجنیقون اور پتھر برسانے والی کلون سے قلعے اور اُس کی
فصیلون پر حملہ کرے۔ رومی سپہ سالار کا حکم ہوتے ہی یہ ہولناک کام

قلعے پر سنگباری

شروع ہو گیا۔ اور ایسا شور و ہنگامہ بپا ہوا کہ قلعے کے
اندر والے محصور اسرائیلی سپاہی پریشان ہونے لگے۔ مگر یوسفوس نے
اس موقع پر بھی ایسا کام کیا کہ رومی حیران و ششدر رہ گئے۔ اُس نے چارون
طرف فصیل کے گرداگرد بالو کے بھرے ہوئے بورے نیچے سے اوپر تک چنوا دیے
جن سے دیوارین بھی چوٹ کھانے سے محفوظ ہو گئین اور وہ ہولناک آوازین
بھی موقوف ہوئین۔

یوسفوس نے منجنیقین غارت کر دین

اب یوسفوس نے رومیون پر اس غرض سے
حملہ کیا کہ اُن کی منجنیقین غارت کر دے۔ یہ نہایت ہی سخت حملہ تھا جس مین
خود یوسفوس نے بڑی شجاعت دکھائی اور آخر نہایت کامیابی کے ساتھ

خود وسپیسین زخمی ہوا

سنگ اندازی کی بہت سی کلین غارت کر دین۔ اس
لڑائی کا سلسلہ شام ہو جانے کے بعد بھی ساری رات قائم رہا۔ خود

وسپیسین میدان مین کھڑا ہوا اپنے سپاہیون کو جوش دلا رہا تھا کہ ناگہان یہودیون کا ایک پتھر اُس کی ایڑی پر پڑا۔ یہ خبر سنتے ہی رومی بڑی بدحواسی کے ساتھ اُس کی طرف دوڑے۔ مگر اُس نے سب کو اطمینان دلایا اور کہا "مین اچھا ہون۔ اور میری اس چوٹ کے ساتھ ہمدردی یہی ہے کہ دشمنون سے انتقام لو۔ اور انھین مار کے ہٹاؤ" یہ کلمات سنتے ہی رومی پھر جوش وخروش سے بڑھے۔ اور زیادہ سختی سے سنگباری ہونے لگی۔

قلعے کی دیوار شق ہو گئی

جوتاپیٹاوالون کے لیے اس رات کا منظر نہایت ہی قیامت خیز تھا قلعے کی دیوار ایک مقام پر شق ہو گئی تھی۔ یہودیون مین ہر طرف تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ رومی منجنیقون کے پتھرون کی آوازون کے ساتھ یہودی عورتون اور بچون کی چیخون کی صدائین بھی بلند تھین۔ رومیون کی طرف سے جو پتھر آتے تھے انھون نے بعض ایسے ایسے ہولناک واقعات دکھائے

سنگباری کے دہشت ناک نتیجے

کہ یہود کے دلون پر ہیبت چھا گئی۔ ایک شخص کے سر پر اس زور سے آکر پتھر پڑا کہ اُس کی کھوپڑی ٹوٹ کے تین فرلانگ پر جا پڑی۔ ایک پتھر کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر پڑا اور بچہ پیٹ سے نکل کے نصف فرلانگ پر جا رہا۔ قلعے کے اندر یہ حالت تھی اور باہر رومیون کا یہ عالم تھا کہ رہ رہ کے حملہ کرتے۔ اور اپنی ہی لاشون پر چڑھ چڑھ کے بڑھتے۔

اگرچہ رومیون کی سب کوششین بیکار گئین۔ اور رات بھر کی سنگباری کے بعد بھی فصیل کا شگاف بڑھنے نہ پایا تھا۔ مگر یوسفوس بھی اپنی حالت سے غافل نہ تھا۔ وہ شکستہ حصۂ فصیل کے پیچھے ایک دوسری دیوار بنوا رہا تھا کہ بالفرض اگر پُرانی دیوار منہدم بھی ہو جائے تو رومی اندر نہ داخل ہو سکین۔

آخر صبح کو وسپسین نے عاجز آکے اپنی فوج کو ستانے اور دم لینے کا سخت سخت حکم دیا۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لیے کہ شکستہ دیوار کی طرف سے یہودی مقابلے کو نکل پڑے۔ جن کے نکلتے ہی رومی قرنا و بوق بجے۔ اور وہ اس طرح تیر برساتے ہوے بڑھے کہ آفتاب تیروں مین چھپ گیا۔ کلین پھر قائم کی گئین۔ یہودی جوش و خروش سے اُن پر جا پڑے مگر بغیر اس کے کہ کچھ ضرر پہونچا سکین۔ مار کے ہٹا دیے گئے۔ مگر یوسفوس نے

یوسفوس کے نئے نئے تدابیر | اس واپسی مین بھی رومیون کو ایک سخت نقصان پہونچا دیا۔ وہ اپنے ساتھ بہت سا کھولتا ہوا تیل لیتا گیا تھا جو یکایک پچکاریون سے رومیون پر برسنے لگا۔ اُن کی صفین درہم و برہم ہو گئین۔ اور سپاہی گراہ کراہ کے گرنے لگے۔ لیکن اس پر بھی اُن کا حوصلہ پست نہ ہوا۔ اگلے گرتے تو پچھلے اُن سے چڑھتے ہوے آگے بڑھتے۔ اب یوسفوس کی ذہانت نے ایک نئی قسم کی مزاحمت سے کام لیا۔ دیوار پر کوئی لعاب دار روغن بہا دیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس رومی نے شکستہ دیوار پر چڑھنے کی کوشش کی پھسل کے نیچے گرا اور زخمی ہو گیا۔ اول تو رومی خود اس طرح پھسل پھسل کے گرتے اور اُس پر دوسری یہ آفت تھی کہ یہودی اوپر سے مار مار کے کام تمام کر دیتے۔

رومیون کے غلبہ کی ابتدا | اس وقت تک برابر یہی ثابت ہوتا رہا تھا کہ جوتاپتا کے فتح کے لیے کوئی کوشش کارگر نہین ہو سکتی۔ وسپسین نے جھنجھلا کے حکم دیا کہ جو دیوار قلعے کے گردا گرد رومیون نے بنائی ہے اور بلند کی جائے۔ اور جب اس حکم کی تعمیل ہو چکی تو اُس پر پچاس بُرج بنوائے گئے۔ اور اُن بُرجون کے گرد لوہے کے پتر چڑھا دیے گئے تا کہ آگ نہ اثر کر سکے۔

اس دیوار نے البتہ یہودیوں کو سخت نقصان پہونچایا۔ اور وجہ یہ تھی کہ اب جس سطح پر سے کھڑے ہوکے رومی تیر اور پتھر برساتے وہ قلعے کی فصیل سے زیادہ بلند تھی۔ رومیون کے پتھر اُن پر مینھ کی طرح برستے اور اُن کا کوئی زور نہ چلتا۔ مجبوراً اُنھون نے قلعے کی دیوار کو چھوڑ دیا۔ مگر اس ہوشیاری کے ساتھ کہ اپنے آپ کو چھپائے اور بچائے کھڑے رہتے۔ مگر رومیون کا کوئی گروہ جب دیوار پر چڑھنے کی کوشش کرتا تو فوراً یورش کر دیتے اور سب کو مار کے نیچے گرا دیتے۔

اور انکی پوری فتح۔ آخر کار مدت دراز کے مقابلے نے یہودیون کو انتہا سے زیادہ عاجز اور خستہ کر دیا۔ ایک بدنصیبی کی رات کو وہ غافل سو گئے۔ اور صبح تک تھکے ماندے بچھونون پر پڑے رہے۔ ناگہان کیا دیکھتے ہین کہ رومی قلعے کے اندر داخل ہو گئے۔ اور ہوا یہ کہ خود طیطوس نے خموشی کے ساتھ دیوار پر چڑھ کے وہان کے غافل نگہبانون کو چپکے ہی چپکے قتل کر ڈالا۔ اور اس کے بعد اتر کے قلعے کے پھاٹک کھول لیے۔ یوسفوس اور عام لوگون کو اُس وقت خبر ہوئی جب رومی لشکر ایک خونخوار سیلاب کی طرح شہر مین داخل ہو رہا تھا۔ اور چونکہ رومیون کے دل سخت غصے مین بھرے ہوے تھے اس لیے ہر طرف اور قتل عام ہر جگہ قتل عام کا بازار گرم تھا۔ یہ ایسا نازک وقت تھا کہ چند ہی لوگون کو لڑنے کی جرأت ہوئی۔ باقی سب بھیڑ بکریون کی طرح بلا مزاحمت بت پرستون کے ہاتھ سے ذبح ہوئے۔ رومیون کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ مگر اتفاقاً فتح کے بعد رومیون کا ایک اتنا بڑا سردار قتل ہو گیا کہ سپہ سالار سے لے کے ادنیٰ سپاہی تک ہر شخص کے سینے سے آہین نکلنے لگین اور ہوا یہ کہ روم کا نامی افسر انطونیوس یہودیون کو قتل کرتا ہوا ایک

گہرے غار پر پہونچا جس مین ایک یہودی چھپا کھڑا تھا۔ انطیونیوس کچھ کہنے
رومی سردار انطونیوس کا قتل | دپایا تھا کہ یہودی نے پناہ مانگی اور عاجزی سے کہا
مجھے پکڑ کے اوپر کھینچ لیجیے۔ رومی افسر نے اس کے نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا
تھا کہ یہودی نے نیزہ مار کے ایک ہی وار مین اُس کا کام تمام کر دیا۔ الغرض
۴۷ دن کے شدید محاصرے کے بعد رومیون نے قلعۂ جوتا پتا کو فتح کیا جہان
لڑائی مین اول سے آخر تک ۴۰ ہزار یہودی قتل ہوے۔ فقط بچے اور عورتین
چھوڑ دی گئین۔ مگر اُن مین سے بھی بارہ سو کی جماعت غلامی کے لیے اسیر
کر لی گئی۔

یوسفوس کی کمین | اتنا قتل عام ہو چکا۔ اور شہر کا ایک ایک کونا ڈھونڈھ ڈالا
گیا۔ مگر وسپسین کو حیرت تھی کہ یوسفوس کیا ہوا نہ کہین اسکی لاش ملی اور نہ یہ
قیاس مین آتا تھا کہ وہ کسی طرف نکل گیا ہو۔ یوسفوس نے جب دیکھا کہ اب
کوئی کوشش کارگر نہین ہو سکتی تو اپنے چالیس ہمراہیون کے ساتھ ایک
گہرے کنوئین مین اُتر گیا۔ اور کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ لیتا گیا۔ اگرچہ
اُس کنوئین سے نکل آنے کا راستہ تھا مگر ہر جگہ رومی پھیلے ہوئے تھے۔ اور
اندیشہ تھا کہ جو نکلے گا دشمنون کے ہاتھ مین پڑ جائے گا۔ اس لیے تین دن تک
سب لوگ وہین چھپے بیٹھے رہے۔ تیسرے دن یوسفوس کے ہمراہیون مین سے
ایک عورت نکل کے باہر آئی۔ اور جیسا خیال تھا ویسا ہی ہوا کہ رومیون نے
اُسکا سراغ لگنا | اُسے اسیر کر لیا۔ اُس عورت سے جب دریافت کیا گیا تو اُس نے
اپنی جان کے خوف سے راز فاش کر دیا۔ یہ حال سنتے ہی وسپسین نے فوراً
ایک افسر کو بھیجا اور یوسفوس کو پیام دیا کہ "تمھارے لیے امان ہے
اُسے امان دی گئی | بلا تکلف نکل آؤ" اُس افسر نے جب کنوئین کی جگت پر

کھڑے ہوکے پکارا - اور رومی سپہ سالار کا پیام دیا تو یوسفوس نے باہر آنے سے انکار کیا اور کہا "مجھے رومیون سے رحم کی اُمید نہین - وسپیسین سے کہو اگر مجھے بُلانا چاہتا ہے تو نقانور کو بھیجے جو میرا دوست ہے - مجھے صرف اسی کے وعدے کا اعتبار ہو سکتا ہے اور وہ بھی جب خاص اُس کی زبان سے سنون" فوراً نقانور بھیجا گیا جس نے آکے کہا "یوسفوس اب چلے آؤ - وسپیسین تمھاری قدر کرے گا"

جان دینے مین یہودیون کا جوش

اب یوسفوس تو آنے پر آمادہ تھا مگر خرابی یہ اُٹھ کھڑی ہوئی کہ ساتھ والون نے کہا یہ ممکن نہین کہ ہم رومیون سے مل کے اپنے قومی اصول کو توڑ دین - جانے سے تو یہ بہتر ہے کہ سب کے سب ہمین خودکشی کر لین - یہ غیر ممکن ہے کہ تم ہم سے جان بچا کے نکل جاؤ - یوسفوس نے اُن کو سمجھایا کہ خودکشی نامردی ہے - اور زندگی ہے تو ہر طرح کی اُمیدین ہین" یہ سُن کے سب بگڑ کھڑے ہوئے - اور تلوارین لے لے کے اُس پہ جھپٹ پڑے - یوسفوس سے جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی تو اُن سے کہا "یہی ارادہ ہے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم مین سے ہر ایک اپنے ایک رفیق کو قتل کر ڈالے - کیونکہ خودکشی حرام ہے - اس تجویز پر سب راضی ہوئے - پہلے دس آدمی منتخب ہوئے جنھون نے باقی ماندہ لوگون کو قتل کر ڈالا - پھر اُن دس مین پانچ نے پانچ کو قتل کیا - اور صرف یوسفوس اور ایک اور شخص زندہ رہ گیا - اُس کو یوسفوس نے پھر جان بچانے کا مشورہ دیا - مگر اُس نے نہ مانا تب یوسفوس نے اُسے قتل کیا - اور خود باہر

یوسفوس کا باہر آنا

نکل آیا - یوسفوس کی صورت دیکھتے ہی رومیون نے چارون طرف سے ہجوم کیا - ہر شخص ایسے نامور بہادر کی صورت دیکھنے کا مشتاق تھا - سب سے زیادہ رحم اس پہ وسپیسین کے بیٹے طیطوس کو آیا - اور رواسے قرار پائی

کہ وہ ایک عجیب وغریب تحفے کی شان سے قیصر روم نیرو کی خدمت میں بھیجا جائے۔

یوسفوس نے باہر آتے ہی درخواست کی کہ میں وسپیسین سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں طیطوس اور اُس کے دو اور دوستوں کے سوا سب لوگ ہٹ گئے

وہ فوجی افسر سے پیغمبر بن گیا

اور یوسفوس جو کل تک ایک بہادر سپاہی ایک نامی افسر اور ایک یادگار زمانہ سپہ سالار تھا ایک بےنفس عابد وزاہد اور خدا ترس ولی نظر آیا۔ اور نبوت وولایت کی شان سے کاہنوں کے لب ولہجے میں بولا "میں شریفانہ موت سے نہیں ڈرتا۔ اب زندگی اور دنیا دونوں سے سیر ہوں تمہارے پاس جو آیا ہوں تو خدا کا یہ پیام لے کے آیا ہوں کہ تم عنقریب روم

اُس کی پیشین گوئی

کے قیصر اور دنیا کے سب سے بڑے شہنشاہ ہونے والے ہو۔ اکیلے تم ہی نہیں تمہارا بیٹا طیطوس بھی" یہ پیام پہونچاتے ہی اُس نے چلا کے کہا "مجھے نیرو کے پاس نہ بھیجو۔ باندھو۔ زنجیروں میں جکڑو۔ مگر اپنا قیدی بنا کے رکھو۔ میرا شہنشاہ تمہارے سوا کوئی اور نہیں۔ اس لیے کہ عنقریب تم ہی مالک بحر وبر ہونے والے ہو۔

باب شانزدہم

بیت المقدس کا محاصرہ اور اُس میں خوفناک قحط

رومیوں کا غلبہ۔ بیت المقدس میں نااتفاقیاں۔ نیرو کی موت۔ وسپیسین قیصر روم۔ طیطوس بیت المقدس کی مہم پر۔ بیت المقدس کی حالت۔ الیعزر۔ یوحنا۔ شمعون۔ یہود کی مجموعی قوت۔ بیت المقدس کا محاصرہ۔ پہلا معرکہ۔ خود طیطوس کو بیت المقدس پر ترس آیا۔ دشمنوں کے روکنے کا بندوبست۔ رومی منجنیقیں۔ یہود کا ناکام حملہ۔

اُن کی طرف سے پیام صلح - اور دغابازی - شہر کے نشیبی حصے پر رومیون کا قبضہ - اور مجبوراً اُسے چھوڑنا - محاصرہ مین سختی - غریب یہودی آ آکے پناہ مانگتے ہین - قحط کی سختیان - یہودی سپاہیون کا رعایا کو لوٹنا - قحط کے خوفناک نتیجے - یہودی دوست اور دشمن دونون کے ہاتھون سے قتل ہوتے ہین - ایک بیار رومی شاہزادہ - رومیون کے کیمپ مین سرنگ اُڑائی گئی - یہودی سردارون کی شجاعت - یہود نے رومی منجنیقین تباہ کر دین - رومیون کا شکست کھا کے سنبھلنا - قحط کے ہولناک واقعات - ایک عورت اپنے بچے کو کھا گئی - خود طیطوس کو ترس آیا - قحط نے کتنون کی جانین لین - رومیون نے نئی منجنیقین بنائین - انطونیا فتح ہوا - طیطوس کی طرف سے پیام صلح - وہ حرم کو تباہی سے بچانا چاہتا ہے - خاص مسجد اقصیٰ پر حملہ - اُس پر سنگباری - اور دھاوا - حرم مین آگ لگائی گئی - جو یہودی اُس مین تھے جل جل کے مرتے ہین - مسجد اقصیٰ کے مسمار کرنے کی تجویز -

رومیون کا غلبہ

جوتاپاٹا کے فتح ہو جانے کے بعد علاقۂ جلیل مین کوئی گاؤن اور شہر نہ تھا جو ایک گھڑی کے لیے بھی رومیون کو روک سکتا۔ یکایک رومی فوجین ہر طرف پھیل گئین اور قریب قریب ساری رعایا کی یہ حالت ہوئی کہ مرد جو لڑنے کے قابل تھے بے لڑے بھڑے اور بغیر اس کے کہ کسی کے سامنے سر اطاعت جھکایا ہو مارے گئے۔ عورتین اور بچے بھی سب قتل ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کی باقیماندہ نسل ہر جگہ ذلت و مسکنت کے ساتھ بازارون مین بکنے لگی۔ بیت المقدس والے خود اپنی حالت مین مبتلا تھے۔ وہ سوا اس کے کہ یہ قومی تباہیون کی داستانین سُن سُن کے اپنا جوش تازہ کر لین اور کچھ نہ کر سکے۔

بیت المقدس کی نااتفاقیان

بیت المقدس مین یہودیون کی باہمی مخالفت کا جوش اب اور بڑھ گیا تھا۔ بیرونی لوٹ مار کرنے والون کا گروہ شہر کے اندر

روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اور ہر شخص کا جان و مال خود اپنی قوم کے ہاتھون خطرے مین تھا۔ اب وسپیسین نے اپنی فوجون کو آگے بڑھایا۔ اور اُس کے سپاہی دریاے یردن کے کنارے آپہونچے۔ اور خاص بیت المقدس کے نواح مین سے بعض قصبات مین دس بارہ ہزار یہودی تہ تیغ ہوگئے۔ خانۂ خدا والے ان باضابطہ حملہ آورون کا انتظار ہی کر رہے تھے کہ

نیرو کی موت | ناگہان قیصر نیرو کے مرنے کی خبر آئی۔ اور وسپیسین کو مجبوراً یہ مہم چھوڑ کے شہر روم کا ارادہ کرنا پڑا۔ اور ارض یہودا اور دو سال کے لیے اسی بے امنی و بدنظمی کی حالت مین چھوڑی گئی۔

وسپیسین قیصر روم | وسپیسین روم مین پہونچتے ہی اپنے طرف دارون کی کثرت سے اور اپنے کارنامون کے یاد دلانے کی بنا پر یوسفوس کی پیشین گوئی کے مطابق قیصر روم قرار دیا گیا۔ اُس نے تاج قیصری رکھ کے پہلے تو یوسفوس کو قید سے آزادی بخشی۔ پھر نظم و نسق مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔ تخت نشینی کے دوسرے سال

طیطوس بیت المقدس کی مہم پر | اُس نے اپنے بیٹے طیطوس کو جو اب ولی عہد سلطنت تھا ارض یہودا کے مغلوب کرنے اور خاص مسجد اقصیٰ کے کلسون پر دولت روم کا پھریرا اُڑانے کے لیے روانہ کیا۔ طیطوس کو یوسفوس کے ساتھ خاص تعلق ہو گیا تھا۔ اس لیے اُس نے یہودی قوم کے اس نئے پیغمبر کو اپنے ساتھ لیا۔ اور مشرق کی راہ لی۔

بیت المقدس کی حالت | سنہ ۷۰ء قبل تھا بیت المقدس والون کے لیے نہایت ہی نحوست کا سال تھا۔ قریب قریب پورا سال اس حالت مین گذرا کہ مقدس شہر کی سڑکین روز اولاد اسرائیل کے خون سے رنگی جاتی تھین۔ اور کسی غیر حملہ آور کے اسلحہ سے نہین بلکہ خود اپنے ہم قومون اور ہم مذہبون کے ہاتھ سے۔ بجاے اس کے کہ دشمن کی باضابطہ فوجون کے روکنے کا کوئی سامان کیا جاتا آپس مین

تین تفریقین ہو گئی تھین - شہر تین جداگانہ حصون اور مورچون پر تقسیم تھا - ہر مورچہ دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے تلا ہوا تھا - اور ہر ایک مین ایک نیا حکمران تھا -

ایلیزر

پہلا سردار تو ایلیزر بن شمعون تھا جس نے سب سے پہلے قیاصرۂ روم کی قربانی قبول کرنے سے انکار کیا تھا - یہ شخص بیرونی لوٹیرون کا سرغنا تھا - اور خاص مسجد اقصیٰ کو اُس نے اپنا قلعہ قرار دیا تھا - لیکن اُس سے زیادہ قوت

یوحنا

یوحنا بن جشالہ کے قبضے مین تھی جو یوسفوس والی جلیل کا بڑا نامی رقیب تھا اور روز اول سے آخر تک اُس کے خلاف سازشین کرتا رہا تھا - تیسرا سردار شمعون

شمعون

بن جیورس تھا جو شہر کے بلندی کے حصے پر متصرف و قابض تھا - ان تینون سرگروہون کی باہمی عداوتون نے یہ حالت کر رکھی تھی کہ یہودیون کے جلالی خدا یہوا کی قربان گاہ ہر وقت خون کے رنگ مین رنگی رہتی - اور شاذ و نادر ہی کوئی گھڑی گذرتی جبکہ اُس کی حدود کے اندر لاشین پھڑکتی نہ نظر آتی ہون - سن رسیدہ بوڑھے اور نازک مزاج عورتین چپکے چپکے روتین اور گھرون مین چھپ چھپ کے دعا مانگتین کہ خدا رومیون کو جلدی لائے -

یہود کی مجموعی قوت

بیت المقدس مین کُل فوجون کی مجموعی تعداد یہ تھی کہ شمعون کے پاس دس ہزار آدمی تھے - اور ان کے علاوہ پانچ ہزار آدمیون کا ایک اور گروہ بھی اس شخص کے قبضے مین تھا جو بڑے جان باز اور بڑے بہادر تھے - یوحنا کے پاس چھ ہزار فوج تھی اور ایلیزر کے ہمراہ صرف دو ہزار چار سو آدمیون کا گروہ تھا - یہ فوج اگرچہ تعداد مین بہت تھوڑی ہے - مگر بیت المقدس ایسا مضبوط شہر تھا کہ اگر تینون سرگروہ اتفاق سے کام لیتے تو شاید زبردست سے زبردست حریف کے مقابلے مین کافی ہو جاتی -

آخر وہ قیامت خیز گھڑی آ گئی جس کا بیت المقدس کی مظلوم یہودیین

بڑی بے صبری سے انتظار کر رہی تھین - طیطوس مصر کی فوجین لیتا ہوا قیساریہ
بیت المقدس کا محاصرہ مین آیا۔ اور شاہی فوجین مرتب کرنے لگا۔ بہت سے شام کے
حکمران بھی اُس کے ہمراہ رکاب ہو گئے۔ اُن سب کو لے کے وہ آگے بڑھا۔ اور
آتے ہی بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ دشمنون کے اس عظیم الشان اور تربیت یافتہ لشکر کو
ایلیزر نے خانۂ خدا کی چھت پر سے یوحنا نے بیرونی صحن کے پھاٹک سے۔ اور شمعون نے کوہ
صیہون کی بلندی پر سے دیکھا۔ اور تقدیر کے فیصلون کا انتظار کرنے لگے۔

پہلا معرکہ

مگر یہودیون نے اپنی مضبوطی و ثابت قدمی کا پہلا ثبوت یہ دیا کہ یکایک
نکل کے رومیون کے ایک حصۂ فوج پر جا پڑے۔ سخت لڑائی ہوئی۔ رومیون کو
بار بار شکست ہوتی تھی۔ اور اُن کی صفین برابر درہم و برہم ہوئی جاتی تھین کہ خود
طیطوس نے باقی ماندہ فوج کے ساتھ آ کے مدد کی۔ اور یہودیون کو ہٹ کے
شہر کے اندر پناہ لینی پڑی۔ مگر شہر کا تھوڑا بیرونی حصہ رومیون کے قبضے مین چلا گیا۔

اس مقدس شہر کی شان و شوکت کی تصویر ہم اس سے پیشتر دکھا چکے ہین چنانچہ
طیطوس نے اُسے حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ شہر پناہ کے گرد اپنی فوج کے

خود طیطوس کو بیت المقدس پر ترس آیا

ساتھ ایک چکر لگا کے اُس نے ہر کنگرے
اور ہر کلس پر نظر ڈالی۔ اور دل مین کہا کہ "افسوس یہودی اپنی حماقت سے ایسے
شہر کو خاک مین ملائے دیتے ہین" پھر اس نے فوجون کو جا بجا متعین کیا۔ اور حکم دیا
کہ مفتوحہ حصۂ شہر مین آگ لگا دی جائے۔ اور میدان صاف کرنے کے لیے جتنے درخت

دشمنون کے رد کنے کا بندوبست

ہون سب کاٹ ڈالے جائین۔ مگر یہودی بھی اپنے
دل مین فتح کی اُمید رکھتے تھے۔ اس لیے اُنھون نے ہر طرف مقابلے کے لیے فوجین
تقسیم کرنا شروع کر دین۔ اور فصیل پر جا بجا وہی منجنیقین لگا دین جو گذشتہ سال
کی لڑائی مین رومیون سے چھینی گئی تھین۔ اور رومیون پر ہر طرف سے سنگباری

ہونے لگی۔

رومی منجنیقین — رومیون کے طرف کی منجنیقین زیادہ مضبوط اور بہت بڑی بڑی تھین۔ چنانچہ کئی دن کی مسلسل کوشش مین انھون نے ایک برج گرا دیا۔ جو تاپتا

یہود کا ناکام حملہ — کی طرح یہان بھی یہودیون نے کوشش کی کہ ایک دفعہ جان پر کھیل کے نکل پڑین۔ اور جس طرح بنے رومیون کی سب منجنیقین تباہ و برباد کردین اس مقصد سے وہ نکلے اور بڑی بہادری سے حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ نصیب ہوئی۔ بلکہ واپسی کے وقت یہودیون کو اپنے شہر کا ایک اور حصہ جو پہلی شہرپناہ کے اندر واقع تھا اور بسیطہ کہلاتا تھا چھوڑ دینا پڑا۔ رومیون نے بسیطہ مین داخل ہو کے بیرونی دیوار جو اس وقت تک انھین روکے ہوئے تھی نصف کے قریب مسمار کردی اور دوسری دیوار پر حملہ کیا۔ اب رومی منجنیقین اس زور و شور سے چل رہی تھین کہ یہودی دل ہی دل مین دہل گئے۔ مگر باوجود اس کے انطونیا اور معبد الٰہی کی شمالی دیوار پر سے بڑی سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے۔

عین اُس وقت جبکہ لڑائی زور و شور پر تھی کسطور نام ایک یہودی شہرپناہ

پیام صلح — پر آیا اور کچھ کہا جو پتھرون کے گرنے کی ہولناک صداؤن اور لڑنے والون کی چیخ پکار مین نہ سُنا جا سکا۔ طیطوس نے فوراً منجنیقین رُکوائین اور پوچھا "کیا کہتے ہو؟" کسطور نے صلح کی درخواست کی۔ اور امان ملنے کی صورت مین شہر حوالے کردینے کا وعدہ کیا۔ طیطوس فوراً راضی ہوگیا۔ مگر یہودیون مین خود اختلاف ہوا۔ اس پر جھگڑا ہو رہا تھا کہ ناگہان ایک پتھر کسطور کی ناک پر پڑا جس کی اُس نے طیطوس سے شکایت کی۔ رومی نوجوان سپہ سالار نے پتھر مارنے والے سپاہی کو ڈانٹا۔ اور ارادہ کیا کہ یوسفوس کو شرائط صلح طے کرنے کے لیے اُس کے قریب بھیجے۔ مگر یوسفوس نے انکار کیا۔ تب اُنیاس نام

اور دغا بازی ایک بدوی عرب دیوار کے نیچے بھیجا گیا کسطورنے انیاس کو قریب بلا کے کہا "چادر پھیلاؤ مین کچھ دینا چاہتا ہون "۔ مگر جب انیاس نے چادر پھیلائی تو اُسے خلاف اُمید یہ بدلا ملا کہ اُوپر سے پتھر کا ایک بڑا اچھا را آکے گرا۔ جس سے انیاس تو بچ گیا مگر ایک اور شخص جو اُس کے برابر کھڑا تھا زخمی ہو گیا۔ اس بدعہدی پر طیطوس کو بڑا غصہ آیا اور اُس نے پھر حملے اور سنگباری کا حکم دیدیا۔

شہر کے نشیبی حصے پر رومیون کا قبضہ پانچ دن کی متواتر لڑائی کے بعد یہودیون نے یہ دوسری دیوار بھی چھوڑ دی۔ اور طیطوس ایک ہزار منتخب سپاہیون کے ساتھ شہر کے نشیبی حصون مین اُتر پڑا۔ مگر یہودیون پر اپنی رحمدلی کا اثر ڈالنے کے لیے اُس نے حکم دیا کہ نہ کوئی شخص قتل کیا جائے اور نہ کسی گھر مین آگ لگائی جائے۔ یہودیون نے اُس کی رحمدلی سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ اپنے ہم قومون کو جو اس مفتوح نشیبی حصے مین آباد تھے لڑنے پر ایسا اُبھارا کہ وہ یکایک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور سخت لڑائی شروع ہو گئی۔ ایک طرف تو یہودی تیسری دیوار سے مار رہے تھے۔ دوسری طرف اُس دیوار کے پھاٹک سے نکل کے اُن کے ایک گروہ نے ناگہان حملہ کیا۔ تیسری طرف خود اُس حصۂ شہر کے یہودی بھی رومیون کو مارنے لگے۔ یہ لڑائی اس طرح ہوئی کہ چھتون اور کوٹھون پر گلی کوچون مین۔ مکانون کے اندر اور ہر ہر کونے مین تلوار چل رہی تھی۔ رومیون کے لیے سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ شہر کے راستون سے واقف نہ تھے۔ یہودی ہر گلی کوچے سے سر نکالتے۔ اور

اور مجبور ہو کے چھوڑ دینا لڑ بھڑ کے غائب ہو جاتے۔ آخر طیطوس نے یہ مفتوحہ حصہ شہر چھوڑ دیا جس کی دیوار کے ایک شگاف پر متواتر تین دن تک لڑائی رہی۔ تیسرے دن رومیون نے پھر یہودیون کو مار کے ہٹا دیا۔ اور اس چھوڑے ہوئے حصۂ شہر پر دوبارہ قابض ہو گئے۔

یہان تک کہ شہر پر قبضہ کر لینے کے بعد طیطوس نے ارادہ کیا کہ چند روز تک
یہودیون کو محصور رکھ کے اُنھین قحط کا بھی مزہ چکھا دے - اُس نے لڑائی موقوف
کی - اور محاصرے مین زیادہ سختی کی - وہ شہر کے چارون پہلوؤن
پر اپنی فوج سے قواعد لیتا تھا - اور دل مین منتظر تھا کہ شاید یہودیون کی طرف سے
صلح کا پیام آئے - لیکن جب اس انتظار مین اُمید کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو پھر
حملے کا سامان ہونے لگا - ایک حصۂ فوج نے انطونیا کے سامنے دُھس قائم کر لیے
جدھر سے یوحنا کی فوج پر حملے کی ضرورت تھی اور باقی فوج شمعون کے فوجون
کے مقابلے پر ٹھہری -

اس وقت طیطوس نے یوسفوس کو سمجھا بجھا کے
یہودیون کے قریب بھیجا - اور کہلا یا کہ لڑنا بھڑنا بیکار ہے شہر ہمارے سپرد کر دو - یوسفوس
نے اس پیام کے ساتھ اُنھین بہت سمجھایا جس کا عجیب اثر ہوا - یہودیون کے
لڑنے والے سردار تو اُسی طرح لڑنے پر آمادہ رہے - مگر عام رعایا گھبرا گھبرا کے باہر
نکلنے لگی - بعض نے اپنی جائدادین سستے دامون بیچ ڈالین - بعض سونا اور جواہرات
نگل گئے - اور رومیون کے سامنے آکے امان مانگنے لگے - رومیون کی طرف سے
ایسے لوگون کو عموماً پناہ دیگئی - مگر جب یہ حال یوحنا و شمعون کو معلوم ہوا تو
دونون نے لوگون کو روکنا شروع کیا - اور جس کسی پر نکلنے کی ذرا بھی بدگمانی
ہوئی اُسے مار ڈالا -

اب شہر کی عجیب حالت ہو رہی تھی - سرکشون اور لٹیرون کو اپنی وحشیانہ
تمنائین پوری کرنے کا موقع مل گیا تھا - رعایا مین سے جس کو بھانپتے بھاگنے کے
ارادے کا الزام دے کے مال تال لوٹ لیتے - دوسری طرف
شہر مین قحط کے شدائد بڑھ گئے تھے - بدنصیبی سے محاصرہ یکایک ایسی حالت مین

محاصرے مین سختی

غریب یہودی آآکے پناہ مانگتے ہین

قحط کی سختیان

ہو گیا کہ یہودیوں کی بڑی عید درپیش تھی۔ ماسوا اُن لوگوں کے جو پناہ لینے کے لیے بھاگ کے یہاں آئے بہت سے لوگ صرف مراسم عید بجا لانے کی غرض سے دُور دُور کے گاؤں سے آ کے دشمنوں میں گھر گئے تھے نتیجہ یہ تھا کہ ان دنوں شہر کی آبادی بمقابل دیگر اوقات کے بہت زیادہ تھی۔ اسی وجہ سے بر خلافِ اُمید بہت ہی جلد قحط پڑ گیا۔ اور لوگ فقر و فاقے میں مبتلا ہو گئے۔ اس قحط نے اُن کو وہ بخت نصر کا قدیم محاصرہ بھی بھلا دیا جس کو وہ مذہبی درد دل سے اپنی مذہبی مقدس کتاب میں پڑھا کرتے تھے۔ مگر اُس قدیم قحط کا حال زمانے کو اتنی تفصیل سے نہیں معلوم ہو سکا تھا جس تفصیل سے کہ اس عہد کی مصیبتوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

یہودی سپاہیوں کا رعایا کو لوٹنا

سپاہی گھر گھر میں گھس کے غلہ اور کھانے کی چیزیں تلاش کرتے دولت مند مٹھی بھر گیہوں کے لیے اپنی جائدادیں بیچ ڈالتے تھے۔

قحط کے خوفناک نتیجے

روٹی کی ایک ایک ٹکیا پر قتل و خون ہوتا۔ تمام انسانی جذبات محبت۔ عزت۔ ہمدردی۔ مروت حتی کہ فطری جذبات عشق و محبت بھی ناپید ہو گئے تھے۔ موانست و قرابت کے سب تعلقات ٹوٹ گئے تھے۔ بی بیاں شوہروں کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیتیں۔ اور اولاد والدین کے ہاتھ سے۔ مائیں بچوں کے منہ سے دودھ چھڑا لیتیں اور چاہتیں کہ خود اپنے کام میں لائیں۔ کسی گھر کا دروازہ بند ہوتا تو لوگ سمجھتے کہ کوئی چھپ کے کھانا کھا رہا ہے۔ بے تحاشا گھس پڑتے اور اگر کوئی شخص روٹی کا ٹکڑا نگل گیا ہوتا تو حلق چیر کے نکال لیتے۔ بڈھے پکڑ کے سڑکوں پر کھینچے جاتے کہ اگر اُن کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہو تو قبول دیں بچے کھاتے ہوئے دیکھ لیے جاتے تو کھانا چھین لیا جاتا اور وہ زمین پر پٹک کے مار ڈالے جاتے۔ کوئی شخص اگر ایک روٹی یا ایک مٹھی جو چھپانے کا مجرم قرار پا جاتا تو اُس کے لیے طرح طرح کی روح فرسا اور جان ستان سزائیں مقرر تھیں۔

یہودی دوست اور دشمن دونون کے ہاتھون سے قتل ہوتے ہین

آخر لوگ زندگی سے عاجز آگئے اور باہر نکل نکل کے رومیون سے بھیک مانگنے یا اُن کے کیمپ سے کھانا چھڑالانے پر آمادہ ہوگئے۔ اب رومیون کا بھی یہ خیال قائم ہوگیا تھا کہ سختی کے سوا یہودیون کے دبانے کی کوئی تدبیر نہین ہے۔ اس لیے اُنھون نے اپنی طرف یہ انتظام کردیا کہ جو یہودی اُن کے ہاتھ مین پڑجاتا اُسے فوراً گرفتار کرکے صلیب پر لٹکا دیتے اور چند ہی روز مین یہ حالت ہوگئی کہ ہر صبح کو نئے چار پانچ سو آدمی شہر کے گرد سُولیون پر لٹکتے نظر آتے۔ دوسری طرف بیت المقدس کے حکمرانون نے بھی اُن لوگون کو پکڑ پکڑ کے قتل کرنا شروع کردیا جو باہر نکلنے یا بھاگنے پر مستعد نظر آتے۔ الغرض بدنصیب یہودیون کے لیے کسی حال مین اور کسی جگہ پناہ نہ تھی۔

ایک نیا رومی شاہزادہ

اتفاقاً اسی زمانے مین ایک اور فرمانروا جس کا نام انطوقس شاہ قماجین تھا اپنی فوج کے ساتھ رومی لشکر مین آیا۔ اور تعجب کرنے لگا کہ اتنے دنون کی متواتر حملے آوریون کے بعد بھی شہر فتح نہ ہوسکا۔ طیطوس نے اسی غرض سے کہ تاخیر کا سبب وہ خود ہی سمجھ جائے اُسے حملے کا حکم دیدیا۔ لیکن اُسے بھی کامیابی نہ ہوئی۔

رومیون کے کیمپ مین سُرنگ اُڑائی گئی

آخر سترہ دن کی متواتر محنت و مشقت کے بعد رومیون نے اپنے دُھس قائم کرلیے جن پر منجنیقین قائم کرکے سب طرف سے حملے اور یورش کی تیاریان ہورہی تھین کہ یکایک زمین مین ایک زلزلہ محسوس ہوا اور ساتھ ہی زور و شور سے رنجک اُڑی۔ ہر طرف سے دھوان اور شعلے بلند ہوئے۔ ہر چیز اُلٹ پلٹ گئی۔ دُھس دھنس دھنس کے نیچے آرہے اور سب منجنیقین یا تو ٹوٹ گئین اور یا زمین مین دفن ہوگئین۔

یہودی سردارون کی شجاعت

اس سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ باوجود ذاتی نفسانیتون اور ہر قسم کی خودغرضیون کے یہودی سرداران فوج جرأت و سپہ گری و تدابیر جنگ مین نہایت ہی اعلیٰ کمال

رکھتے تھے جب مدت مین رومی اپنے دمدمون کو بناتے رہے اُسی زمانے مین یہودیون نے اندر ہی اندر اُن کے پاؤن کے نیچے تک ایک کبریتی مادہ بچھادیا تھا جو ذرا سی آگ بتاتے ہی اُڑا۔ اور رومیون کو بے انتہا نقصان پہونچ گیا۔

یہودونے رومی منجنیقین تباہ کردین

اس واقعے کے بعد دوسری ہی رات کو یہودی مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے قلعے سے نکل پڑے۔ اور بڑے زور و شور سے حملہ کرکے ارادہ کیا کہ باقی ماندہ منجنیقون اور تمام سامان جنگ کو بیکار کردین۔ ان لوگون نے آتے ہی رومی کیمپ مین آگ لگا دی۔ اور اس رات کا ہنگامہ شاید رومیون کو ہمیشہ یادگار ہوگا۔ ہر طرف آگ لگتی جاتی تھی۔ اور ساعت بہ ساعت زیادہ شعلے اُٹھتے تھے۔ رومی سپاہی آگ بھی بجھاتے تھے اور لڑتے بھی تھے۔ مگر باوجود ان کوششون کے شعلون نے اُنھین اس قدر گھیر لیا کہ مجبوراً اپنا کیمپ چھوڑ کے پیچھے ہٹنے لگے۔ اور یہودیون نے تعاقب کیا جتنے رومی دمدمون اور برجون پر تھے سب بہادری سے

رومیون کا شکست کھا کے سنبھلنا

مقابلہ کرتے ہوے مارے گئے۔ جگہ چھوڑنے والا رومی لشکر بہت دُور تک یہودیون کی مار کھاتا ہوا ہٹتا چلا گیا۔ مگر جب وہ لوگ شہر سے زیادہ فاصلے پہ پہونچ گئے تو طیطوس نے اپنے سپاہیون کو للکار کے روکا اور حملے پر آمادہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یکایک رومی جان پر کھیل کے پلٹ پڑے۔ اور چند ساعت کی سخت اور دست بدست لڑائی کے بعد یہودی ہٹے۔ لیکن اس لڑائی مین رومیون کا بے انتہا نقصان ہوگیا۔ بڑی بڑی اور دعوے کی جتنی منجنیقین تھین سب جل کے غارت ہوگئین۔ اور جو باقی رہین وہ بالکل معمولی قسم کی تھین۔

رومیون کو اس حملے کا انتقام لینے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ نظر

قحط کے ہولناک واقعات

آئی کہ محاصرے مین سختی کرکے دشمنون کو قحط کا اور زیادہ مزہ چکھائین۔ چند ہی روز مین یہ حالت ہوگئی کہ شہر کے تمام گھر عورتون اور بچون کی

لاشون سے پٹے پڑے تھے۔ بڈھے سڑکون پہ پڑے ایڑیان رگڑ رگڑ کے دم توڑ رہے تھے۔ لاشون کے دفن کرنے کا بھی کوئی انتظام نہ تھا۔ اسی خیال سے بعض لوگ یہ کرتے کہ خود ہی قبرون مین جا کے لیٹ رہتے۔ اور وہین پڑے پڑے مرجاتے۔ لیکن اُن کے مذہبی جوش اور خانہ خدا کے ساتھ اُن کے دلی تعلق کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہو کہ اِن مرنے والون مین سے بہتون کی یہ حالت ہوئی کہ مسجد اقصیٰ کی طرف دیکھتے ہی دیکھتے دم نکل گیا۔ چند روز بعد قحط اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا۔ اب چور اور لٹیرے خود فاقے کرنے لگے تھے۔ جو دیوانے کتون کی طرح شہر کے گلی کوچون مین پھرتے۔ اور ایک ایک گھر کی تین تین چار چار دفعہ تلاشی لیتے ایک ایک لقمے کے لیے عزیز سے عزیز دوست کی جان لے لی جاتی۔ بھوک کی شدت مین لوگ اپنی کمر کی پٹیان جوتے اور ڈھالون پر منڈھا ہوا چمڑا نوچ نوچ کے کھا گئے۔

ایک عورت اپنے بچے کو کھا گئی

اور آخر خدا کے غضب کا یہ نہایت ہی عبرتناک منظر نظر آیا کہ مریم بنت الیعزر جو بیت المقدس کی ایک معزز عورت تھی۔ اور دولتمندی کے باعث ابتدا سے انتہا تک صدہا مرتبہ اُس کا گھر لوٹا جا چکا تھا بھوک اور فاقے سے اُس کی یہان تک نوبت پہونچی کہ از خود رفتہ اور دیوانی ہو گئی۔ اُس کا ایک ننھا بچہ تھا جو بار بار ماں کی خشک چھاتیون سے دُودھ کی رطوبت چوسا کرتا۔ اِس بچے کو اُس نے پکڑ کے ذبح کیا۔ اور اُس کا آدھا ٹکڑا بھون کے کھا گئی۔ اور باقی ماندہ نصف حصہ دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا۔ دھوئین اور کھانے کی بو پھیلی تو چورون نے یورش کی۔ دروازہ توڑ کے اندر گھسے۔ اور دھمکانے لگے کہ "لا جو کھاتی تھی" مریم نے ایک عجیب قسم کے وحشیانہ چشم و ابرو سے جواب دیا "گھبراؤ نہین۔ تمھارا حصہ بھی مین نے رکھ چھوڑا ہے" اور یہ کہہ کے بچے کا باقی ماندہ حصہ نکال کے اُن کے سامنے رکھ دیا۔ یہ دیکھتے ہی سب ایک سناٹے مین آ گئے۔ اور مبہوت کھڑے تھے

کہ مریم نے نہایت کرخت آواز سے چلاّ کے کہا "کھاؤ - اس لیے کہ باوجود مان ہونے کے
مین کھا چکی ہون - تم نہ عورت سے زیادہ نرم دل ہو - اور نہ مان سے زیادہ شفیق -
لیکن ہان اگر مذہب کے خیال سے نہین کھاتے ہو تو رہنے دو - آدھا کھا ہی چکی ہون - آدھا
یہ بھی کھا لون گی" الغرض شہر کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ خود طیطوس　**خود طیطوس کو ترس آیا**
بھی سُن کے نہ ضبط کر سکا - اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کے کہنے لگا "خداوندا! تو
جانتا ہے کہ یہ مین نے نہین کیا - ان لوگون نے خود ہی اپنی یہ حالت کر رکھی ہے" کہتے ہین کہ
قحط سے موت کی گرم بازاری یہان تک ترقی پر تھی کہ اڑھائی　**قحط نے کتنون کی جانین لین**
مہینے کی مدت مین ایک لاکھ پندرہ ہزار آٹھ سو اسی لاشین ایسی ملین جن کا کوئی دفن
کرنیوالا نہ تھا - شہر کے حکمرانون نے مجبوراً اُن کو اپنے اہتمام سے دفن کرایا - دیگر مورخین
کا بیان ہے کہ تقریباً چھ لاکھ اسرائیلی اس قحط کی مصیبت سے نذر اجل ہوئے - یہ تو
حالت ہو رہی تھی مگر یوحنا دشمنون کے آدمی اُسی استقلال سے لڑنے اور کٹنے کو
تیار تھے - اور خود اپنی قوم کی لاشون کو ہر طرف گلی کوچون مین اور سڑکون پر بے تکلف
روندتے پھرتے تھے مصیبت زدہ اہل شہر مین سے بعض نے رومیون سے معاملت
کرنا چاہی - مگر راز کھُل گیا - اور بیچارے خود اپنے ہم قوم سردارون کے حکم سے مارے
گئے - بیرونی لوٹیرے جو خاص مسجد اقصیٰ پر قابض تھے اُنھون نے افلاس تنگدستی
سے عاجز آ کے خود حرم کے خزانے کو لوٹ لیا جس سے بڑا کوئی جرم یہودیون
کے اعتقاد مین نہ ہو سکتا تھا -

رومیون نے نئی منجنیقین بنائین　آخرکار رومیون نے بڑی مستعدی و سرگرمی سے نئی
منجنیقین بنا کے قائم کر لین - یہودیون نے اُن پر بھی حملہ کیا - مگر کامیاب نہ ہو سکے
بلکہ رومیون نے ایک دن سخت سنگباری کر کے اور فصیل کی بنیاد سے پتھر گرا گرا کے
تھوڑی دیوار منہدم کر دی - مگر جب اندر گھُسے تو نہایت متحیر ہوئے کہ اُس کے

پیچھے پاس ہی یوحنا کے لوگوں نے ایک دوسری دیوار بنالی تھی۔

انطونیا فتح ہو گیا | اس کے دو دن بعد رومیوں نے خاص انطونیا پر یورش کی۔ اور سخت خونریزی و معرکہ آرائی کے بعد اُس مضبوط قلعے پر قابض ہو گئے اُس کے دوسرے دن یعنی ۵۔ جولائی کو طیطوس نے انطونیا کو کھود کے زمین کے برابر کر دیا اب رومی حرم کے قریب ہی تھے۔ اور اس کے بعد اُن کا حملہ اس مقدس عمارت ہی پر ہو سکتا تھا جس کے پھاٹک چُن دیے گئے تھے۔ اور یہودیوں نے مزید احتیاط کے لیے پھاٹکوں کے پیچھے بڑے بڑے شہتیر اڑا دیے تھے۔ سارا صحن مسجد خون میں رنگا اور لاشوں سے پٹا ہوا تھا۔ اور وہ مقدس مقام جہاں پرندہ پر نہ مار سکتا تھا۔ اُس میں لوگ خون آلود تلواریں لیے ٹہل رہے تھے۔ طیطوس نے

طیطوس کی طرف سے پیام صلح | اس موقع پر بھی اپنی صلح پسندی کا ثبوت دیا۔ پہلے تو مجبور کر کے یوسفوس کو بھیجا۔ جو دیوار پر سے گالیاں سن کے ناکام واپس آیا۔ اس کے بعد اُس نے اور لوگوں کے ذریعے سے کہلا بھیجا "تمھارا دعویٰ تھا کہ یہ حرم محترم غیروں کے قدم سے ناپاک ہو جاتا ہے جس کی رومیوں نے ہمیشہ پابندی کی۔

وہ حرم کو تباہی سے بچانا چاہتا ہے | ہم نے خود تم کو اجازت دی کہ جو کوئی ایسی گستاخی کرے اُسے قتل کر ڈالو۔ مگر اب تم خود خون اور لاشوں سے اِس حرم ربانی کی بےحرمتی کر رہے ہو۔ میں تمھارے دیوتاؤں کو۔ اپنی تمام فوج کو۔ اپنے ساتھ کے یہودیوں کو اور خود تم کو بھی گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں تمھیں اپنے حرم کے ساتھ ایسی بےادبی کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ لڑنا ہی ہے تو وہاں سے نکل کے کسی اور جگہ لڑو۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ کوئی رومی سپاہی اُس مقدس عمارت کو ہاتھ نہ لگائے گا"

لیکن یہ ایسی بات تھی جس کی تعمیل یہودی کسی طرح نہ کر سکتے تھے۔

خاص مسجد اقصیٰ پر حملہ | آخر رومیوں نے حرم بھی یورش کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک

رات کو پہر رات رہے حملہ شروع ہوا - اور نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی - مگر آٹھ گھنٹے تک متواتر دھاوون کے بعد رومی انطونیا کے میدان مین واپس آ گئے - یہودیون نے اُن عمارتون مین آگ لگا دی تھی جن کے ذریعے سے انطونیا اور بیت المقدس کے مابین آمدورفت تھی - اس کے جواب مین رومیون نے دوسری طرف خاص حرم کی بیرونی غلام گردش مین آگ لگا دی - اور اپنی منجنیقین بھی ہیکل سلیمانی کے

اُس پر سنگباری

سامنے لا کے لگا دین - آخر آگ نے میدان صاف کر دیا اور رومی حرم کے بیرونی صحن کے مالک ہو گئے - اور اب منجنیقین اندرونی صحن کے مشرقی کمرون کی طرف لگائی گئین - چھ دن تک برابر سنگباری ہوتی رہی - مگر یہ دیوار ایسی مضبوط تھی کہ اُسے ذرا بھی صدمہ نہ پہونچا -

اور دھاوا

مجبور ہو کے رومیون نے سیڑھیان لگا لگا کے چڑھنا اور دھاوے کرنا شروع کیا - مگر اس لڑائی مین اُن کا سخت نقصان ہوا - جو رومی چڑھ کے

حرم مین آگ لگائی گئی

اُوپر گیا دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا - آخر عاجز آ کے طیطوس نے حکم دیدیا کہ حرم کے سب پھاٹکون مین آگ لگا دی جائے - اس آگ نے غضب کر دیا - رومیون کی مشعلین پھاٹکون سے لگی ہی تھین کہ لکڑی نے آگ پکڑ لی - چاندی سونے کی چادرین یکایک دہک اُٹھین - اور آگ پھاٹک سے اُتر کے غلام گردش کے ساتھ ساتھ چارون طرف پھیلنے لگی - یہ حالت دیکھ کے یہودی بہت گھبرائے - بدحواس ہو ہو کے چارون طرف دوڑنے لگے - اور کچھ ایسے ہاتھ پاؤن پھولے کہ کسی کو بجھانے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی - آخر ایک آتشین حصار نے

جو یہودی اُس مین تھے جل جل کے مرتے ہین

اُنھین چارون طرف سے گھیر لیا - اور بلند شعلون کی گرمی سے وہ کباب کی طرح بھننے لگے - لیکن اس وقت بھی گو کہ بدحواس تھے مگر ہمت نہین ہاری تھی - اور لڑائی کا سلسلہ ویسا ہی باقی تھا -

ایک رات اور ایک دن میں آگ پورے حصار مین پھیل گئی۔ جس کے بعد طیطس نے حکم دیا کہ اب آگ بجھائی جائے۔ اور فوجون کے بڑھنے کے لیے ایک راستہ صاف کر لیا جائے۔ اس حالت مین رومی افسرون نے باہم مشورہ کیا کہ یہود کے اس معبد کی نسبت کون سی کارروائی مناسب ہے۔ آیا یہ باقی رکھا جائے یا منہدم کر دیا جائے۔ طیطس منہدم کرنے کے خلاف تھا۔ مگر کثرت رائے نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی حیثیت معبد کی نہین بلکہ ایک قلعے کی ہے اس لیے اُس کا منہدم کر دینا ضروری ہے۔

مسجد اقصیٰ کے مسمار کرنے کی تجویز

اب یہودی یورش کر کر کے پھاٹکون سے نکلنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر رومی بغیر اس کے کہ اُن پر حملہ کرین اپنی ڈھالین سامنے کر کے فقط روک دیتے تاکہ آگ اور گرمی کا مزہ خوب اُٹھائین۔ اسرائیلیون کی یہ جانبازی کی یورشین ایسی سخت تھین کہ کئی مرتبہ خود طیطوس کو اپنی فوجون کے ساتھ جا کے روکنا پڑا۔

باب ہفدہم

بیت المقدس کی آخری تباہی اور یہود کا حسرت ناک زوال

تباہی کا دن۔ حرم مین آگ لگی۔ اُس کی وجہ۔ حرم کے اندر خونریزی۔ حرم الحرم پر شعلے بلند ہوے۔ آتش زدگی کی ہیبت ناک تصویر۔ قتل عام۔ یوحنا اکرہ مین۔ قتل وغارت۔ اکرہ کا محاصرہ۔ اور اُس کا مفتوح ہونا۔ برج مسمار کیے گئے۔ بقیۃ السیف لوگون کا انجام۔ مقتولون اور اسیرن کی تعداد۔ یوحنا وشمعون کا انجام۔ قلعۂ مشویروس۔ وہان کے سردار الیعزر کی بہادری۔ اور گرفتاری۔ قلعہ مسعدہ۔ وہان کا سردار الیعزر۔ عام خودکشی۔ اگریپا اور برنیقہ روم مین۔ برنیقہ پر طیطوس کا عشق۔ اور اس کی شرمناک معشوقی۔ عام ظلم۔ مگر یہودی اب بھی ویسے ہی سرکش ہین۔ نئے مسیح کا انتظار۔ یہود کے

نئے پیشوا ربی - اُن کی قومیت مٹانے کی تدبیرین - نیا مسیحا برتو سیبا س - ربی عقبیہ - اپنے آقا کی بیٹی پر اُس کا عشق - عشق نے اُسے عالم و فاضل بنا دیا - یہود اُسے حضرت موسیٰ سے بھی بڑا عالم جانتے - بدترین قیصر ادر دوفوس حاکم ارض یہودا - ربی عقبیہ کا قتل - برتو شیباس کا زور و شور - بیت المقدس پر اُس کا قبضہ - لولیوس سپہ سالار روم کا حملہ - اور کامیابی - قلعہ بثیر - اُس کا محاصرہ - مقدس ربی ایلیزر خود مقتدون کے ہاتھ سے اُس کا قتل ہونا - قلعہ بثیر پر رومیون کا قبضہ - قتل عام مقتولین کی تعداد - یہودیون کی تباہی کا مرثیہ - اس کے بعد ارض یہودا پر کیا گزری - بیت المقدس کا نیا نام ایلیا - اس مین بتخانے - اُس مین چند عیسائیون کو رہنے کی اجازت - اُن کا پہلا بشپ - بیت اللحم کے پھاٹک پر سور کی مورت - نام تک مٹ گیا -

تباہی کا دن آخر اگست کی ۱۰ - تاریخ آ گئی - جو یہودیون کے حساب شہور وسنین سے وہی دن تھا جس روز مسجد اقصیٰ کو بخت نصر نے منہدم کیا تھا - اتفاقاً اُس دن طیطوس ہٹ کے انطونیا مین واپس چلا گیا تھا - اور بچھونے پر غافل پڑا سو رہا تھا کہ ناگہان حرم مین آگ لگی ایک شور ہوا - اور ایک آدمی نے دوڑ کے اُسے خبر دی کہ خود معبد نے آگ پکڑ لی - اور اُس پر شعلے بلند ہو رہے ہین - یہ سنتے ہی طیطوس فوراً دوڑ کے آیا - اور آگ بجھانے کا حکم دیا -

اور ہوا یہ کہ محصور یہودیون نے شکست کھانے کے بعد پھر حملہ کیا - اور اُن لوگون پر ٹوٹ پڑے جو طیطوس کے حکم سے غلام گردش مین آگ بجھا رہے تھے - اُس کی وجہ یہود کو نرغہ کرتے دیکھ کے رومیون نے بھی حملہ کیا - اور یہودیون کو مار کے ہٹا دیا - فقط ہٹا یا ہی نہین بلکہ تعاقب کرتے اندر تک چلے گئے - انھین تعاقب کرنے والون مین سے کسی شریر النفس رومی نے اپنے ایک رفیق کے کندھے پر چڑھ کے ایک جلتی ہوئی لکٹی حرم کے شمالی حصے کی ایک محراب مین ڈال دی

اسے تھوڑی ہی دیر گذری ہو گی کہ وہان سے شعلے بلند ہونے لگے۔ یہودیون نے جو یہ حالت دیکھی تو ان کا جوش بیان باہر تھا۔ سب نے زور و شور سے ایک نعرہ بلند کیا۔ اور تلوارین سوت سوت کے آمادہ ہوگئے کہ مارین اور مرجائین۔ اور اپنی لاشون کو بھی حرم محترم کے کھنڈرون کے اندر دفن کر دین۔

حرم کے اندر خونریزی

رومیون مین بھی اس وقت غیر معمولی جوش تھا۔ لاشون کو روندتے ہوے پل پڑے اور دل مین ٹھان لی کہ مسجد اقصیٰ کی تباہی شروع ہی ہوگئی ہے تو اب اسے اچھی طرح مسمار کر کے چھوڑ دین۔ چارون طرف سے یورش کرتے اور لاشون کو روندتے ہوئے حرم کے اندر گھسے۔ جہان یہودیون سے دست بدست لڑائی ہوئی۔ اور ہزارہا خلقت قربان گاہ کے سامنے ڈھیر ہو گئی رومی غصے مین بھرے ہوے تھے۔ اور ان مین سے بعض لوگ چھپا چھپا کے آگ پھینک رہے تھے تاکہ جہان نہ لگی ہو وہان بھی لگ جائے۔

اس وقت بیت المقدس کے اندر کی حالت ایسی نہ تھی کہ اس کا تذکرہ سن کے انسان کانپ نہ جائے۔ طیطوس چلا چلا کے آگ بجھانے کا حکم دے رہا تھا مگر شور و ہنگامے مین کوئی اس کی آواز نہ سنتا تھا۔ قطع نظر اس کے یہ ایسا نازک وقت تھا کہ خود اس کے سپاہی اس کے اختیار مین نہ تھے۔ آخر جب اس نے دیکھا کہ ابھی تک خاص مقدس مقام یعنی حرم الحرم محفوظ ہے تو اس کے

حرم الحرم پر شعلے بلند ہوئے

بچانے کی تدبیرین کرنے لگا۔ مگر وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کسی رومی نے ایک جلتی ہوئی مشعل خاص حرم الحرم کی محراب مین بھی پھینکدی اور وہان سے بھی شعلے اٹھنے لگے۔ آنچ اور شعلون کی روشنی مین در و دیوار کا سونا اپنی خوشنمائی کا آخری سمان بڑی آب و تاب سے دکھا رہا تھا جسے دیکھ کے رومیون کو یقین ہو گیا کہ سارا مکان سونے کا بنا ہے۔ اور خاص محراب و ہیکل مین تو دولت

کی کوئی انتہا نہین چنانچہ اسی خیال سے وہ زیادہ کوشش کر رہے تھے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اُسے منہدم کرڈالین۔

آتش زدگی کی ہیبت ناک تصویر | آخر حرم کے اندر ہر جگہ آگ پھیل گئی۔ اور دھوئین اور گرمی کی وہ شدت ہوئی کہ سب نے اس محترم عمارت کو خدا پر چھوڑا اور باہر نکل آئے۔ رومیون کے لیے تو غالبا یہ ایک دلچسپ تماشا ہوگا۔ مگر اس تماشے کا حال کوئی اُن یہودیون سے پوچھتا جو اُسے سہمے ہوے دیکھ رہے تھے۔ ساری پہاڑی جس پر یہ خانۂ خدا تعمیر کیا گیا تھا کوہ آتش فشان بنی ہوئی تھی۔ مقدس عمارت کا ہر حصہ یکے بعد دیگرے جل جل کے گر رہا تھا۔ اور سنہری محرابین سرخ شعاعین دے رہی تھین۔ ہر بُرج سے شعلے اُٹھتے تھے جن کی روشنی مین گرد کی پہاڑیان چمک اُٹھتی تھین۔ ہر طرف لوگ ٹھٹھ لگائے ایک سناٹے اور حسرت کے عالم مین کھڑے عبرت کی آنکھون سے یہ خوفناک منظر دیکھ رہے تھے۔ اور بار بار دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے خدا کا کیا غضب نازل ہوتا ہے۔ شہر کی دیوارون پر برابر سپاہی سرخ اور زرد اور رنگ برنگ شعلون کی روشنی مین کوئی وفور نا اُمیدی سے زرد نظر آتا اور کوئی جوش انتقام سے سرخ۔ یہودیون کی قوم مین تو عموماً موت کا سناٹا تھا۔ مگر رومی سپاہی جو دوڑ دوڑ کے آگ بجھا رہے تھے اُن کی چیخ پکار سے ایک عجیب ہنگامۂ محشر بپا تھا جس مین بار بار شہتیرون اور پتھرون کے چٹخنے کی آوازین مل کے سارے شہر کی عمارتون اور اُن کے ساتھ ساری قوم کے دلون کو دہلا دہلا دیتی تھین۔

قتل عام | ابھی وقت قتل عام کا بازار بھی گرم تھا۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھے بچے سپاہی و اہل علم۔ عابد و زاہد۔ لڑنے والے اور ہاتھ جوڑ کے رحم کی تمنا کرنے والے سب ایک ہی طرح اور یکسان بے رحمی و سنگدلی سے قتل ہو رہے تھے۔ مقتولون کا شمار قاتلون سے بڑھا زیادہ تھا۔ اور رومی سپاہی لاشون کے

ڈھیر لگا لگا کے اور اُن پر چڑھ چڑھ کے آگ بجھا رہے تھے۔ حرم کی بیرونی ڈیوڑھی کا ایک چھوٹا سا حصہ آگ سے بچ گیا تھا اور اُس مین چھ ہزار یہودیون نے پناہ لی تھی جن مین عورتین تھین۔ بچے تھے۔ اور پیر فانی تھے۔ رومی سپاہیون نے وہان جان بوجھ کے آگ لگا دی۔ اور وہ سب اُسی مین جل کے خاک ہو گئے۔

یوحنا اکرہ مین

مگر یوحنا نے اس نازک حالت مین بھی یہ عجیب و غریب شجاعت کا کام کیا کہ اپنے چند بہادرون کے ساتھ نکلا۔ رومیون سے لڑتا ہوا شہر کے بالائی حصہ پر پہونچا۔ اور اکرہ کی عمارت مین قلعہ بند ہو کے مقابلے کا سامان کرنے لگا۔ اس جگہ کے سوا اب سارے شہر مین رومی پھیلے ہوے تھے۔ اور کوئی حصہ

قتل و غارت

شہر کا حملہ آورون کے وحشیانہ جور و ستم سے محفوظ نہ تھا۔ رومی ایک ہاتھ سے جانین لیتے تو دوسرے ہاتھ سے ہر قسم کی دولت لوٹ رہے تھے۔ اب سارا رومی لشکر حرم کے حصار کے اندر آ گیا۔ اور جن کھنڈرون سے دھوان اُٹھ رہا تھا اُنھین پر روم کا عقابی جھنڈا گاڑ دیا۔ اس کے بعد فتح کی خوشی مین رومی دیوتاؤن کے نام پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ اور شہنشاہ کی جگہ پر خود طیطوس کی سلامی لی گئی۔ کہتے ہین کہ رومیون کو یہان اتنی دولت ہاتھ لگی تھی۔ کہ ملک شام مین سونے کی قیمت آدھی رہ گئی۔

اکرہ کا محاصرہ

ان تمام رسمون کے بجا لانے کے بعد شمعون اور یوحنا کی طرف توجہ کی گئی جو بلندی شہر مین پہونچ کے مقام اکرہ مین قلعہ بند ہو گئے تھے۔ اکرہ کا بھی سخت محاصرہ ہوا۔ اٹھارہ دن اُس حصۂ شہر کے گرد لڑائی رہی۔ اور یہودی سردارون نے سپہ گری و جانبازی کا کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا۔ اور جب یون زور نہ چلا تو یہان بھی گرداگرد منجنیقین لگا دی گئین جن کی سنگباری سے دیوارین درز پڑ گئی۔ اور رومی فتح کے نعرے بلند کرتے ہوے اندر گھس پڑے

اور اس کا مفتوح ہونا | اب یہ مقام بھی فتح ہو گیا اور اگرچہ ہر گھر مین رومیون کا جا بجا سیکڑون قحط زدون کی لاشین ملتین مگر وہ بغیر ترس کھائے زندون کو بھی قتل کر کر کے انھین کے برابر لٹا دیتے - یہان تک کہ سب قتل ہو گئے - مگر یوحنا و شمعون کا اب بھی پتہ نہ لگا - وہ دونون ایک تہ خانے مین نکل کے بیٹھ رہے تھے -

بُرج مسمار کیے گئے - اب حکم دیا گیا کہ سارا شہر مسمار کر دیا جائے - سوا تین بُرجون کے جو فتح کی یادگار مین چھوڑ دیے گئے تھے کسی چیز کا بھی نام و نشان نہ باقی رہا -

بقیۃ السیف لوگون کا انجام | سپاہی قتل کرتے کرتے تھک گئے تھے - مقتول اور تباہ شدہ حرم محترم پر آنسو بہانے والے چند زن و مرد باقی رہ گئے تھے - وہ سب لا کے اُس مقام مین جمع کیے گئے جو عورتون کا صحن کہلاتا تھا - جو لوگ اُن مین سے مشہور باغی ثابت ہوے قتل ہوے - چند یہودی جو خوبصورت قدآور نظر آئے بچا لیے گئے تاکہ روم مین طیطوس کے جلوس داخلہ کو رونق دین - باقی ماندہ اسیرون مین جو سترہ برس سے زیادہ عمر کے تھے یا تو مصر مین بھیجدیے گئے کہ اُن سے کانون کے کھودنے کا کام لیا جائے یا دیگر ممالک مین اس غرض سے بھیجدیے گئے کہ ایمفی تھیٹرون مین وحشی درندون سے لڑائے جائین اور نا خدا ترس تماشائی خوش ہو ہو کے اُن کے پھاڑنے اور ہلاک کیے جانے کا تماشا دیکھین - مگر ان مین سے بھی بارہ ہزار فاقہ زدہ بھوک سے مر گئے اس لیے کہ بعض کو تو کھانا ہی دیر مین دیا گیا - اور بعض نے کھانے سے خود ہی انکار کر دیا یہان تک کہ سوکھ سوکھ کے مر گئے -

مقتولون اور اسیرون کی تعداد | اس تمام محاصرے مین گیارہ لاکھ آدمی قتل ہوے - اور ۹۷ ہزار اسیر کیے گئے - اور اُن کی تعداد اتنی زیادہ ہونے کی وجہ وہی تھی جو ہم اوپر بتا چکے ہین کہ فقط بیت المقدس کے رہنے والے نہ تھے بلکہ تمام اطراف و جوانب کے

یہودی جمع تھے جو مذہبی عید منانے کے لیے حرم محترم مین آ گئے۔ اور ناگہان محاصرے کی آفت مین پھنس گئے۔ لیکن اگر اس کا حساب لگایا جائے کہ اس پورے ہنگامے مین کتنے یہودی مارے گئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسی ساری قوم یہود کا قتل و قمع ہو گیا۔ اول سے آخر تک کُل تیرہ لاکھ چھپن ہزار چار سو ساٹھ یہودی قتل ور ایک لاکھ ایک ہزار سات سو گرفتار ہوے۔ یہ شمار بھی صرف اُن یہودیون کا ہے جو رومیون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ یا دشمنون کے ہاتھ مین اسیر ہوے۔ مگر جو جانین باہمی خونریزیون قتل و غارت۔ اور قحط کی نذر ہوئین اُن کا شمار اس کے علاوہ ہے۔ اور تھوڑا نہین۔ بہر تقدیر شاید ایسا قتل عام کبھی کسی قوم مین نہ ہوا ہوگا اور جب تک دنیا مین ایک یہودی بھی موجود ہے نہ بھولے گا کہ رومی تہذیب اور قدیم مہذب یورپ نے اُن کے ساتھ کیا اور کیسا سلوک کیا۔

یوحنا و شمعون کا انجام طیطوس کو بڑی حیرت تھی کہ یہ سب ہوا مگر یوحنا اور شمعون کا پتہ نہین۔ وہ دونون اپنے اُسی تہ خانے مین چھپے بیٹھے رہے۔ آخر قحط کی مجبوری سے یوحنا باہر نکل آیا۔ اور چونکہ جان بچانے کا وعدہ کیا گیا تھا اس لیے زندگی بھر کے لیے قید کر دیا گیا۔ مگر شمعون زمین ہی کے نیچے چھپا بیٹھا رہا۔ یہان تک کہ طیطوس کے چلے جانے کے بعد جب یہ محترم شہر انسانون سے خالی تھا۔ ساری آبادی ختم ہو چکی تھی۔ اور فقط چند رومی سپاہی معبد کے کھنڈرون پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے رومیون نے حیرت سے دیکھا کہ ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے ناگہان زمین سے نکل آیا پہلے تو وہ ڈرے۔ مگر آخر جی کڑا کر کے پاس گئے اور پوچھا "تم کون ہو؟" اُس نے جواب دیا "مین شمعون ہون" اس جواب پر وہ بھی گرفتار کر کے طیطوس کے پاس بھیجدیا گیا۔ اور اُسے بھی طیطوس کے جلوس داخلہ مین جگہ ملی۔

اس طرح یہ مقدس شہر دنیا کی ایک مدعی تہذیب قوم کے ہاتھ سے تباہ

و برباد ہوا- اتنی بڑی شکست عظیم اور عام مصیبت سے یہودیون کو اپنے قومی ادبار کا اِس درجہ یقین ہو گیا تھا کہ ساری ارض یہود امین پھر کسی مزاحمت و سرتابی کی اُمید نہین کی جا سکتی تھی- مگر یہودیون ہی کی قوم تھی جس نے اتنی بڑی شکست

قلعہ مشویرس

عظیم اور ایسے قومی عام ادبار کے بعد بھی فتحیاب رومیون سے مقابلے کا ارادہ کیا- چند یہودیون کا ایک گروہ قلعہ مشویروس مین جمع ہوا جن پر ایلیزر نام ایک نوعمر اسرائیلی حکمران تھا- رومیون نے اس قلعہ کا بھی محاصرہ

وہان کے سردار ایلیزر کی بہادری

کر لیا- ایلیزر نے ایسی بہادری سے مقابلہ کیا کہ رومی لڑائی سے عاجز آ گئے- یہودی سردار ایک مرتبہ اپنے ساتھیون کے ساتھ قلعے سے نکل کے دشمنون پر حملہ آور ہوا- مگر بدنصیبی سے واپسی کے وقت کسی سے باتین کرنے مین ایسا مصروف ہوا کہ ساری فوج قلعے مین داخل ہو گئی اور وہ باہر ہی کھڑا رہ گیا- ایلیزر کو اِس غلطی کی اُس وقت خبر ہوئی جب رومی اُسے گھیر چکے تھے آخر پکڑ کے باندھ لیا گیا- فتحیابون نے اُس کے کوڑے لگائے-

اور گرفتاری

پھر اُسے لٹکانے کے لیے سولی کھڑی کی- یہودیون سے اپنے ایسے شریف النفس اور نوجوان سردار کا مارا جانا نہ دیکھا گیا- اُس کی جان بچانے کے وعدے پر سب نے اطاعت قبول کر لی- اور قلعے کے پھاٹک کھول دیے- یہ سنہ ۵۰۰ قبل محمد یعنی سنہ ۷۱ع کا واقعہ ہے

اس کے دوسرے برس سنہ ۴۹۹ قبل محمد مین رومیون نے ایک دوسرے

قلعہ مسعدہ

اسرائیلی قلعے مسعدہ کا محاصرہ کیا- یہ شام کے تمام قلعون سے زیادہ مضبوط خیال کیا جاتا تھا- اور اکثر لوگون کو یقین تھا کہ اس قلعے کو رومی کسی طرح نہ فتح کر سکین گے- کئی سخت لڑائیون کے بعد ایک رات کو رومیون نے اُوپر چڑھ کے چارون طرف آگ جلائی- ابتداءً تو آگ کے

شعلے خود رومیون کی طرف جھکتے تھے اس لیے کہ ہوا کا وہی رُخ تھا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد ہوا کا رُخ پلٹ گیا۔ اور آگ کے شعلے محصور یہودیون کو جلانے لگے جو شخص یہان یہودیون کا سردار تھا اُس کا نام بھی ایلیزر تھا۔ جب آگ کی وہان کا سردار ایلیزر | گرمی بڑھی اور یہودی شعلون کی لپک سے بے قرار ہونے لگے تو اُس نے سب کو جمع کر کے ایک نہایت ہی پُرجوش تقریر کی۔ اور کہا "معلوم ہوتا ہے خدا ہی نے ہماری قوم کو چھوڑ دیا ہے۔ اور ہم ساعت بساعت مجبور ہوتے جاتے ہین کہ قلعہ رومیون کے حوالے کر دین۔ مگر اس سے تو یہ بہتر ہے کہ ہم اپنی جانین خود خدا ہی کو دیدین؟" سب نے اس رائے سے اتفاق عام خودکشی | کیا۔ اور عام خودکشی کی تجویز منظور ہو گئی۔ سب نے تلوارین سُوت سُوت کے پہلے عورتون اور بچون کو قتل کیا۔ پھر سب مین سے دس آدمی منتخب ہوئے کہ باقی ماندہ لوگون کو جام فنا پلائین۔ جب یہ لوگ اپنا یہ خونخوار اور ہولناک کام پورا کر چکے تو اُن مین سے نو آدمی منتخب ہوے کہ اکا دُکا نو سے ساتھیون کی جان لین۔ پھر باقی ماندہ نو مین سے ایک نے اپنے آٹھ ہمراہیون کو قتل کیا۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ اب اپنے تمام رفقا مین سے اکیلا ایک شخص مین ہی باقی رہ گیا ہون تو خودکشی کر لی۔ اس کے بعد ایک زمانے تک رومی اسی خیال مین رہے کہ قلعے والے لڑنے کو تیار ہین۔ مگر جب قلعے پر چڑھے اور ہر طرف سناٹا نظر آیا تو اندر گئے اور اسرائیلیون کے اس عجیب و غریب قومی تعصب پر سخت متحیر ہو کے افسوس کرنے لگے۔

الغرض یہی زمانہ ہے جب سے یہودیون کی قوت دنیا سے ہمیشہ کے لیے فنا ہو گئی۔ پچھلے شاہی خاندان کا بدنصیب پس ماندہ اگریپا دوم جس نے اول اگریپا اور برنیقہ روم مین | سے آخر تک رومی اسلحہ کی جنبہ داری کی تھی وہ تھی

حکومت سے بالکل محروم کر دیا گیا۔ اور اپنی بہن برنیقہ کے ساتھ جا کے دارالسلطنت
روم مین سکونت پذیر ہو گیا۔ برنیقہ ایسی حسین و صاحب جمال شاہزادی تھی کہ
برنیقہ پر طیطوس کا عشق خود طیطوس کا دل اُس پر آ گیا۔ جو ویسپے سین کے بعد قیصر
روم قرار پایا تھا۔ اور قریب تھا کہ یہ یہودیہ شاہزادی تمام دولت روم کی
قیصرہ اور اس عظیم الشان زبردست سلطنت کے سیاہ و سفید کی مالک ہو جائے
مگر رومیون کو اندیشہ ہوا کہ کہین دنیا کو پھر وہی تماشا نہ نظر آ جائے جو یہودیون
کی کتاب مقدس توراۃ کی "کتاب استیر" مین مذکور ہے۔ یعنی استیر نام ایک اسرائیلیہ
عورت کے ملکہ ہو جانے سے بُت پرستون پر ہر جگہ تباہی آ گئی۔ اسی اندیشے سے
سارے رُومیون نے اس جوش و خروش سے مخالفت کی کہ طیطوس کو ڈر کے
اور اس کی شرمناک معشوقی اس ارادے سے باز آنا پڑا۔ لیکن باوجود اس کے
مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ طیطوس زندگی بھر برنیقہ کا عاشق رہا
اور نسل اسرائیل کی وہ خوبصورت پچھلی شاہزادی فخر و عزت سمجھ کے بُت پرست
شہنشاہ روم کی ناجائز معشوقہ بنی۔ اور اسی بے عزتی کے ساتھ رومۃ الکبریٰ
مین آغوش لحد کے سپرد کی گئی۔

عام ظلم بیت المقدس کی تباہی اور خانۂ خدا کے بیخ و بُن سے منہدم ہو جانے
کے بعد تقریباً پچاس سال تک سوا رومی سپاہیون کے ایک دستے کے اُن
کھنڈرون مین کوئی رہنے والا بھی نہ تھا۔ رومیون کا برتاؤ ہر شہر اور ہر قریے
مین یہودیون کے ساتھ ظالمانہ تھا۔ خود شہنشاہ روم ویسپے سین کی کوشش تھی
کہ نسل داؤد کا جو شخص ملے بلا تامل قتل کر ڈالا جائے۔ اس لیے کہ یہودیون
کو اسی گھرانے سے کسی مسیحا کے ظاہر ہونے کی اور اسی خاندان سے قومی عروج
و اقبال کی بنیاد پڑنے کی اُمید تھی۔ رومی مہادیو جوپیٹر کے بت خانے کی تعمیر

کے پیسے فی کس ۲ درہم کے حساب سے ہر یہودی سے ٹکس وصول کیا گیا۔ اور یہودی رومیون کی نظر مین ہر جگہ ذلیل و خوار تھے۔

مگر یہودی اب بھی ویسے ہی سرکش ہین

یہ سب ہوا مگر یہود کا مذہبی غرور کسی طرح نہ ٹوٹا۔ معبد کھُد کے زمین کے برابر ہو گیا۔ قومی سلطنت کا نام و نشان نہ رہا۔ اور شام و مصر کے ہر شہر اور قصبے مین یونانیون اور رومیون نے کوشش کی کہ نسل اسرائیل سے صفحۂ زمین کو خالی کر دین۔ لیکن وہ اُسی طرح اپنی مذہبی ترقی و کامیابی کے اُمیدوار تھے کہ کب خدا مہربان ہوتا ہے اور دنیا کی حکومت پھر اولاد داؤد کے ہاتھ مین آتی ہے۔ قدیم انبیا اور مقتداؤن کی

مسیح کا انتظار

پیشین گوئیان اُمید و آرزو کے ساتھ یاد آئین۔ اور کسی نئے مسیح کے ظہور کا انتظار اُن کے جوش کو روز بروز تازہ اور قوی کرتا جاتا تھا ان تمام باتون کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ ہمیشہ اپنا جوش بے موقع اور بغیر اپنی اور دشمنون کی قوت کا اندازہ کیے ظاہر کر دیا کرتے۔ مذہبی مقتداؤن اور قومی نقیبون نے[۱] تعصب کو بڑھا دیا تھا جس کے یہ نتائج روز ظاہر ہوتے کہ اُنھون نے بغاوت کی اور شکست کھا کے پہلے سے زیادہ ضعیف و ناتوان ہو گئے۔

اب اُن مین نہ وہ قدیم صدوقی و فریسی باقی تھے اور نہ وہ مجلس صنہادرین

یہود کے نئے پیشوا ربّی

اُن سب کے بدلے ایک نئی قسم کے مقتدا پیدا ہوئے جو ربّی کے معزز و متبرک خطاب سے یاد کیے جاتے۔ زوال بیت المقدس سے پہلے ان لوگون کی حیثیت صرف طلبہ کی تھی۔ مگر اب جبکہ اصلی مقتدایانِ قوم فنا ہو گئے اور قومی قوت ہی منتشر ہو گئی جو کسی خاص شخص کو سارے ہی قوم کا مقتدا بناتی تو ان ربّی لوگون نے خود اپنی کوشش سے اور اپنے دینی خدمات کے

۱؎ ان مصیبتون کو اپنے اعمال بد کی سزا خیال کرتے اور منتظر رہتے کہ

عملے مین مقتدائی کا تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور چند روز بعد ایک امام یا مجتہد کی حیثیت سے اولاد اسرائیل کے رہنما و مقتدا قرار پا گئے۔ ربیون کا سلسلہ آجتک چلا جاتا ہے۔ اور اب بھی اسی قسم کے ربی یہودیون کی پیشوائی کر رہے ہین۔ لیکن یہ بات بے افسوس کیے نہین بیان کی جا سکتی کہ اُن ربیون مین سے کسی نے بھی کبھی زمانہ شناسی سے کام نہ لیا۔ بجاے اس کے کہ اِس خود پسند قوم کے جوش تعصب کو اعتدال پر لائین اُلٹے اُن مین عصبیت کو اور بڑھاتے رہے رومیون کے دور مین یہودیون کے لیے کسی امن دوست اور صلح پسند ناصح مشفق کی ضرورت تھی۔ مگر ربیون کا یہ طریقہ تھا کہ فوجی نقیب کی طرح یا شکستہ اور مظلوم قوم مین کھڑے ہو کے اگلے کارنامے اور اگلے انبیا کو یاد دلا کے رجز خوانیان کرتے۔ اور روز ایک نئی بغاوت پر آمادہ کر دیتے۔

اُن کی قومیت مٹانے کی تدبیرین اُنھین مسلسل بغاوتون اور سرکشیون نے چند روز بعد یہ روز بد دکھایا کہ حکمرانون کی طرف سے اُن کے قومی اور مذہبی نشانون کے مٹانے اور ان کی قوم کے فنا کر دینے کی کوشش ہونے لگی۔ حکم دیدیا گیا کہ کوئی یہودی ختنہ نہ کرے۔ اپنی شرعی کتابون اور اپنے صحیفۂ ربانی کو مطالعہ کی غرض سے کبھی ہاتھ مین نہ لے۔ یوم السبت یعنی ہفتے کے مذہبی احکام ہرگز نہ بجا لائے۔ الغرض اسی قسم کے اور احکام جاری ہو گئے تاکہ جو یہودی باقی ہین وہ بھی چند روز مین دنیا سے فنا ہو جائین۔ یہ ایسے بے اُصول اور خلاف فطرت احکام تھے کہ یہود کو اپنے دین و مذہب کے مٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ اور اُن کے دبے ہوئے قومی جوش مین یکایک ایک نیا اور بہت بڑا اُبال آ گیا۔

نیا مسیحا برقوشیباس مذکورۂ بالا مظالم نے اُن کے خیالات کو یکجا کیا۔ اتفاق نے پھر اُن مین ایک قوت پیدا کی۔ اور برقوشیباس یا برقوشاب نام ایک نیا اسرائیلی

نمودار ہوا جو اپنے مسیحا ہونے کا مدعی تھا۔ اس شخص کے حالات جو یہودیوں کی قدیم مذہبی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں عجیب وغریب ہیں طرح طرح کے خوارق عادات اور کرامات ومعجزات اس کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ منجنیق کے پتھروں کو ٹھوکر مار کے دشمنوں پر اُلٹ دیتا تھا۔ اور جب لڑائی کے شعلے زیادہ بھڑکتے تو جوش کے وقت اُس کی سانس سے بھی شعلے نکلنے لگتے۔ اس نئے مسیحا کی خبر یکایک سارے یہودیوں میں پھیلی۔ اور ہر جگہ یقین کر لیا گیا کہ جس مسیحا کی پیشین گوئی بلعام نے کی تھی وہ ظاہر ہو گیا۔ اُس کا نام برقوشیباس ہے اور وہ کوکب آل اسرائیل کا بیٹا ہے۔

اُس نئے مسیحا کی قوت بڑھ جانے کا سب سے قوی سبب یہ ہوا کہ اُس عہد کے سب سے بڑے ربی عقیبہ نے جو یہودیوں میں اپنے علم وفضل کے سبب سے قریب قریب ایک پیغمبر کی وقعت رکھتا تھا اُس کو مسیحا تسلیم کر لیا۔

ربی عقیبہ — عقیبہ کی عمر اُن دنوں ایک سو بیس برس کی تھی۔ اس مقدس وسن رسیدہ ربی کی نسبت مشہور تھا کہ نوعمری میں گڈریا تھا۔ اور غالیہ شیبہ نام ایک

اپنے آقا کی بیٹی پہ اُس کا عشق — دولت مند یہودی کی بھیڑیاں چرایا کرتا تھا۔ اُس کا یہ سارا علم وفضل اُسی دولت مند آقا کی پری جمال بیٹی کے طفیل میں تھا۔ اس لیے کہ گلہ چراتے چراتے وہ آقا کی بیٹی پر عاشق ہو گیا۔ اور کچھ ایسے سچے دل سے اُس نے اظہار عشق کیا تھا کہ لڑکی نے بھی اُسے اپنا دل دیدیا۔ اور دونوں نے چھپا کے عقد کر لیا۔ نکاح ہو جانے کے بعد عقیبہ نے آقا کے سامنے جا کے درخواست کی کہ مجھے اپنی دامادی کی عزت عطا فرمائیے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایک دولت مند شریف ایسے کم حیثیت اور جاہل نوجوان کو بھلا کیسے بیٹی دے سکتا تھا غالیہ نے اسی بنا پر انکار کر دیا۔ عقیبہ نے یہ جواب پاتے ہی نوکری چھوڑ دی۔

عشق نے اُسے عالم و فاضل بنا دیا اور اُن مشہور شہروں میں پھر پھر کے جہاں یہودیوں کے اہل علم موجود تھے علم و فضل حاصل کرنے لگا - آخر عشق کے جوش نے اُسے اتنا بڑا عالم و فاضل بنا دیا کہ بارہ برس کے بعد جب پھر غالیہ کے سامنے آکے اُس نے اپنی معشوقہ کو طلب کیا ہے تو اُس کے گرد بارہ ہزار طلبہ کا ہجوم تھا - مگر یہودی رئیس نے اب بھی انکار کیا - پُر جوش نوجوان خاموشی کے ساتھ واپس چلا گیا اور جان توڑ کے کوشش کرنے لگا کہ اپنے تئین اور زیادہ مکمل بنائے - چند روز بعد چوبیس ہزار خوشہ چینوں کا گروہ ساتھ لے کے غالیہ کے سامنے آیا - اور پھر درخواست کی - اب کی غالیہ کا دل پسیج گیا - اور بیٹی دینے پر راضی ہوا - مگر جب رضامندی کے بعد سُنا کہ دونوں کا عقد چودہ پندرہ برس پیشتر ہو چکا تھا تو اُسے حیرت ہو گئی -

غرض یہ عقیبہ معشوقہ کے شوق میں علم حاصل کر کے اتنے درجۂ کمال پر پہونچ گیا کہ بی بی کو رخصت کراتے ہی تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوا - اور آخر جب مقتدائی کے تاج کے لیے اُس سے زیادہ قابل کوئی شخص نظر یہودا اُسے حضرت موسیٰ سے بھی بڑا عالم جانتے | آیا تو وہی اسرائیلیوں کا ربی بنا لیا گیا - لوگوں کو اس سے اس قدر عقیدت تھی کہ اُسے حضرت موسیٰ سے بھی زیادہ صاحب علم و فضل خیال کرتے - اور یہی سبب تھا کہ برقوشیباس کی مسیحائی کو جب اُس نے تسلیم کر لیا تو پھر کس یہودی کی مجال تھی کہ انکار کرے -

ہادرین قیصر اور روفوس حاکم ارض یہودا | یہ ہادرین قیصر روم کا زمانہ تھا جس کی طرف سے طورنوس روفوس نام ایک رومی سردار ارض یہودا کا عامل و حاکم تھا - روفوس نے یہودیوں کے مذہب اور اُن کی قومیت کے مٹانے کی بیانتک

اور جو ٹوٹ کے تانے میں لوگ اسے سب سے بڑا عالم و فاضل ماننے لگے -

کوشش کی کہ خاص مسجد اقصیٰ کے کھنڈروں میں ہل چلوا دیا۔ اس کے بعد اُس نے
جب یہودیوں کی اس شورش کا حال سُنا تو سنہ ۱۳۴ قبل محمدؐ میں اپنی مختصر
ربی عقیبہ کا قتل
فوج سے کے حملہ کر دیا اور ربّی عقیبہ کو گرفتار کر کے قتل
کر ڈالا۔ مگر اس کارروائی سے مخالفت یا رومیوں کی زبان سے کہنا چاہیے
کہ بغاوت بجائے دبنے کے اور زیادہ ترقی کر گئی۔ اور اس درجے کو پہونچ گئی
کہ اُس کے فرو کرنے کے لیے روفوس کی موجودہ فوج کافی نہ تھی۔ روفوس نے
جب اس بغاوت کی رپورٹ دارالسلطنت روم میں کی تو معزز اور اہل ثروت
رومیوں کو کسی طرح یقین نہ آتا تھا۔ وہ حیرت سے کہتے تھے کہ یہودیوں میں شاید
کوئی نہ ہوگا جو اپنے باپ کی زبانی گذشتہ مصیبت اور تباہی کے چشم دید واقعات
نہ سُن چکا ہو۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اتنی جلدی وہ لوگ پھر اُسی قدیم بلا کو اپنے
سر پر بلاتے ہوں؟

اُدھر رومیوں نے اسی خیال سے جدید فوجوں کے روانہ کرنے میں تساہل
کیا۔ اِدھر اسرائیلیوں کو لڑائی کا سامان اور فوجیں فراہم کرنے کا اچھا اور
برقوشیباس کا زور و شور
کافی موقع مل گیا۔ برقوشیباس کی مسیحائی نے یہ فوری
کمال دکھایا کہ چند ہی روز کے اندر اُس کے جھنڈے کے نیچے دو لاکھ کے قریب
فوج موجود تھی۔ جو لوگ اُس کی فوج کی صف اول میں رکھے جاتے اُن کے
لیے ابتدا میں تو یہ ضروری شرط تھی کہ اپنی ایک انگلی کٹوا کے دل کی مضبوطی
اور ثابت قدمی کا ثبوت دیں۔ مگر آخر میں زور آزمائی کا یہ طریقہ مقرر ہوا کہ وہ
لبنان کے کسی بڑے درخت کو ایک ہی زور میں جڑ سے اکھاڑ لیں۔ اس نئے
مسیح نے پہلے تو اپنی تمام کارروائیوں کو مخفی رکھا۔ اور رومیوں کو سوا اس کے
کہ بغاوت کے جوش کا پخت و پز ہو رہا ہے اور کسی بات کی خبر نہ ہوئی۔ یہودی بھی

ملک و وطن کے حالات سے جس قدر واقف تھے غیر نہیں ہو سکتے تھے۔ اور ملک بھی کون جس مین کوئی مقام نہ تھا جہان خفیہ تہ خانے اور زمین کے اندر ہی اندر راستے نہ بنے ہون۔ انھین چیزون سے کام لے کے برقوشیباس نے اپنی قوت یہانتک بڑھائی کہ جب رومیون کو خبر معلوم ہوئی ہے اُس وقت وہ پچاس مضبوط قلعون اور تقریباً ایک ہزار گاؤن کو اپنے قبضے مین کر چکا تھا۔ ساری ارض یہوداہ مین کوئی یہودی نہ تھا جو اُس کے موافق نہ ہو۔ سوا چند عیسائیون کے جو حضرت عیسیٰ بن مریم کو سچا مسیح مان چکے تھے اور کسی نئے شخص کی مسیحیت کو ہرگز نہ تسلیم کر سکتے تھے۔ اسی اختلاف کی وجہ سے برقوشیباس نے ان تمام عیسائیون کو جو اس کے ہاتھ مین پڑ گئے بہت سخت سزائین دے دے کے قتل کیا۔

بیت المقدس پر اُس کا قبضہ

جب رومیون سے علانیہ مخالفت ہو گئی۔ اور نامور ربی عقیبہ مار ڈالا گیا تو برقوشیباس نے سنہ ۴۳۲ قبل محمدؐ مین بڑھ کے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ رومیون کی مختصر فوج کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست ہوئی۔ اور نسل اسرائیل چند روز کے لیے پھر اپنے آبائی شہر پر قابض ہو گئی۔ نئے مسیحا نے اپنے پرانے شہر پر قبضہ کرتے ہی قدیم کھنڈرون پہ پھر ایک قربان گاہ قائم کی اور نئی مسجد تعمیر کر لی۔ نیا اسرائیلی سکہ جاری کیا۔ اور خانہ خدا کی آزادی کا نیا سنہ بھی جاری کر دیا گیا۔

یولیوس سپہ سالار روم کا حملہ

مگر یہ آزادیان چند ہی روز کے لیے تھین۔ ہدرین قیصر روم نے یہ حالات سنتے ہی یولیوس سوروس نام ایک نئے نامور سپہ سالار کو اس مہم پر روانہ کیا جو انھین دنون برطانیہ عظمےٰ کے وحشیون کے مقابلے مین بہادری کے تمغے حاصل کیے چلا آتا تھا۔ یولیوس نے ارض یہوداہ مین پہنچتے ہی یہودیون کا قتل و قمع شروع کر دیا۔ بیت المقدس اب وہ

پرانا بیت المقدس نہ تھا جس کی تہ شہر پناہ میں کبھی رومی اسلحہ کے سامنے دیوار آہنی بنی
اور کامیابی ہوئی تھیں اب کھلا میدان اور بوسیدہ کھنڈر تھے مسیح کو اپنی آغوش میں پناہ نہ دے سکے
اور شکست خوردہ آل ابراہیم و اولاد اسرائیل نے بیت المقدس سے بھاگ کر ایک بہ دست اور مضبوط
قلعے میں پناہ لی جو بیتر کے نام سے مشہور تھا اور جس کی قسمت میں تھا کہ دنیا کو وہی ہیبت ناک تماشا پھر دکھانا
قلعۂ بیتر جو ۶۳ برس پیشتر خاص بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ نے دکھایا تھا۔ رومیوں نے بیت المقدس
پر قبضہ کرتے ہی سنے حرم کو پھر کھود کے خاک میں ملا دیا۔ اور آگے بڑھے۔

اسکا محاصرہ بیتر کے قلعہ میں یہودیوں نے اس جرأت و بہادری سے مقابلہ کیا کہ رومی کامل
دو سال تک محاصرہ کیے پڑے رہے اور آخر کار نقصان اٹھاتے اٹھاتے جان سے عاجز آ گئے۔ یہاں
مقدس ربی الیعزر محصورین میں یہودیوں کا ایک بڑا مقدس ربی موجود تھا جسکا نام الیعزر تھا۔ یہ محترم
شخص کسی سے بات چیت نہ کرتا بلکہ جسطرح عمالقہ کی لڑائی میں معمول تھا کہ جبتک بنی اسرائیل لڑتے
حضرت موسیٰ درگاہ رب العزت میں خشوع و خضوع سے دعا کرتے رہتے اسی طرح الیعزر کا اس
قلعہ میں معمول تھا کہ جبتک رومیوں سے میدان کارزار گرم رہتا وہ سجدے میں پڑا فتح و نصرت کی
دعا مانگا کرتا اور یہودیوں کو اعتقاد تھا کہ ہمیشہ اسی کی دعا سے فتح ہوتی ہے۔ اتفاقاً ایک سماری
الاصل یہودی نے جس کے ہموطن قدیم سے ارض یہودا والوں کے دشمن چلے آتے تھے چپکے سے کچھ
الفاظ اس مقدس ربی کے کان میں کہے جو قوشی بات یا قلعہ کا جو سردار تھا اس سماری کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تم نے کیا کہا؟
اس نے بتایا کہ میں رومیوں کی جانب سے ربی کے پاس پیام صلح کا جواب لایا تھا [illegible]

خود مقتداؤن کے ہاتھ سے اسکا قتل ہونا اس تہمت نے یکایک یہودیوں کے دل میں آگ لگا دی
اور وہ مقدس و بیگناہ خاموش ربی ایک چشم زدن میں قتل کر ڈالا گیا۔ اسکے قتل کے بعد جب
حال کھلا کہ یہ فقط اتہام تھا تو سب لوگ پچھتائے اور سمجھے کہ کسی سخت عذاب کے منتظر ہیں
قلعۂ بیتر پر رومیوں کا قبضہ الیعزر اس اتہام سے خدا کی عبادت کرتا ہوا مارا گیا تھا اور لوگ یہ
سمجھے کہ ناگہاں رومیوں نے قلعہ فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۳۵ء قبل مسیح کا ہے رومی سپاہی ہر طرف [illegible]

قتل عام

سے دھاوے کرتے ہوئے اندر گھس پڑے- اور ہر جگہ قتل عام ہونے لگا جس قدر
قتل و خون بیتھر میں ہوا ہے اس کے بیان میں یہودی مورخین عجیب و غریب مبالغہ
آمیز قصے بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ خون کی ندی جاری ہو گئی جو اس زور سے بہتی تھی کہ دو
دو سیر کے پتھروں کو بہا لیجاتی- اور رومیوں کے گھوڑے پیٹ تک خون میں ڈوبے

مقتولین کی تعداد

ہوئے تھے. مگر مقتولین کے شمار کی نسبت معتبر ذریعوں سے معلوم ہوا
ہے کہ فقط تلواروں سے پانچ لاکھ اسی ہزار یہودی قتل ہوئے- اور جو لوگ آتش زدگی
بہ قوتی یاس کا قتل اسے جل کے مرگئے یا جنھوں نے مختلف امراض میں مبتلا ہو کے جان
دی اُن کا شمار ان کے علاوہ ہے- خود برقوشیبا بھی رومیوں کے ہاتھ
سے مارا گیا. مگر اس میں اختلاف ہے کہ بیت المقدس ہی میں شکست کھاتے وقت
مارا گیا. یا بیتھر کے قتل عام میں زیادہ قابل وثوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس ہی
میں لقمہ نہنگ اجل ہو چکا تھا اور بیتھر میں یہود کا سرگروہ اس کا بیٹا تھا-

یہودیوں کی تباہی کا مرثیہ

الغرض ۴۳۵ء قبل محمد میں اس آخری شکست و تباہی نے یہودیوں
کی قوت اس قدر توڑ دی کہ پھر انھیں سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی اپنی آبائی حکومت
حاصل کرنے. اپنے معبد کے از سر نو آباد کرنے اور اپنی گذشتہ عزت پھر حاصل کر لینے کی انھوں
نے یہ آخری کوشش کی تھی اور افسوس ایسے پسے گئے کہ اسکے بعد سے آج تک شاید
کسی اسرائیلی بچے کے دل میں بھی کبھی تخت و تاج کا خیال نہ گزرا ہوگا- افسوس حضرت
ابراہیمؑ کی برکت جناب موسیٰؑ کی کوششیں اور جناب داؤدؑ و سلیمانؑ کی دولت
و حشمت سب خاک میں مل گئیں- اور ایک نہایت ہی قدیم اور معزز قوم کی تاریخ ختم
ہو گئی- وہی لوگ جو کبھی دنیا میں سب سے بہادر جانباز اور دین پر قربان ہونے
میں سب سے زیادہ جری تھے ہر قوم سے زیادہ بزدل بن گئے جن کی سپہگری کو
زمانہ کبھی نہ بھولے گا. آج بالکل ذلیل بنے ہیں اور فوجوں میں شامل کرنے کے قابل بھی

نہیں سمجھے جاتے۔ درحقیقت یہودیوں کے کارناموں سے ہر قوم کو عجیب عبرتناک سبق مل سکتا ہے۔ اور اُن کے حالات بتاتے ہیں کہ ناعاقبت اندیشی کے جوش اور کمزوری کی سرکشی سے کیسا روزِ بد دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔

اس کے بعد عام ارض یہودا پر کیا گذری؟

بتیر کے زوال کے بعد پھر ارض یہودا میں ہر جگہ یہودیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ اُس کے بعد وہ سرزمین جو ایک دنیاوی جنت بنی ہوئی تھی اس قدر تہ و بالا کی گئی کہ اُس کے تمام شہر اور قصبے کھنڈر اور سارے کشت زار جنگل ہو گئے۔ نہ وہ رونق ہی رہی نہ وہ آبادی کھیت ہل جوتنے والوں سے خالی تھے۔ اور ویرانے ویرانے رہ گئے۔ اور ویرانہ دنیوالوں

بیت المقدس کا نیا نام ایلیا

بیت المقدس رومیوں کی ایک نو آبادی بنا یا گیا جس میں چند رومی سپاہیوں کے ساتھ تھوڑے سے بت پرست آفاقی لا کے بسا دیئے گئے۔ ایلیا کیپی ٹولینا اُس کا نام رکھا گیا۔ اور خاص وہ جگہ جہاں مسجد اقصٰی تھی وہاں رومیوں کے بڑے

اس میں بت خانے

دیوتا جیو پٹر کا مندر از سر نو بنایا گیا وہ جگہ جہاں باوجود بڑے بڑے اختلافات و شبہات کے چند عیسائی حضرت مسیح کی قبر بتاتے تھے وہاں یونان کی خوبصورت دیوی وینس کا شوالہ تعمیر ہوا۔ اور یہودیوں کی نسبت حکم عام دیدیا گیا کہ جو کوئی فقط ایک نظر دیکھ لینے کی نیت سے بھی اس منہدم شہر کے کھنڈروں کے قریب آئے گا جان سے مارا جائیگا

اس میں چند عیسائیوں کو رہنے کی اجازت

ہاں چند عیسائیوں کو البتہ اس شہر میں رہنے کی اجازت دیدی گئی جن کو یہودیوں خصوصاً بر قوشی باس نے بہت ستایا تھا۔ ان کو رومیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کا موقع زیادہ تر اس وجہ سے ملا تھا کہ اول تو ان پر بر قوشی باس کی مخالفت میں یہودیوں کے ہاتھ سے مظالم ہو چکے تھے۔ دوسرے یہ کہ انھیں دنوں ان کی خوش قسمتی سے ایک رومی شخص نے دین مسیحی اختیار کر لیا تھا۔ اس نے اپنا عیسائی نام مرقس رکھا۔ اور چند روز بعد عیسائیوں نے اسے اپنا مقتدا اور بیت المقدس کا

ان کا پہلا بشپ

پہلا اسقف (بشپ) قرار دیا۔ اس ہم قومی نے رومی بت پرستوں کو کسی

حد تک ان کے موافق بنا دیا۔ اور یہی زمانہ ہے کہ جب سے یہودیوں اور عیسائیوں کی
باہمی عداوت ترقی کرنے لگی۔ یہودی خصوصًا اس سبب سے اور زیادہ برہم ہوئے
کہ رومیوں نے اور غالبًا ان کے ساتھ شریک ہو کے بیت اللحم کے پھاٹک پر سور کی مورت
عیسائیوں نے بھی بیت اللحم کے پھاٹک پر ایک سور کی مورت قائم کر دی تاکہ یہودی
اس طرف کا رخ بھی نہ کریں۔ اسرائیلیوں کے لیے سور ایسا ہی اشتعال دلانے والا
تھا جیسا کہ اب مسلمانوں کے لیے ہے۔ وہ اس کی صورت سے بھی کوسوں بھاگتے تھے
بخلاف اُن کے عیسائیوں نے صرف رومیوں کی خوشامد اور ان کے خوش کرنے کی ضرورت
سے یا رومی عیسائیوں کے مذاق کی پابندی میں سور سے نفرت کرنا چھوڑ کے اس کا گوشت
نام تک مٹ گیا اپنے حلال کر لیا تھا۔ بیت المقدس کا نام آ گیا اس قدر مشہور ہوا کہ جس وقت مسلمان
حملہ آوروں نے اسکو فتح کیا ہے اُس وقت تک یہ شہر اُسی رومی نام سے مشہور تھا۔ پرانا اصلی نام
یروشلیم مٹ گیا تھا۔ مسلمان اپنی زبان میں اُسے بیت المقدس کہنے لگے۔ اور یروشلیم کا لفظ
اس قدر چھوٹ گیا کہ ظہور اسلام سے صدیوں پہلے ہی ایک عیسائی شہید کا یہ واقعہ
مشہور ہے کہ جب اُسے مصر کے بت پرست جج کے سامنے لے گئے تو اس سے وطن پوچھا
اس نے کہا یروشلیم۔ اس نئے اور عجیب نام کو جج نے حیرت سے سنا اور کہا "اس نام
کا تو کوئی شہر دنیا کے پردے پر نہیں ہے۔ اس کو مارو کہ جھوٹ بولنے سے باز
آئے۔ اور اپنے وطن کا اصلی نام بتائے" یہ حالت تھی قوم یہود اور اُن کے محترم
معبد ربانی کی جبکہ عیسویت نے دولت روم کے دامن میں پل پل کے زور پکڑا
اور دولت روم کی قلمرو کا عام مذہب بننے لگی۔